مکاتیب

حضرت مولانا محمد الیاسؒ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

ادارہ اشاعتِ دینیات (پرائیویٹ) لمیٹڈ
idara.com
IDARA ISHA'AT-E-DINIYAT (P) LTD.

نام کتاب: مکاتیب حضرت مولانا محمد الیاسؒ

Makãtib: Maulana Muhammad Ilyaas (Rah.)

مرتبہ: مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

باہتمام : محمد یونس

سن اشاعت : ۲۰۰۲ء

ISBN: 81-7101-138-1

Published by
IDARA ISHA'AT-E-DINIYAT (P) LTD.
168/2, Jha House, Hazrat Nizamuddin
New Delhi-110 013 (India)
Tel.: 6926832, 6926833, 4355786
Fax: +91-11-6322787 & 4352786
Email: **sales@idara.com**
Visit us at: **www.idara.com**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

کسی تحریک اور جماعت کے اغراض و مقاصد اور اس کی حقیقی روح کو سمجھنے کے لئے سب سے اہم اور صحیح ذریعہ خود جماعت کے بانی کی صحبت اور اس کی رفاقت ہے اور اس کے چلے جانے کے بعد سب سے قریبی اور مستند ذریعہ اس کی کتابیں، خطوط اور ملفوظات ہیں۔ بلکہ خطوط کو بعض حیثیتوں سے بقیہ دونوں پر فوقیت حاصل ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی کتاب تو تالیف نہیں فرمائی البتہ ان کے ملفوظات کا مجموعہ محترم مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے مرتب کیا ہے۔ اور آپ کے خطوط کا مجموعہ یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جو محترم مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کی کوشش سے مرتب ہوا ہے۔

اس مجموعے میں کل ۶۵ خطوط ہیں جن میں سے شروع کے ۳۴ خطوط خود مرتب کتاب مولانا ابو الحسن علی ندوی کے نام ہیں۔ اس کے بعد ۵ خطوط میاں جی محمد عیسیٰ فیروز پوری میواتی کے نام ہیں، پھر ۲۰ خطوط مختلف کارکنان اور دوستوں کے نام اور آخیر میں ۶ خطوط میوات کے تبلیغی کارکنان کے نام ہیں۔

خطوط کا یہ مجموعہ اوّل اوّل ۱۳۶۲ھ میں یعنی آج سے تقریباً چالیس سال قبل شائع ہوا تھا اس وقت سے اب تک یہ بار بار اور بہت سے مقامات سے شائع ہوتا رہا، جس کی وجہ سے بہت سی اغلاط بھی پیدا ہو گئی تھیں، پھر اس کی کوئی فہرست

نہ تھی جس سے کسی بھی درجہ میں خطوط کے مندرجات اور ان کے مکتوب الیہم کا پتہ چل سکے۔
اللہ تعالیٰ برادر محترم محمد انس میاں (مینجنگ ڈائرکٹر ادارہ اشاعت دینیات پرائیویٹ لمیٹڈ) کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے اسے خاص اہتمام سے شائع کرنے کا منصوبہ بنایا۔

اس کتاب میں دو کام اس بار خصوصیت سے کئے گئے ہیں:

(۱) اس کی تصحیح کا اہتمام، چنانچہ اب یہ کتاب اغلاط سے ان شاء اللہ تعالیٰ پاک ہے

(۲) اس کی فہرست سازی کا کام بہت ضروری تھا، چنانچہ اس بار اس کی دو فہرستیں تیار کی گئیں، ایک فہرست اجمالی ہے جو ایک صفحہ میں مکمل ہے جس سے پوری کتاب کا ایک اجمالی خاکہ سامنے آجاتا ہے۔ دوسری فہرست بہت مفصل ہے جس میں تمام اہم خطوط کے مضامین کا مکمل اشاریہ اور ہر ایک خط جس کے نام لکھا گیا تھا اس کا نام (جہاں تک معلوم ہو سکا) دیدیا گیا ہے، اس فہرست سے پوری کتاب آئینہ ہو جاتی ہے، اور کتاب کے تمام مضامین ایک نظر میں سامنے آجاتے ہیں۔
فہرست میں ہر خط کا نمبر شروع میں گول دائرے میں دیا گیا ہے اس کے بعد اس خط کے مضامین کا اشاریہ ہے اور اخیر میں صفحہ نمبر ہے۔

امید ہے اب اس کتاب سے استفادہ زیادہ آسان ہوگا، اور ناظرین کم وقت میں اپنے مطلوبہ مضامین تلاش کر سکیں گے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم

۷ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ - ۲۰ جولائی ۱۹۹۱ء

محمد عبداللہ طارق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین (اجمالی)

خطوط کی مجموعی تعداد ۶۵

فہرست مضامین (تفصیلی)

((سلسلۂ اوّل))

(۱۳۴ خطوط)

مکاتیب بنام مولانا ابوالحسن علی ندوی مرتب کتاب

صفحہ ۸ تا ۸۵

ہوتا ہے۔
(۳) اس کام کا مقصد دوسروں کی اصلاح نہیں ہے۔
(۴) نکلنے والوں کی ذمہ داریاں اور آداب۔
(۵) ہدیہ قبول کرنے کے شرائط۔
(۶) محبتِ مسلم کی اہمیت۔ صفحہ ۱۳

(۳)
(۱) مسلمان بھائیوں کے ساتھ حُسنِ ظن کی اہمیت۔
(۲) تبلیغ دین کے لئے سفر کرنا دعوت و تبلیغ کا جسم و مادہ ہے۔
(۳) اللہ کے حکموں پر جان دینا تبلیغ کی روح ہے۔
(۴) خوش خلقی کی مشق اور اس کا طریقہ۔
(۵) دینی کتب کے تنہائی میں پڑھنے اور مجمع میں پڑھنے کی الگ الگ تاثیرات ہیں۔
(۶) ترکِ فرائض غضبِ الٰہی کا سبب ہے۔
(۷) اپنی توجہ اس کام میں بڑوں پر ہی رکھی جائے بچوں پر نہیں۔
(۸) تعمیل حکم الٰہی کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ولولوں کو دبا دے۔
(۹) ہر عمل کا مقصود قوتِ دعا کو بڑھانا ہے۔
(۱۰) دعا میں جسم کے ساتھ قلب کو بھی مشغول رکھا جائے۔ صفحہ ۲۵

(۴)
(۱) وسائط ذاتی مشقت کا بدل نہیں۔
(۲) جوارح و قلب کی شکستگی نزولِ رحمت کا سبب ہے۔
(۳) کسی راہ کی ذلت اٹھائے بغیر اس کی عزت نہیں ملتی۔ صفحہ ۳۲

(۵)
(۱) طبیعتوں کا طبیعتوں سے استفادہ
(۲) نگاہ لامحدود اجر پر رکھنی چاہئے۔
(۳) فرائض اور نوافل کے مرتبے کا فرق
(۴) عیوب پر چشم پوشی اور خوبیوں کو سراہنے کی اہمیت۔

(۵) جو برتاؤ اللہ سے چاہتے ہو وہی تم مخلوق کے ساتھ کرو۔

(۶) دین کی دعوت دوسروں سے حسنِ ظن کے ساتھ دی جائے۔

(۷) تعلیم کے لئے نصاب کی کتابیں[1]

(۸) موقع پر تھوڑا اسا بے موقع بہت سے سے بہتر ہے۔ صفحہ ۴۳

(۶) عبادات میں پابندی اور دوام کی اہمیت۔ صفحہ ۴۱

(۷) نوٹوں میں تبلیغی جد وجہد۔ صفحہ ۴۴

(۸) دو کارکنان کی دل داری کی ہدایت۔ صفحہ ۴۵

(۹) (۱) ایک بڑی تعداد میں میواتیوں کے نکلنے پر اظہار شکر۔

(۲) خاص اوقات میں دعاؤں کی کثرت۔

(۳) نکلنے والوں کی نصرت کے لئے آدمی بھیجنے کی ہدایت۔

(۴) اس کام کے لئے اخبارات میں مضامین لکھنے کی ضرورت ـــــ صفحہ ۴۶

(۱۰) ـــــ صفحہ ۴۹

(۱۱) چند مقامات کے اجتماعات میں بعض بے احتیاطیوں پر تشویش کا اظہار ـــــ صفحہ ۵۰

(۱۲) (۱) مذہب کی اصل قیمت سوز جگر اور خون دیدہ ہے۔

(۲) انسان ایک بحرِ عمیق ہے، ایک انسان دوسرے انسان سے اتنا ہی اثر لیگا جتنا اس دوسرے کے اندر موجود ہے۔

(۳) تعلیم کے لئے نصاب کی کتابیں۔

(۴) نکلنے کے زمانے میں جوارح

---

[1] نیز دیکھئے صفحہ ۵۳، ۹۲

(سلسلۂ دوم)

(۵ خطوط)

مکاتیب بنام میاں جی محمد عیسیٰ فیروزپوری میواتی

صفحہ ۸۵ تا ۱۰۶

کرنے اور تصدیق رسالت
کا مراقبہ کرنے کی ہدایت ۔
صفحہ ۸۵

(۲) (۱) اصل مدار موت کے
وقت کے حال پر ہے ۔
(۲) دین کا کام مزہ آنے کے
لئے نہیں امتثال امر کے لئے
ہے ۔
(۳) بندگی کی راہ میں سر پر
آرہ چلے یا تخت سلیمانی ملے دونوں
کو نظر انداز کرنا چاہیئے ۔
(۴) عمل بلا صحبت اور صحبت بلا
عمل دونوں خطرناک ہیں ۔
(۵) جو شروع ہی سے قبض وبسط
کا عادی نہ ہو اس کے پھسل جانے
کا خطرہ ہے ۔
(۶) حکم کے تحت عمل کرنا دین اور
کسی اور وجہ سے کرنا دنیا ہے ۔
(۷) دین کا کام جی لگنے کے

لئے کرنا بھی دنیا ہے ۔
صفحہ ۸۷

(۳) (۱) اللہ تعالیٰ وہ زندگی بخشے کہ
سبقت کرنے والوں کے سامنے
ندامت نہ ہو
(۲) تعلیم کے لئے نصاب کی کتابیں
(۴) (۱) خواہش کا پورا ہونا اور نہ ہونا
دونوں ہی جزو زندگی ہیں ۔
(۲) قبض وبسط ہر شخص کے لئے
لازمی ہے ۔
(۳) ہر شخص کی خوبیوں پر نظر رکھتے
ہوئے اس سے محبت وتعظیم ۔
(۴) جب خطاب (تقریر) کی
ناقدری ہو تو خطاب ترک کرکے
ماحول میں تبلیغ کریں ۔
(۵) عام ماحول کو بدلنے کی کوشش
ضروری ہے ۔
(۶) دین کے لئے کوشش معاش
کی کوشش پر غالب آئے بغیر

عزت خداوندی جوش میں نہ آئے گی۔

(۷) دین قلعہ ہے اہل دین کے لئے بشرطیکہ دین درست ہو۔

(۸) آدمی کا بے علم غافل اور سست ہونا فتنہ کی کنجی ہے۔

(۹) سودی معاملہ کرنا خدا سے مقابلہ ہے۔ ——— صفحہ ۹۳

(۵) (۱) دینی کوششوں کے منافع کو اللہ تعالیٰ نے ایک مصلحت کے تحت چھپا رکھا ہے اور اس کی پریشانیوں کو سامنے کر دیا ہے۔

((سلسلۂ سوم))

(۲۰ خطوط)

مختلف کارکنوں اور دوستوں کے نام صفحہ ۱۰۷ تا ۱۳۶

(۱) پہلے کلمہ نماز پھر کچھ اور۔

لہ خط نمبر (۴) کے اخیر میں ایک خط اور بھی شامل ہے یہ نمبر ۸ اور نمبر ۹ اسی خط کے مضامین ہیں۔

(۱) (۱) تبلیغ میں نکلنے کا خلاصہ تین چیزوں کا زندہ کرنا ہے: ذکر، تعلیم، تبلیغ۔

(۲) مکاتب کی نگرانی۔

(۳) ذکر کی تاکید

(۴) رائے پور (خانقاہ) میں جانے کی تاکید۔

(۵) حضرت تھانوی کی کتابوں کے مطالعے کی تاکید۔

صفحہ ۱۳۶

(۲) (۱) ہر وقت کے مسائل مقامی علماء سے پوچھے جائیں صفحہ ۱۳۹

(۳) (۱) دینی زندگی کی جد وجہد کئے بغیر آفات اور بلاؤں کے دور ہونے کی تمنا کرنا دیوانگی ہے۔

صفحہ ۱۳۹

(۴) میوات کے کارکنان کے نام

(۱) کام کے دوران مشکلات ضرور پیش آتی ہیں اس کا علاج مزید جم کر محنت کرنا اور نماز و ذکر کی کثرت ہے۔

(۲) کامیابی کو اپنی کوشش کا نتیجہ سمجھنا شرک ہے ___ صفحہ ۱۴۰

(۵) میوات کے کارکنان کے نام

(۱) ہماری تحریک کسی کی دل آزاری کو پسند نہیں کرتی۔

(۲) ایسے الفاظ سے گریز کریں جن سے کسی فرقہ یا جماعت پر طعن ہو۔

(۳) دوسروں کی عیب جوئی کی کوشش بے ہنری اور کام کو بے رونق کرنے والی چیز ہے۔ ___ صفحہ ۱۴۲

(۶) بنام مولانا قاری محمد طیب صاحب (دیوبند)

(۱) مشائخ طریقت اور علماء شریعت سے اس کام کے لئے مشورے کی اہمیت۔

(۲) بے موقع اور بے محل تقریر کی کثرت اس وقت امت کی بہت پرانی بیماری ہے۔ صفحہ ۱۴۳

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطوط پڑھنے سے پہلے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اما بعد، مشائخ و بزرگانِ دین اور علماء و مصلحین کے مکاتیب و رسائل کے مجموعے قدیم زمانہ سے پائے جاتے ہیں، یہ خطوط ان کے دلی جذبات اور اصلی خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں، اور بعض اوقات یہ مجموعے اُن کے صحیح حالات و خیالات اور اُن کی دعوت و تحریک کے اصلی محرکات معلوم کرنے کا ان کی سوانح و سیر کے مقابلہ میں زیادہ مستند ذریعہ سمجھے جاتے ہیں اس لئے کہ سوانح اور سیرتیں دوسرے اشخاص کی مرتب کی ہوئی ہوتی ہیں اور اُن میں اُن کے مصنفین کے ذوق و رجحان کا اچھا خاصا دخل ہوتا ہے، کم سے کم ترجمانی اور استنباط تمام تر مصنفین کی طرف سے ہوتا ہے، اور اپنے ذوق و رجحان سے بالکل آزاد اور مجرد ہو جانا نہایت مشکل بات ہے، اسلامی کتب خانہ میں خطوط کے مجموعوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جو بڑی تاریخی اور علمی اہمیت رکھتا ہے، ہندوستان کے اسلامی دور نے اس کتب خانہ کو بڑے بڑے بیش قیمت عطیے پیش کئے ہیں، ان تحائف

میں دو مجموعے خاص طور پر ممتاز ہیں، اور اس موضوع کی کتابوں میں ان کا مقام بہت بلند ہے، ایک حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کا مجموعہ موسوم بہ مکتوبات سہ صدی" دوسرے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب کا مجموعہ ہے جو معارف و حقائق کا بڑا خزانہ ہے۔

مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح مرتب کرنے کا خیال ہوا تو انکے خطوط و مکاتیب کی تلاش ہوئی، جو اُن کے جذبات و تاثرات اور اُن کی دعوت اور دینی جد و جہد کے اندرونی محرکات کا مطالعہ کرنے کا سب سے مستند اور قابلِ وثوق ذریعہ ہے، اس سلسلہ میں خطوط کا ایک اچھا خاصا مجموعہ دستیاب ہوا، خود خاکسار راقم الحروف کو مولانا نے بڑے مفصّل طویل اور پُر زور اور پُراثر خط لکھے تھے، جن میں سے بعض بعض مختصر رسائل کے برابر تھے، انہی کی مدد سے اور ان کے اقتباسات سے خاکسار نے رسالہ "ایک اہم دینی دعوت" مرتب کیا تھا، جو مولانا نے حرف بحرف سُنا تھا، یہ معلوم کرکے کہ راقم الحروف کو مولانا کے خطوط کی ضرورت ہے بعض دوسرے احباب نے اپنے اپنے نام کے خطوط عنایت فرما دیئے تھے، جن میں سب سے زیادہ قیمتی ذخیرہ وہ ہے جو میاں جی عیسیٰ صاحب کے نام ہے، میرے برادر محترم مولوی حکیم ڈاکٹر سیّد عبد العلیؒ صاحب نے ان سب خطوط کو ایک مجموعہ میں جمع کروا دیا، جمع ہونیکے بعد معلوم ہوا کہ نہ صرف دعوت کے اُصول و آداب اور اسکی روح و ضوابط کے لحاظ سے بلکہ اپنے بلند مضامین اور دینی حقائق کے لحاظ سے بھی یہ ایک گراں قدر ذخیرہ ہے،

لہ دیکھئے حاشیہ صـ۲۱ (ط)

اِن خطوط سے مولانا کے یقین و اعتماد، قوتِ ایمانی، حمیتِ اسلامی دین کی فکرمندی، بے چینی و بے کلی، تعلق باللہ، دین کے فہم صحیح، مقاصدِ شریعت اور روحِ دین کی معرفت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان خطوط کا لکھنے والا اپنے وقت کا عارف تھا، اور وہ دین کی جدوجہد اور ایک خاص نوع سے دین کے احیاء و تقویت کے لئے اپنے کو مامور اور ذمہ دار سمجھتا تھا،

بعض احباب اور بزرگوں نے اس مجموعہ کی اشاعت کی تحریک کی، انکی رائے میں اس سے اس سلسلہ کی تکمیل ہوتی ہے جو سوانح اور ملفوظات سے شروع ہوا ہے، بلکہ یہ مجموعہ اس سلسلہ کی سب سے زیادہ قیمتی اور قابلِ اعتماد چیز ہے، کیونکہ یہ براہِ راست مولانا کے الفاظ اور تعبیرات ہیں اور ان مضامین اور صاحبِ مضامین کے درمیان کوئی واسطہ اور حجاب نہیں،

خاکسار کو ان خطوط کی اشاعت میں بڑا تردّد تھا، اور اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ مجموعہ کئی برس کی تاخیر کے بعد شائع ہو رہا ہے، بڑے تردّد کی چیز تو یہ تھی کہ اس مجموعہ کا سب سے بڑا حصہ اس نا اہل کے نام ہے، یہ خطوط اس دَور میں لکھے گئے ہیں کہ مولانا پر دعوت پوری طرح واضح اور منقّح ہو گئی تھی، اور اس کا طبیعت پر سخت غلبہ تھا، اس وقت اہلِ علم میں سے کوئی متوجہ نہیں ہوا تھا، اور نہ مولانا کو کوئی ایسا شخص ملتا تھا جس سے وہ اپنے دل کی پوری بات تفصیل سے کہہ سکیں، ایسی حالت میں اس ناچیز کی آمد و رفت شروع ہوئی، ابتدائی خطوط جو سب سے زیادہ طویل اور مفصّل ہیں اسی دَور کی یادگار ہیں، اب ان خطوط کو پڑھتا ہوں تو مجھے سخت شرمندگی ہوتی ہے،

اُن میں جس اعتماد و محبت اور جن توقعات کا اظہار کیا گیا ہے ان کا کسی طرح اپنے کو اہل نہیں پاتا، کوشش کی کہ مکتوب الیہ کے نام کے اظہار کے بغیر وہ شائع ہوں تو ایسا ممکن نہ معلوم ہوا کہ خطوط کے اندر جا بجا ایسے اشارات ہیں کہ یہ بات چھپ نہیں سکتی، اور چھپانیکی زیادہ کوشش کیجائے تو ناظرین کے دل میں خواہ مخواہ جستجو پیدا ہو جو اظہار ہی کی ایک ہنرمندانہ صورت ہے،

تردّد کی دوسری وجہ یہ تھی کہ ان خطوط کی زبان عام ناظرین کے لئے نامانوس ہے، اور ان کے مضامین عام سطح سے بلند ہیں، یہ کتابی مضامین نہیں ہیں جو مروّجہ اصطلاحات میں لکھے گئے ہوں، جن کو ایک طالب علم قوت مطالعہ سے حل کرلے، اُن کا خاصا حصّہ ایسا دقیق و لطیف ہے جو یا تو وہ حضرات سمجھ سکتے ہیں جو مولانا کی باتیں سنتے رہے ہیں اور ان کی تعبیرات و اصطلاحات کے عادی ہیں، یا جنھوں نے تصوّف اور حقائق و معارف کی کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کیا ہو یا پھر وہ جن کو کام کرتے کرتے ان مضامین سے مناسبت پیدا ہو گئی ہے،

طویل تذبذب اور کش مکش کے بعد یہ خیال ہوا کہ اس مجموعہ کی اشاعت ان اصحاب کے لئے بڑی مفید اور باعث تقویت ہوگی جو دعوت کے کام میں مشغول ہیں، اور اس سے مناسبت رکھتے ہیں، ان خطوط سے ان کی ہمتیں بلند ہوں گی، ان کی نگاہوں میں دعوت کی قیمت و اہمیت بڑھے گی، اس کا صحیح موضوع اور مقصد معلوم ہوگا، بہت سی غلطیوں اور کوتاہیوں پر تنبہ ہوگا، اور اس کے بہت سے اصول و آداب معلوم ہوں گے، ممکن ہے کہ

اس کی اشاعت کسی اہل کے لئے عمل کا محرک یا اس کی تقویت کا باعث بن جائے اور اس طرح کسی نااہل کی بے عملی اور پست ہمتی کا کفارہ اور جبرِ نقصان ہو جائے، اور " اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ " کے اصول پر (جو اُن خطوط میں بار بار دُہرایا گیا ہے) ایک بے بضاعت اور تہی دامن کے لئے عمل بنکر ذریعۂ مغفرت بن جائے، یہی امید ہے جو اس مجموعہ کی اشاعت کے لئے محرک بن رہی ہے، وما ذٰلک علی اللہ بعزیز،

ناظرین کی سہولت کے لئے تشریح طلب اشارات اور عبارتوں کی حاشیہ پر توضیح کر دی گئی ہے، نیز خاص مضامین و نکات کو مختصراً فوائد کے ذیل میں (جس کا اشارہ "ف" ہے) علیحدہ لکھ دیا گیا ہے،

ابو الحسن علی

لکھنؤ، ۱۳ صفر ۱۳۷۲ھ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنام ابوالحسن علی

(۱)

فوائد مکتوب ھٰذا :۔ ف۱ حق تعالیٰ کے یہاں شکایت مبغوض اور طلب محمود **ف۲** مستقبل کی کوشش ماضی کے شکر سے خالی نہیں ہونی چاہئے، **ف۳** حق کی تبلیغ اور اعلاء کیلئے انفرادی واجتماعی نقل وحرکت جسم مذہب ہے، **ف۴** باطن مذہب ایمان واحتساب ہے، **ف۵** مذہب ارادہ اور نیت کے اعتبار سے مصالح سوز ہے، **ف۶** کسی عمل کے موقع پر اس کے دینی و دنیوی مصالح کی نیت اور ان کو عمل کا معاوضہ سمجھنا موجب خسران ہے اور بطور عطاء کے انکی امید رکھنا باعث رحمت اور موجبِ ترقی ہے،

مخدوم ومکرم معظم محترم سلالۂ خاندانِ نبوّت اقامنا اللہ وایاکم لاعلاء کلمتہ واحیاء سنن نبیہٖ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، نامۂ نامی طبیعت پر متقاضی ہوا کہ وہ مسرت کی طرف رُخ کرے، اور خوشی کا حصّہ لے، لیکن اب تک استقامت کا ناپید ہونا اور عزیمت کا عنقا ہونا اس مسرت کو اُبھرنے نہیں دیتا[1]۔

[1] خاکسار مکتوب الیہ (ابوالحسن علی) نے اپنے عریضہ میں لکھنؤ کے جوار میں تبلیغی (باقی ص۹ پر)

مولانا المحترم! کوئی اندرونی ولولہ متقاضی ہو کہ میں کچھ لکھوں، اور اپنی ہیچدانی اور اپنی پراگندہ زبانی، کدورت خاطر اقدس کے ڈر سے کسی مضمون کے آغاز سے مانع ہے، اگر کوئی مضمون تحریر میں آجائے اور جناب کی موزونیت طبع اس میں بہترین معنی نہ ڈال سکے تو اس کی عیب پوشی فرماویں، مَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ رَأىٰ عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْؤُدَةً کمافی ابی داؤد،

حضرت مولانا المحترم! آدمی کو اپنے وجود میں جو نسبت حق تعالیٰ کے وجود سے ہے، خواہ وہ ذات میں ہو یا صفات میں ہو، یا دیگر عطیات میں ہو، ظاہر ہے کہ اس کے یہاں کے مقابلہ میں جو کچھ اس کے پاس ہو جائے کچھ بھی نہیں، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو کچھ اس کو عطا ہوا ہے وہ بھی باعتبار اس کی اپنی اصلی حالت کے (جو کہ منی ہے وہی ضعف اور گندگی اللہ کے قبضہ اور طہارت کے مقابلہ میں ہر وقت باقی ہے) اور استحقاق کے بہت ہی کچھ اور بہت زیادہ ہے، سو اگر اپنی کوشش اور سعی میں دونوں حالتوں کے ہم وزن رعایت کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد اور کوشش جاری رکھے تو یہ ضعیف انسان جس قدر ترقی پا سکتا ہے وہاں تک کوئی تقریر یا تحریر یا کسی ذکی الطبع انسان کی روحانیت پرواز نہیں کر سکتی، انسان کی محرومی و ناکامیابی و خیبت و خسران کا باعث ان دونوں حالتوں کی مناسبات کی عدم رعایت ہے،

(بقیہ صث) کام کے آغاز کی اطلاع دی تھی اور استقامت وعزیمت کی کمی کی بھی ساتھ ساتھ شکایت کی تھی سطور بالا میں انہی دو چیزوں کی طرف اشارہ ہے،

یا یہ کہ حق تعالیٰ کے خزانہ میں دہش کی جتنی گنجائش ہو اس کے مناسب مزید طلب اور اس کے مناسب جُہد نہیں کرنا، بلکہ جو کچھ اس کو مل چکا ہے اس پر اسی طرح بس کرتا ہے، جیسے خدا کے خزانے میں اور کچھ نہ رہا ہو، اور کبھی آگے کی کوشش اب تک کے دیئے ہوئے کے شکر سے خالی ہوتی ہے، اور جو چیزیں اس کو حاصل نہیں ہیں ان کی حرص، بلا استحقاق عطیات سابقہ کے شکر سے مانع ہوتی ہے، حاصل شدہ کی شکایت رہ جاتی ہے، حق تعالیٰ کے یہاں شکایت مبغوض ہے اور طلب محمود،

بہرحال میری معروض یہ تھی کہ یہ تبلیغ جو کچھ بھی آپ فرما رہے ہیں اس کے لئے کچھ ارکان اور کچھ شرائط ہیں جس قدر ان کی رعایتیں صحیح ہوں گی (جس کے اہم وہی دو جز ہیں جو پہلے عرض کر چکا[1]) تو اس میں اس قدر خدا کی خدائی کا تماشا دیکھیں گے کہ بس اُن کا کیا ذکر کیا جائے، جو آپ تک میرے ذہن میں دین میں کمی کا باعث ہے، وہ ایک ظاہر کے متعلق ہے، اور ایک باطن کے متعلق ہے، ظاہر کے متعلق یہ ہے کہ جماعتیں بنا کر دین کی باتوں کے متعلق نکلنا چھوڑ دیا، حالانکہ یہی بنیادی اصل تھی، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) خود پھرا کرتے تھے، اور جس نے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا وہ بھی مجنونانہ پھرا کرتا تھا، مکہ کے زمانہ میں مسلمین کی تعداد افراد کے درجہ میں تھی، تو ہر ہر فرد مسلم ہونے کے بعد بطور فردیت و شخصیت کے منفرداً دوسروں پر عرضِ حق میں کوشش کرتا رہا، مدینہ میں مجتمعانہ و متمدنانہ

[1] یعنی اپنے وجود اور اللہ تعالیٰ کے عطایا کی مجموعی رعایت اور مراقبہ،

زندگی تھی، وہاں پہنچتے ہی آپؐ نے ہر چہار طرف جماعتیں روانہ کرنی شروع کردیں، سو اس کا چھوٹ جانا جسمِ مذہب کا چلا جانا ہے،

اور باطن مذہب ایمان و احتساب، جو بہت سے اعمال میں مصرّح ذکر کیا جاتا ہے ایماناً و احتساباً، لہٰذا ہر عمل کے بارہ میں وارد شدہ خطابات کے دھیان کے ذریعہ حق تعالیٰ کی عظمت اور اس کی بڑائی اور اس کے قرب اور یقین کو بڑھاتے ہوئے اور ان اعمال پر جو دینی و دنیوی مصالح اور انعامات و عطیات دینی و دنیوی موعود فرماتے ہیں، ان کو بطور عطا کے نہ بطور معاوضہ کے یقین کرتے ہوئے ان اعمال میں دھیان کرتے رہنا یہ باطنِ مذہب ہے،

مذہب ارادہ اور نیت کے اعتبار سے تو مصالح سوز ہے، اور مصالح کے ارادہ پر ناکامی و خسران ہے، اور بطور عطاء کے امید رکھنا موجبِ ازدیادِ رحمت اور کمال ہے[1]،

---

[1] شریعت کی اصل روح اور صحیح ترتیب یہ ہے کہ ہر عمل سے صرف رضاء الٰہی مقصود ہو، اکثر احکام شرعی کی تعمیل اور فرائض و نوافل طاعات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی رحمت و رضا و مغفرت و جنّت کے وعدے اور دینی فضائل منقول ہیں، کبھی ان کے ساتھ ان اعمال کے دینی و دنیوی مصالح اور منافع بھی بیان کردیے گئے ہیں، مومن کو اپنے عمل کا معاوضہ تو صرف رضاء و مغفرت کو سمجھنا چاہیے یا جنّت کو جو اس کی خوشنودی کا نشان اور اس کی رضا کا محل و مقام ہے، باقی دوسرے مصالح و منافع کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور انعام سمجھنا چاہیے، اور ان کی قدر کرنی چاہیے، مگر عمل کا محرک اصلی اور نیت صرف رضائے الٰہی ہو اور عمل کے وقت اس کا مراقبہ و دھیان ہو ۱۲

جناب کے فرمانے سے میں نے اس وقت مختصر لکھدیا، جناب اس کے اندر اچھی طرح سعی فرماویں، مجھے اس کے اندر ایسی ایسی امیدیں ہیں جو زبان و قلم کو اظہار سے روکتی ہیں، خود ہی اور مصالح سے نیت کو صاف کرنے کے بعد اس کام میں تھوڑی سی جانبازی اس میں عجیب آشنائی بخشے گی،

میوات پر خاکساروں نے بڑی قوت سے دھاوے کا ارادہ کر رکھا ہے پہلے حملے میں اللہ نے نیچا دکھلایا، لیکن آپ جیسے بزرگوں کی ہمت اور دعاء کے ساتھ متوجہ رہنے کی شدید ضرورت ہے، الفرقان کے جس نمبر میں آپ کا مضمون ہو اس سے مطلع فرمائیں[1]،

میوات سے سوا سو ڈیڑھ سو کے انداز میں آپ کے بعد سے اب تک دہلی اور اس کے نواح میں تبلیغ میں مشغول رہے، اس وقت چالیس پچاس کے قریب کرنال کی طرف رُخ کئے ہوئے ہیں، یہ جمعہ سونی پت پڑھا تھا، اس کے بعد اب کا جمعہ پانی پت پڑھنے کی امید ہے، اور اس کے بعد کا جمعہ کرنال پڑھنے کا خیال ہے، جناب عالی خود بھی اور آنجناب کے احباب اور دیگر مسلمین بھی کم سے کم والی مقدار سے مدد میں شرکت فرماویں جو کہ دعاء ہو مَنْ رَأَىٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ[2]، او کما قال،

---

[1] ایک ہفتہ چند دینی مرکزوں میں، الفرقان [2] جس طرح کسی منکر شرعی کے مقابلہ میں مومن کے ایمان کا آخری درجہ اور ضعیف ترین عمل دل سے انکار اور اس کو برا سمجھنا اور اس کے زوال کے لئے اپنی قلبی توجہ اور قوتِ دعاء کا استعمال کرنا ہو، اسی طرح کسی معروف کے مقابلہ میں مومن کی حمیت اور ایمان کا آخری تقاضا پسندیدگی اور محبت اور اسکے فروغ میں توجہ قلبی اور قوت دعاء کا صرف ہے

کہ گو آنکہ اس تبلیغ کا اب تک چھوٹا رہنا بے وجہ نہ تھا، لطیف امور کی رعایت ضروری ہے، انکسارِ قلب اور بندشِ راہ پیش آنے سے پہلے ان کی رعایت کے لئے طبیعت کا انداز سے آمادہ ہونا اور طبیعت کا قابلِ احساس ہونا بڑا دشوار ہے،

احباب کی خدمت میں سلام مسنون ، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس غفرلہٗ

بقلم انعام الحسن کاندھلویؒ، مارچ سنہ ۱۹۴۰ء

۲

فوائد مکتوب ھذا:۔ ف۱ اس وقت کا وبائی مرض قول (تقریراً تحریراً) کی مقدار سے زیادتی ہے، اور وبا کے اثر سے وبا کے زمانہ میں کوئی خالی نہیں ہوتا، ف۲ انسان محض خلیفۂ خداوندی ہونیکی حیثیت سے قیمتی ہے، باقی اس کے سب اعتبارات سفلی ہوتے ہیں، ف۳ تبلیغ میں نکلنے والوں کو دوسروں کی ہدایت سے نظر بالکل بند کر لینی چاہیے، ف۴ نکلنے والوں کی ذمہ داریاں اور آداب، ف۵ اگر اشراف نفس سے محفوظ ہو اور دعوت یا ہدیہ پیش کرنیوالے کیساتھ تعلق محبت اور کام کی حرمت و تعظیم کا یقین یا غلبۂ ظن ہو تو اس کی دعوت یا ہدیہ کو مسکنت اور تواضع کے ساتھ قبول کیا جائے، ف۶ اللہ جل جلالہٗ کی محبت کے بعد سب اعمال سے اور سب نعمتوں سے افضل نعمت حُبِّ مسلم ہے،

لہ تبلیغی جماعت کے موجودہ امیر (ط)

نظام الدین

۷ر اپریل ۱۹۴۲ء بخدمت عالی عمدۃ الآمال والامانی مکرم محترم

حضرت سید صاحب دام مجدکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس سے پہلے گرامی نامہ عالی شرف صدور لاکر بہت دنوں تک اپنے لئے وسیلۂ آخرت سمجھتے ہوئے اس کی حفاظت کرتا رہا، اور مکرر سہ کرر اپنی آنکھوں اور دل کو تسلی دیتا رہا، اس کے متعلق مجھے مضمون بھی اچھے خاصے کافی لکھنے تھے، اور مضمون کے کافی ہونے ہی نے دیر لگائی، میں خود لکھ نہیں سکتا[1] اور مافی الضمیر کی ادائیگی کے قابل لکھنے والا ہر وقت ملتا نہیں، مستقل خط وکتابت کا میرے پاس کوئی نظم نہیں، آخر کار اب دس پندرہ دن سے دکھلوا رہا ہوں، وہ خط اس زمانہ کی راہِ رشد کی طرح ایسا گم ہوا کہ پتہ ہی نہیں چلتا، اور مجھے بالاجمال بھی اس کا مضمون ذہن میں نہیں کہ میں اپنی یاد سے کچھ اس پر لکھ دوں،

مگر یہ بندۂ ناچیز اس کے بے ارادہ گم ہو جانے کو من جانب اللہ سمجھتا ہے، کیونکہ اس میں شک نہیں کہ اس وقت وبائی مرض جو عمومی ہے وہ قول تقریراً یا تحریراً کی مقدار سے زیادتی ہے، اور وباء عام جو ہوتی ہے اس سے کوئی خالی نہیں ہوتا، وہ زہریلا مادہ کم وبیش ہر ایک میں ہوتا ہے، اللہ نے اپنی رحمت سے اس سے محفوظ فرمایا،

[1] مولانا نے وفات سے کئی سال پہلے سے اپنے قلم سے لکھنا چھوڑ رکھا تھا، خود مضمون اپنی زبان سے ارشاد فرماتے، دوسرا نقل کر لیتا،

اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ کی سنتِ ازلیہ میں (جو ناقابلِ تبدیل اور غیر لائقِ تحویل ہی) ہدایت جُہد کے ساتھ وابستہ ہی، سو جُہد کرتے کرتے جو چیز خود طبیعت پر منکشف ہو وہ تو طبیعت کی منشرح کرنے والی حقیقت علم کو کھولنے والی طمانیت حقیقیہ اور ذوقِ ایمان کا ذائقہ چکھانے والی اور دل ودماغ کو کسی ناقابلِ اظہار کیفیت سے متکیف اور حقیقت آشنا کرنے والی بات ہے، اور جو سچّی اور واقعی بات بلا جُہد محض تقریر اور تحریر سے پیدا ہوئی ہو وہ محض زعم کا پیدا کرنے والا مضمون اور حقیقت کا حجاب (جس کو بزرگوں نے اَلْعِلْمُ اَلْحِجَابُ الْاَکْبَرُ لکھا ہے) راہِ مولیٰ میں ایک سدِّ سکندری ہے، تو شاید وہ تحریر ایسی ہی ہوتی، بلا ارادہ جو چیز مولیٰ کی طرف سے پیش آئے وہ ہماری صوابدید کے خلاف ہو تو ہوا کرے قطعًا وہی ٹھیک ہی، بہر حال اسوقت اس گرامی نامہ کے متعلق کوئی مضمون ذہن میں نہیں جو لکھوں، البتہ اتنا ذہن میں ہے کہ کچھ مضامین تھے ضرور خَیرُ الخَیرِ فی ماوقع ۔

بہرحال اس وقت مجھے اِن چند امور کے بارہ میں لکھنا ہے:۔

جے پور کا سفر، آپ کا موجودہ گرامی نامہ، الندوہ کے متعلق جس کو اس وقت تلاش کرایا مگر نہ ملا، اپنی یاد سے کچھ لکھوانا، اسی وقت ایک سفر درپیش ہی کچھ اس کے متعلق، میوات کے موجودہ جذبات کی کیفیت کو منکشف کرتے ہوئے اس میں دعاء اور توجہ اور ہمت اور مشورہ کی درخواست؛

جے پور کا سفر، اس سفر میں (جیسا کہ عاداتِ الٰہیہ ہمیشہ سے اس

اس سفر کے اٹھنے پر جاری ہیں)، اندرونی حالت تو یہ رہی جو تحریر اور تقریر میں نہیں آسکتی، کہ اپنی حیثیت اپنی طاقت اور اپنی اہلیت سے بالکل الگ شریعت، طریقت، حقیقت گویا آنکھوں کے سامنے تھیں، اور نصرتِ غیبیہ کا ظہور اور رحمتِ الٰہیہ کا نزول ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے حسیات محسوس ہوا کرتی ہیں، ظاہری حالت یہ تھی کہ بیسوں بیسوں کوس سے چوطرف ہر ہر طبقہ کے لوگ ذوق لئے آرہے تھے اور اس کے ضروری ہونے کو تسلیم کرتے تھے، اور کرنے کا ارادہ لئے ہوئے واپس ہوئے، اور تین جگہ جن میں سے ہر ایک بڑی ہے، تبلیغی امور میں کوشش کرنے کی ایک محکم لبیک ہوگئی (خود ٹوڈا بھیم[1] جو ریاست کی تحصیل ہے ہنڈون جو اس ریاست کی بہت بڑی جگہ ہے نظامت کہلاتی ہے، قرولی جو اس کے متصل ایک مستقل ریاست ہے اور وہاں کسی مجمع کا ہونا اور کوئی نئی تحریک لیکر جانا اور ہنگامی صورت کا ریاست میں محسوس ہونا ایک جرم عظیم سمجھا جاتا ہے، ان تینوں جگہوں میں تحریک پر لبیک ہونا ایک عجیب و غریب بات ہے) اور دور دور تک اس کے اثرات جانے کی اور شعائیں پہنچنے کی امیدیں ہوگئیں، لبیک شدہ جگہوں میں (اگر حق تعالیٰ کی تائید شامل حال ہو جائے اور جو تخم اس وقت پڑگیا ہے آپ صاحبان اربابِ ہمت کی توجہات اور

[1] ریاست جے پور میں ٹوڈا بھیم ایک تحصیل ہے، وہاں قاضی صاحبان کا ایک خاندان آباد ہے، اس خاندان کے متعدد افراد مولانا سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں، یہ سفر انہی حضرات کی دعوت پر شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب اور دوسرے علماء کی معیت میں فرمایا تھا ۱۲

قربانیوں سے اگر پرورش پانے پر پڑ جائے) تو ریاست جے پور، ٹونک، بھوپال، بھرتپور دور دور جگہوں میں اُن کی جڑوں کا جم جانا ایک صاف بات نظر آرہی ہے، خدا کرے کہ ٹھیک ہو،

۲۔ میری امیدوں اور تمناؤں کے ودیعت گاہ، محترم سلالۂ خاندانِ نبوت! جنابعالی کا مہمانانِ نبوت[1] کو ساتھ لیکر اس کام کے لئے قدم مبارک کا اٹھانا جس قدر عظیم ہے اسی قدر اس کی وقعت اور اس کے بارہ میں وارد شدہ اخبار وآثار وآیات پر نظر رکھتے ہوئے، اور اُن پر یقین کی کوشش کرتے ہوئے انکے آداب کی رعایت کرنے پر اس کا منتج ہونا موقوف[2] ہے،

مولانا! ایک بات عرض کرتا ہوں جو میرے مُنہ سے کہنے کی نہیں مگر آپ کے سننے کی ہے، یعنی آپ تو اس قابل ہیں کہ اس کو سُن لیں مگر میرا گندہ دہن اس قابل نہیں کہ اس کو بیان کرے، مولانا! یہ تو ایک ظاہری امر ہے کہ لَوْلَا الْاِعْتِبَارَاتُ لَبَطَلَتِ الْحِکْمَۃُ اور شریعت میں اس کو بدیں عبارت تعبیر فرماتے ہیں اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، سو میرے حضرت انسان کے خود اپنی ذات سے جتنے اعتبارات ہیں سب اُس کے خسران

---

[1] مولانا مدارس عربیہ کے طلبہ کو جو علوم نبویہ کی تحصیل کے لئے ترکِ وطن کرکے مدارس دینیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خوانِ کرم کے مہمان ہوتے ہیں "مہمانانِ نبوت" کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے،

[2] یہی ایمان واحتساب ہے جو دین کی رُوح اور باطن ہے اور اسی سے اعمال میں قیمت، نورانیت، اور رُوحانیت پیدا ہوتی ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "سوانح" باب ششم اور "ایک اہم دینی دعوت"۔

کے اور اس کی لعنت کے اور سفلی ہونے کے ہیں، بجز ایک اعتبار کے، خلیفۂ خداوندی ہونے کی حیثیت سے جو اس کی قیمت ہے صرف اس ایک اعتبار سے تو یہ قیمتی ہے، باقی جملہ وجوہ اس کے ملعون اور سفلی ہونے کے ہیں اور اس کی گندگی اور بیکاری کے ہیں، سو ظاہر ہے کہ ہر شخص کے جو اعمال ہیں ان کا منبع اس کی ذات ہے، جب خود ذات کی یہ کیفیت ہے تو اس سے صادر ہونیوالے اعمال کی بھی یہی کیفیت ہے، اعمال اپنی ذات سے کوئی قیمت نہیں رکھتے، ایک بیکار چیز ہیں، اُن کے اندر جو قیمت آتی ہے وہ اللہ کے حکم کے امتثال کے ذریعہ اُس ذاتِ عالی کی وابستگی سے آتی ہے، تو جس قدر وجوہِ وابستگی پر قادر ہوگا اُن اعمال کی اصلی قدر و قیمت اسی قدر ہے، تو اعمال میں قدر و قیمت پیدا کرنے والی اصل اسکیم ان کے بارہ کے وارد شدہ احکام کو ایک رسّی سمجھ کر اس رسّی سے لٹک کر اللہ تک پہونچنے کی کوشش کرنا ہے،

دراصل غور کیا جائے تو نہ اعمال مقصود، نہ اُن کے متعلقہ اوامر کا دھیان مقصود، بلکہ اُن اعمال کے میدانوں میں حق تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے اوامر کی رسّیاں پڑی ہوئی ہیں، اُن میدانوں میں جاکر ان رسیوں کو پکڑ کر یعنی اللہ کے حکم ہونے کے دھیان کو مضبوط کر کے حق تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش میں لگ جانا اصل مقصود ہے، اور فاطر شریعت نے یہی تفصیل رکھی ہے،

لہٰذا نکلنے کے زمانہ میں نکلنے والوں کو جن میں گئے ہیں انکی ہدایت

سے بالکل نظر بند کر لینی چاہیئے، اسی لئے اللہ نے ہدایت کو اپنے سے وابستہ کر رکھا ہے، تاکہ کوشش میں پڑنے والا اس خواہ مخواہ کے ارادہ میں پڑ کر اپنی کوشش کو رائگاں نہ کر لے، اور ناقص نہ کر دے،

کوشش کرنیوالے کو کوشش کرتے وقت اپنے ما وجب میں نظر کو مخصوص رکھنا اور اپنے قلب کو حکم دینے والے کی عظمت میں مشغول رکھنا، اپنی قربانی کو خلوص کے ساتھ کامل کرنے کے دھیان میں مقصور رکھنا، نکلنے کے زمانہ میں خصوصًا، ذکر اور تخلیہ کی فکر میں ساعات کو گذارنے میں مشغول رکھنا، بس یہ نکلنے والوں کی ذمہ داریاں ہیں، اور فکر کوئی بڑی چیز نہیں ہے، تنہائیوں میں بیٹھ کر اپنے نفس سے یہ کہنا کہ قطعًا یہ چیز اللہ کو راضی کرنے والی ہے، اور موت جو یقینًا ایک آنے والا وقت ہے تیری نفسانی زندگی کو قطعًا درست کرنے والا ہی، اور اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کو سچ سمجھ کر اس نکلنے کی وجہ سے جتنی نیکیاں وجود میں آئیں یا آسکنے والی ہوں ان سب کو جمع کر کے اللہ کی خوشنودی کو اس کے ساتھ وابستہ ہونے پر نفس کو خطاب کر کے بتکلف یقین کرنا بس اسی کا نام فکر ہے،

نیز آدمی کے لئے بہت زیادہ ضروری ہے کہ حق تعالیٰ کی خوشنودی کی بھی قیمت کرلے، کہ اس نے کیا دھری ہے، "رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ" ان چیزوں کو تنہائیوں میں مستقل بیٹھ کر دل میں جگہ دے اور کام کرنے کے وقت بھی اس دھیان پر جمے رہنے کی کوشش میں

کمی نہ کرے،

مکتب کے بارے میں ایسی کشمکش کی میں رائے رکھتا ہوں کہ اس کو بغیر تفصیلی گفتگو اور صحبت کے زبان سے نکالنے کو میرا جی نہیں چاہتا، میری دلی رغبت و خواہش یہ ہے کہ اس میں جلدی نہ کی جائے، کیونکہ مکتب جس قدر جذبات سے چل سکتی ہے وہ ابھی بہت بعید ہے، ابھی ایک طویل مدت تک صرف اسی تبلیغ پر اقتصار کرکے استقامت اور ترقی فرماتے رہیں، استعداد عمومی جب پیدا ہو جائے اور اسلام کی رغبت پر کم سے کم کچھ ترقی کرنے لگیں، تو اللہ چاہے تھوڑی کوشش میں بہت سے مدارس ہو سکیں گے[1]، بہرحال میری رائے میں ابھی قبل از وقت ہے، ع کہ تعجیل کار شیاطین بود۔" ہر امر میں رفق اور تانی محبوب رحمانی ہے،

[1] تبلیغی کام کے آغاز میں جیسا عموماً اس سلسلہ میں ہوتا ہے قدرتی طور پر مکاتب کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس کی خواہش پیدا ہوئی، مولانا سے استصواب کیا گیا تو انھوں نے مندرجہ بالا جواب دیا، مولانا کی یہ رائے بڑی گہری دینی بصیرت اور وسیع تجربہ پر مبنی ہے، مختصر یہ ہے کہ مکاتب و مدارس اسلامیہ کا وجود و قیام، دینی جذبات و شوق و قدر اور عمومی طلب و احساس کے بغیر صحیح نہیں، اس استعداد عمومی سے پہلے جب مکاتب و مدارس قائم ہو جائیں گے تو قائم نہ رہ سکیں گے، اس لئے کہ قوم نہ ان کی ضرورت کا احساس رکھتی ہے نہ ان کی خدمت کا اس میں جذبہ ہے، یا اُن کے متوقع اصلاحی نتائج برآمد نہ ہو سکیں گے، اس لئے کہ اُن کے ہضم کی اس میں استعداد نہیں، دینی جذبات اور عمومی طلب و احساس (جو ہر تعلیمی اصلاحی دینی کام کی زمین ہے) کے

(مرتب عفی عنہ)

حضرت عالی نے جو کچھ بھی ترکیب اپنے تبلیغ کے لئے نکلنے کی لکھی ہے یہ تفصیلی طور پر کچھ رائے زدنی نہیں ہے، صرف اس بارہ میں دو باتیں عرض کرنی ہیں اور یہ کہ اس امر میں اصلی چیز جو ہے وہ کیفیات ہیں، کیفیات کے لئے تحریر یا کوئی تقریر ضابط نہیں ہو سکتی، جو چیز اللہ کے ارادہ نے صحبت سے وابستہ کی ہے وہ اس کے بغیر نہیں ہو سکتی، فطرت کے خلاف ہو نہیں سکتا، جس بارہ میں جو سنتِ الٰہیہ جاری ہو چکی وہ اسی طرح سے ہوگی،

ثانیاً یہ کہ میرا ضمیر شہادت دے رہا ہے کہ یہ کام در اصل آپ جیسے اہل اور خاندانِ نبوت ہی کے کرنے کا ہے، آپ کے قلوب جس قدر اس کے لئے شرحِ صدر کے ساتھ استقامت ظہور میں آتی چلی جائیگی اسی قدر گویا اس کے درست ہونے کی امیدیں صحیح ہوتی چلی آئیں گی، جب تک آپ جیسے بشرحِ صدر اس میں استقامت کو نہیں پہونچیں گے نااہلوں میں اس کی ناکامی یقینی ہے، اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ،

جناب کا اور برادرِ محترم[1] اور سب سے بڑھ کر حضرت عالیہ مخدومہ

(بقیہ صنہ) پیدا کرنے کے لئے عمومی تبلیغ و دعوت کے ذریعہ پہلے ایمان پیدا کرنیکی ضرورت ہے، انبیاء علیہم السلام کے طریقۂ تعلیم و اصلاح کی یہی ترتیب ہے، تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو خاکسار راقم کا مقالہ "جامعہ ملیہ" "عہد نبوی کے تعلیمی خصوصیات"۔ [1] مکتوب الیہ کے برادر معظم و مربی محترم مولوی حکیم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب ناظم ندوۃ العلماء جن کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغ سے فطری و روحی مناسبت بخشی ہے، اور جن کی سرپرستی میں اس عاجز اور اس کے رفقاء نے لکھنؤ میں کام کرنا شروع کیا تھا،

محترمہ جنابہ والدہ[۱] صاحبہ کا اس کو قبولیت کی نظر سے توجہ فرمانا یہ جناب کی خوبیِ شہادت اور طبیعت کی موزونی کی خبر جیسا دے رہا ہے اور مجھ ناچیز تہی دست کے لئے ایک مبارک دامن تلے آنے کی جھلک دکھلا رہا ہی، اسی قدر اس کام کے لئے اپنے معدن میں پہونچنے کی امید دلا کر دنیا میں کچھ قیام کرنے اور جڑ پکڑنے کی امید دلا رہا ہے، اَللّٰھُمَّ اصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَلَا تَصْنَعْ بِنَا مَا نَحْنُ اَھْلُہٗ، حضرت والدہ صاحبہ کو میرا سلام بھی تحریر فرمادیں اور دعا کے لئے درخواست فرمادیں،

۳۔ الندوہ[۲]، رسالہ سامنے نہ ہونے کا قلق ہی، مضمون کچھ زیادہ مجھ کو یاد نہیں، صرف اتنا یاد ہے کہ بعض باتوں کے متعلق میں نے کچھ لکھنے کو سوچا تھا البتہ نصر اللہ خاں[۳] صاحب مولوی نہیں ہیں، بلکہ پٹواری ہیں، پٹوارگری میں

---

[۱] والدہ ماجدہ[۴] نے انھیں دنوں اس کام کے آغاز پر اپنی بیحد خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا اور مسرت کا خط لکھا تھا، خاکسار نے اپنے عریضہ میں اس کا بھی تذکرہ کیا تھا،

[۲] الفرقان بجائے الندوہ،

[۳] میرے پہلے سفر میوات کے رفیق و رہنما دو صاحب تھے، ایک منشی نصر اللہ خاں صاحب دوسرے مولوی عبد الغفور[۵] صاحب، میں نے الفرقان کے مضمون (ایک ہفتہ دینی مرکز[۶] میں) میں منشی صاحب کو ان کی دینی واقفیت اور شرعی شکل و صورت کی بنا پر مولوی کے لفظ سے یاد کیا تھا، مولانا نے اس کی تصحیح فرمائی،

[۴] خیر النساء صاحبہ (ط) [۵] ... (ط) [۶] دیکھئے ص ۹۵ (ط)

ساری عمر گذار کر ڈیڑھ دو برس سے تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں، صرف تبلیغ کی برکت سے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے وہ ان کو حاصل ہے، مولویت کے لفظ کو بہت عزت کے ساتھ محل میں خرچ کرنا مناسب ہے، بندۂ ناچیز کے بارے میں جناب مشورہ قبول فرمالیں تو دلی تمنا ہے کہ معمولی نام سے زائد کسی لفظ کا اطلاق الفاظ کی بیقدری ہے،

الندوہ[1] میں تحریر ہے کہ وہ کسی کی دعوت قبول نہیں کرتے، یہ بہت زیادہ غلط ہے، اس بارہ میں ایک تفصیل ہے، وہ یہ کہ وہ اشرافِ نفس سے محفوظ ہوں اور دعوت یا پیش کرنیوالے پر محبت اور کام کی حرمت اور تعظیم کا وجدان سے یقین ہو یا غلبۂ ظن ہو تو آپ کو فقیرِ مسکین ظاہر کرتے ہوئے بڑی تواضع کے ساتھ قبول کریں، ایسے کو رد کرنا حرام ہے "تَہَادَوْا" کے فرمان عالی واجبُ الامتثال کا امتثال لازمی ہے،

اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ کی محبت کے بعد جو سب اعمال اور سب نعمتوں سے فاضل ترین نعمت ہے وہ حُبِّ مسلم ہے، اس دعوت اور ہدیہ کے قبول کرنے میں اس حُبّ مسلم کی دولتِ عظیمہ کا حصول ہے، اس تفصیل کیساتھ جو وجدان اور تجربہ قوتِ فکریہ کے استعمال کرنے سے شہادت دیگا اس کا ہدیہ جو بصورتِ نذر ہو یا دعوت ہو، یا کسی اور طرح ہو قبول کرنا ضروری فریضہ اور نعمتِ غیر مترقبہ ہے، بندۂ ناچیز کے نزدیک کسبِ حلال اور غنیمت میں حاصل شدہ مال سے زیادہ بابرکت اور باانوار اور پُر برکات یہ ذریعۂ حصول ہے، اور مجھے الندوہ کا مضمون یاد نہیں، خود الندوہ موجود نہیں،

[1] صحیح "الفرقان" دیکھئے گزشتہ صفحہ "ط"

۴۔ کرنال سے آنے کے بعد اب تک وہاں تبلیغی سلسلہ کچھ نہ کچھ ہوتا چلا آرہا ہے، یعنی تقریباً نو جماعتیں جن میں سے ہر ایک دس دس پر مشتمل ہو وہ قائم ہیں اور کم وبیش کام کر رہی ہیں، اس کے تر و تازہ کرنے کیلئے حضرت مخدومی جناب حافظ فخر الدین صاحب[۱] اور میرے عزیز محترم مولوی احتشام الحسن صاحب[۲] نے ارادہ فرمایا تھا جس کی خبر کسی طرح کرنال پہنچنے کے باعث وہاں کے نواب صاحب نے آس پاس کے دیگر نوابوں کو جمع کر کے اس چیز کی کوشش کرنے کا اُن کے پہنچنے پر ارادہ کر لیا، نیز وہاں کے نواب صاحبان اور دیگر اہالیان غلطی سے اُن کے جانے کی خبر کو اس بندۂ ناچیز کی آمد سمجھے، جس پر وہاں سے تار آیا، اور ایک خط، کہ بجائے ہفتہ کے دوشنبہ کو وہ اجتماع ہو سکے گا، اس روز آئیں، لہٰذا اس تار اور خط سے سب کی رائے ہوئی کہ بندۂ ناچیز بھی ان مبارک ہستیوں کے ساتھ جانے کا ارادہ کر لے،

چنانچہ بروز دوشنبہ وہاں جانا ہے، لہٰذا جناب خود بھی اور جس کو جناب سے ممکن ہو مکتوبات[۳] کے بعد اور سحرگاہیوں میں اس سنت کے دنیا میں جڑ پکڑ جانے کی اور خلق اللہ کی اس راہ میں قربانیوں کی سنت مستمرہ پڑ جانیکے لئے دعاؤں میں مشغول رہیں اور رکھیں،

---

[۱] جناب حافظ فخر الدین صاحب پانی پتی مقیم دہلی خلیفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب[رح] سہارنپوری، [۲] مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی، مصنف "مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج"، "اصلاحِ انقلاب" وغیرہ۔

[۳] فرض نمازوں کے بعد،

۵- اس وقت میوات میں عام خبریں اور آوازیں فصل کے بعد اہتمام کے ساتھ تبلیغ کیلئے نکلنے کی گرمجوشی کے ساتھ آرہی ہیں اور پھیل رہی ہیں، بظاہر اندازہ ہزاروں کے نکلنے کا ہی، نیز بظاہر صورتیں تمام ملک کے اہل حل وعقد اور مالکانِ قوت کے اس طرز کو جزو زندگی بنانیکی نظر آرہی ہیں، سواب درخواست یہ ہو کہ اول یہ کہ یہ امیدیں جتنی ہماری وجدان کی طاقت ہو اس سے بدرجہا زیادہ ہوکر وجود میں آئیں اور دیگر یہ کہ اتنی جہالت کے بھرے ہوئے لوگوں کا نکل کھڑا ہونا (باوجود نہایت دشوار ہونیکے) اور اس کثرت سے نکل کھڑا ہونا ہرگز اتنا دشوار نہیں جس قدر نکل چکنے کے بعد جس غرض سے نکلے ہیں، اس غرض کا کافی انتظام ہوکر اپنے کام میں صحیح طور پر لگے رہنے کا انتظام ہو جانا اور خود اس لگنے کا جو مقصود ہو کہ اللہ کے ساتھ تعلق اور شریعت کا پھیلنا وہ بھی حق تعالیٰ بسہولت ظہور میں لائیں، اس میں آپ ہمارے ساتھ کیا مدد کر سکیں گے؟ فقط والسلام

بندۂ ناچیز، محمد الیاس، از نظام الدین
بقلم اکرام الحسن[1]

(۳)

فوائد مکتوب ھذا:- ف ا خوبی ظن اللہ تعالیٰ کے یہاں عجیب مقبولیت رکھتا ہو اور سہل الحصول اور قیمتی سرمایہ ہو جس سے اکثر لوگ محروم ہیں، ف۲ دین کی باتوں کو پھیلانے کیلئے ملک ملک پھرنا اس تبلیغ و دعوت کا جسم و مادہ ہے، ف۳ اللہ کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا اس دعوت کی روح ہو ف۴ مخلوق کی مشق اور اس کا طریقہ، ف۵ تنہائی اور مجمع میں پڑھنے کے الگ

---

[1] مولانا انعام الحسن صاحب کے والد مرحوم (ط)

الگ خواص اور اثرات ہیں، ف۶ مکلّف چاہے مرد ہو چاہے عورت فرائض
کے ترک سے مورد لعنت و غضب الٰہی ہو رہا ہی، ف۷ تبلیغ میں اپنا رخ صرف مکلف
کی طرف رکھنا چاہئے، البتہ بچوں کو آلہ بنانا اور بقار کی امید لگائے رکھنا
امر مستحسن ہی، ف۸ امتثال امر الٰہی کی حقیقت یہ ہی کہ حکم کا یقین عظمت
دلولہ کو دبا دے، ف۹ دین کی ہر چیز کا مقصود قوت دعاء کا بڑھانا ہی، ف۱۰
جسمانی مشغولیت کے وقت قلب کا قوت کے ساتھ دعا میں مشغول ہونا افضل
ہے ورنہ خالی اوقات دعاء سے معمور رکھے جائیں،

از نظام الدین ۸۶ء
دہلی مخدوم و محترم سیدی و سید عالم دام مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، مکرمت نامۂ سامی موجب
عزت افزائی و شرف دارین ہوا، اللہ جل جلالہ عم نوالہ اس خلوص
کو مقبول اور منصور فرماویں اور روز افزوں رکھیں، حضرت عالی نے جیسا کہ
میرے ٹوٹے پھوٹے لفظوں کو عزت بخشی اور اکرام فرمایا، حق تعالیٰ اپنے یہاں
کی مقبولیت اور عزت و اکرام سے جزائے جزیل فرماویں، اور اس زبدۂ
خاندانِ نبوّت کی اس محبت کو میرے لئے سرمایۂ دارین فرماویں،
خوبیٔ ظن اللہ کے یہاں کچھ بے طرح اور بے نظیر مقبولیت رکھتا ہی
اور عجیب اثرات و برکات و انوارات رکھتا ہے، یہ عجیب سہل حصول
اور قیمتی سرمایہ مؤمنین کے لئے ہے، جس سے اکثر لوگ محروم ہیں، مجھ
ضعیف کے لئے آپ کے اس حُسنِ ظن کو دارین میں کارآمد فرما دیں، جو

بہترین سرمایہ ہے،

اندر سے طبیعت جو یا ہے کہ یہ بات معلوم ہو کہ کس چیز کی تحریک ہی، اتنی مختصر ہمیشہ کے لئے معروض ہے کہ اصل جو تبلیغ ہے وہ صرف دو امر کی ہی، اور باقی جو ہیں اس کی صورت اور شکل بٹھانے کے لئے ہیں، تو وہ دو چیزیں ایک مادّی ہے اور ایک رُوحانی ہے، مادّی سے مراد جوارح سے تعلق رکھنے والی ہے، سو وہ تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی باتوں کو پھیلانے کے لئے ملک بہ ملک اور اقلیم بہ اقلیم جماعتیں بنا کر پھرنے کی سنت کو زندہ کر کے فروغ دینا اور پائیدار کرنا ہے،

روحانی سے مراد جذبات کی تبلیغ یعنی حق تعالیٰ کے حکم پر جان دینے کا رواج ڈالنا جس کو اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے:- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ؏

اس کی تشکیل کے طور پر ان چند چیزوں کو چھانٹ کر رکھا ہے:-

اوّل کلمہ طیبہ جو کہ خدا کی خدائی کا اقرار نامہ ہے، کہ اللہ کے حکم پر جان دینے کے علاوہ درحقیقت کوئی مشغلہ ہمارا نہیں ہوگا، اس کے لفظوں کی تصحیح کے بعد نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح کرنے پھر باقی علوم سیکھنے کی طرف اس وقت کو مشغول کر لینا،

دوسرے نمازوں کو حضورؐ کی جیسی نماز بنانیکی کوشش میں لگا رکھنا[1]

---

[1] حدیث شریف میں ہے صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي، فقہاء اور محدثین کرام اگرچہ اس سے

جب تک ویسی نہ بنا لے اپنے کو جاہل شمار کرنا،

تیسرے تین وقتوں کو صبح و شام اور کچھ حصہ شب کا اپنی حیثیت کے مناسب ان دو چیزوں (تحصیلِ علم و ذکر) میں مشغول رکھنا، تین چیزیں یہ ہوگئیں، چوتھے ان چیزوں کو پھیلانے کے لئے اصل فریضہ محمدی سمجھکر نکلنا، یعنی ملک بہ ملک رواج دینا،

پانچویں اس پھرنے میں حسنِ خلق کی مشق کرنے کی نیت رکھنا جس میں اپنے ماعلیہ کی ادائیگی کی سرگرمی ہو، خواہ خالق کی طرف سے، ہو یا خلق کے ساتھ متعلق ہوں [1]، کیونکہ ہر شخص سے اپنے ہی متعلق سوال ہوگا،

علم کے لئے میرا جی چاہتا ہے کہ محکمۂ تبلیغ سے نصاب مقرر کیا جاوے اس سلسلہ کے ترقی پکڑ جانے پر آپ جیسے اہلِ علم کے مشورہ کی ضرورت ہوگی، بالفعل میں نے نارسا طبیعت سے پانچ کتابیں تجویز کر رکھی ہیں، جزاء الاعمال، راہِ نجات، فضائلِ نماز، حکایاتِ صحابہؓ، چہل حدیث (مولوی زکریا شیخ الحدیث صاحب) ان کو تنہائی میں دیکھنا اور مجمع میں سُنانا دونوں مستقل جزو ہیں، صرف تنہائی میں دیکھنا مجمع میں سُنانیکی برکات کو شامل نہیں ہوسکتا، اور مجمع میں سُنانا تنہائی کے انوارات کو حاوی نہیں

(بقیہ صفحہ) ظاہری ہیئت میں مشابہت مراد لیتے ہیں، لیکن اگر صوفیہ و عارفین خشوع و کیفیتِ احسانی بھی مراد لیں تو کیا مضائقہ ہے! [1] یہی اکرامِ مسلم ہے، اور اس کی رُوح یہ ہے کہ آدمی کی نظر اپنے فرض پر ہو اور وہ کلمہ گو کی تعظیم اور ایمان کی حرمت ہے، سارے فتنہ کی جڑ دوسرے کے فرائض پر نظر اور اپنے فرض سے صرفِ نظر ہے،

ہو سکتا،

بچوں سے تبلیغ شروع میں کرائی اگر محض آلہ ہونیکی غرض سے ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر سچے دردِ دل سے محسوس کیا جائے تو مکلف چاہے مرد ہو چاہی عورت اپنے فرائض کے ترک سے موردِ لعنت وغضب الٰہی ہو رہا ہے، اور بتقدیر مرگ جو ہوگا وہ قابلِ حس کرنے کے ہے تو اس عذابِ عظیم میں گرفتاری کا دور ہونا ہر مسلم کو ضروری ہے، نیز اس حالت میں موت آجانے پر جو خطرات یقینی ہیں وہ پیشِ نظر رکھنے کے قابل ہیں،

اسی طرح مکلف اگر فرائض کی بجاآوری کرے تو چونکہ خطابات اسکی طرف وارد ہیں تو وہ شرفِ امتثال کی عزت وشرافت وثمرات سے جو کہ بڑی بڑی رحمت اور نعم جلیلہ ہیں (متمتع ہوگا) اور بتقدیر موت نجات نہ صرف نجات بلکہ جنت جیسی نعمِ اخروی کے دلادینے کا احسان کرنا ہے، اس لئے اپنا رخ صرف مکلف کی طرف رکھنا چاہیے، البتہ بچوں کو آلہ بنانا اور بقاء کی امید لگائے رکھنا ایک امرِ مستحسن[1] ہے،

مولانا! جنابعالی نے جذبہ وولولہ نہ ہونے کا تذکرہ[2] فرمایا ہے، اور مجھے اس پر بڑا رشک ہے، مومن کے لئے اللہ کے امتثال امر کی اصلیت یہ ہی کہ حکم کے یقین اور عظمت سے اس قدر ماتحت ہو کہ وہ ولولہ کو دبادے

---

[1] تبلیغی کام کے آغاز میں بعض محلوں میں بچوں سے کام شروع کیا گیا تھا اسی کی طرف اشارہ ہے،

[2] خاکسار نے عرض کیا تھا کہ کام تو ہو رہا ہی، مگر جیسا شوق وولولہ اور کام کا جذبہ ہونا چاہیے وہ ناپید ہے، مولانا کے اس مکتوب گرامی سے بڑی تسکین اور ہمت افزائی ہوئی،

ولولہ طبیعت سے ناشی ہوتا ہے، یہ اگر ہو تو یہ حُبّ طبعی ہوئی، اور جب حکم کی عظمت اور فرضیت کے احساس سے ہو تو یہ حُبّ عقلی اور حُبِّ ایمانی ہے اگر کبھی ولولہ اور شوق آجائے تو یہ مستقل عطیہ قابلِ قدر ہے، لیکن درحل قابلِ التفات نہیں، انشاء اللہ یہ صورت استقامت کی زیادہ امید دلانیوالی ہے، حق تعالیٰ دولت استقامت (جیسا کہ خاندانِ نبوّت کے شایانِ شان ہے) سے سرفراز فرمادے،

رہنمائی اور دعاء کی بات یہ ہے کہ مشورہ دیدینا تو میری سعادت ہے، ورنہ اس کام کے لئے خلوص کے ساتھ کھڑے ہونیوالے کے لئے ایسی مؤکد قسموں کے ساتھ وعدے ہیں کہ ذکر نہیں کئے جا سکتے، ان کو پیشِ نظر رکھنے کے ذریعہ یقین میں کوشش فرماویں،

دعاء کے لئے جناب ارشاد فرماتے ہیں، دعاء کرنے والے کے لئے اس میں شرکت باعثِ سعادت ہے، ورنہ دعاء طلبِ رحمت کے لئے ہوتی ہے، یہ کام خود جالبِ رحمت ہے یہ بات ہمیشہ پیشِ نظر رہے اور کبھی نظر خطا نہ کرے کہ مقصود دین کی ہر چیز کا محض قوّت دعاء کا بڑھانا ہے، اس میں ہر وقت بہت ہی زیادہ سعی کی جاوے،

اگر جوارح کے کام میں مشغول ہونے کے وقت قلب قوت کے ساتھ دعاء میں مشغول رہنے کی برداشت اور مصروفیت اور بخوبی مشغولیت کر سکے تو اس میں بہت کوشش فرماویں، ورنہ اس امر کے لئے مکتوبات اور سحر اور اس امر کے لئے نکلنے کے اطراف اور درمیان میں خالی اوقات

دعا ء سے آباد رکھیں، اور ہم خدام کو بھی یاد رکھیں، بندۂ ناچیز اس کا منتظر ہے، کہ جناب کے خدام اپنے تبلیغی مواضع میں ان امور کو پھیلانے کے لئے دوسرے گاؤں میں نکلنے کی ہمت اور استقلال سے دعوت دیں، اور اس میں پوری ہمت اور استقلال کو کار فرمادیں خصوصاً رائے بریلی کا وہ گاؤں جس میں اثرات تبلیغ کے اللہ نے پیدا فرما دیئے ہیں، ان کو باہر نکلنے کی دعوت زیادہ استقلال سے دیں، یہاں میواتیوں کی جماعت کرنال بہت سے مقامات میں تبلیغ کرتی ہوئی پہنچی، تین چار روز قیام کیا، کرنال کی ہوا گویا کہ بالکل بدل گئی، دس دس کی پانچ چھ جماعتیں نکل چکیں، اور کی خبریں آرہی ہیں، وہاں کے نواب صاحبان بھی سعی میں شریک ہیں،

دوسری تازہ خبر میوآت کے متعلق نہایت خوشی کی یہ ہے کہ اس وقت کی تحریک زیادہ تر عوام اور غُرَباء کے طبقہ میں تھی، اب بہت کچھ امیدیں وہاں کے اہلِ حل وعقد کے کھڑے ہو جانے کی ہو رہی ہیں، دعاء وہمت سے مدد فرمادیں،

میری بھی تمنا ہے خدا کرے میوات سے جماعتیں استقلال کے ساتھ لمبے لمبے اور طویل طویل زمانہ کے لئے نکلنے پر تیار ہو جائیں، تو دس بارہ کی جماعت چند ماہ کے لئے جناب کے زیرِ نظر کام کرے، اللہ اپنے فضل سے امیدوں سے بہت زیادہ اپنے شایانِ شان مدد فرمادیں،

فقط والسلام

۳۰ر اپریل ۱۹۴۰ء

(۴)

فوائد مکتوب ھٰذا:- ف۱، وسائط اور سہولتیں ذاتی مشقت کا بدل نہیں ہو سکتیں، ف۲ جوارح اور قلب کی شکستگی نزولِ رحمت کا سبب ہے، ف۳ کسی راہ کی ذلت کو اٹھائے بغیر اس کی عزت کو پہنچنا عادتاً ہوتا نہیں،

از نظام الدین ۸۶ء

بعالی خدمت والا درجت عالی منقبت، سلالۂ خاندانِ نبوت ادام اللہ فیوضکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ گرامی نامہ پہنچا، اور بڑے انتظار کے بعد پہنچا، حالات سے جو کچھ بھی مسرت ہو وہ قرینِ قیاس ہے، بہت سے امور پر مضمون لکھنے کو جی چاہا مگر طبیعت رُک گئی، اَلْاَجْرُ عَلٰی قَدْرِ النَّصَبِ، ڈاکیوں کی اور وسائط کی دوڑ دھوپ ہرگز اپنی ذاتی مشقت کا بدل نہیں ہو سکتی[۱]،

اور عاداتِ خداوندیہ عموماً اپنی دین میں جدوجہد کی مقدار کے ساتھ وابستہ ہیں، آدمی کسی مقصد کے لئے جتنا اپنے کو ذلیل کرتا ہے اور تکالیف کو جھیلنے کے ذریعہ اپنے حالات اور جوارح اور قلب اور قوتوں کی شکستگی اور تعب اور انکسار کو پہنچتا ہے، بس حق تعالیٰ کی رحمت کے نزول کا

---

[۱] مکتوب الیہ نے مولانا کے گرامی ناموں سے اپنے استفادہ کا ذکر کرتے ہوئے اس کا اشتیاق ظاہر کیا تھا، جواب میں فرمایا کہ یہ خط وکتابت اور نامہ وپیام ذاتی مشقت سے مستغنی نہیں کر سکتا،

سبب ہوتا ہے، اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ، وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا، کسی راہ کی ذلت کو اٹھائے بغیر اس کی عزت کو پہونچنا عادةً ہوتا نہیں،

اس لیے جناب یہاں کے میوات میں ۲۵ مئی کو ہونیوالے جلسہ[1] کی شرکت کے لیے ۲۴ مئی کی شام تک یہاں پہنچنے کی تکلیف گوارا فرمائیں، تو اللہ جل جلالہ کی ذات سے امید ہے کہ تثبیت و اطمینان و انشراحِ قلب کے بارے میں ایک طویل مدت کی خط و کتابت سے زیادہ بہتر ہوگا، خط و کتابت کا ذریعہ ضعیف سبب ہے جیسا کہ وضو کے ناممکن ہوتے ہوئے تیمم، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس بقلم انعام الحسن

(۵)

فوائد مکتوب ھٰذا:- ف۱ طبائع کا طبائع سے حصہ لینے کا دستور رہا ہے۔ ف۲ ہم نادان اپنی کوششوں کے معاوضہ کو منافع کی مقدار کے محدود کردینے کے ذریعہ بہت ہی ناقص کردیتے ہیں، ف۳ اہم فرائض میں کوشش کرنیوالے اور نوافل میں کوشش کرنیوالے برابر نہیں ہوسکتے ف۴ اگر خرابیوں کے ساتھ نظر اندازی اور پردہ پوشی اور خوبیوں کی پسندیدگی

---

[1] یہ جلسہ ضلع گوڑگانوہ تحصیل نوح میں قصبہ گھاسیڑہ میں ہوا تھا، جو سڑک پر نوح سے بالکل قریب واقع ہے، اس جلسہ میں میوات کے علماء، و میانجی صاحبان اور چودھری صاحبان خاص اہتمام سے مدعو کیے گئے تھے، باہر کے علماء میں سے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب، مولانا عبداللطیف صاحب ناظم مظاہر العلوم، مولانا عبدالباری صاحب ندوی وغیرہ شریک ہوئے تھے، مولانا کی تقریر اور جلسہ کا موضوع زیادہ تر علم کو دین کے کام میں لگانا تھا،

اور اعزاز کا مسلمانوں میں رواج ہو جائے تو بہت سے فتنے اپنے آپ ڈھیلے اُٹھ جائیں، ف۵ حق تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو وہ شخص ساری مخلوق کے ساتھ کر رہا ہے، ف۶ حضورؐ کی باتیں دوسروں میں اس نیت سے پھیلائے کہ میرے علاوہ اللہ کے سب بندے اپنی ذات سے نیک طینت اور پاک نفس ہیں، وہ دین کے جس کام کو کریں گے وہ ظاہر و باطن میں اچھا ہوگا، اللہ ان کی برکت سے مجھے بھی حصہ عطا فرمائیں، ف۷ موقع پر کوئی تھوڑا سا بھی ہو تو بے موقع کے ہزاروں سے بہتر ہوتا ہے،

۸۶

مکرم و معظم مخدوم محترم گوہرِ تاباں معدنِ سیادت، متعنا اللہ بطولِ حیاتکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مولینا! دل و دماغ اور تمام قویٰ کچھ ایسے ہارے تھکے ہوئے اور ضعیف ہو رہے ہیں کہ کسی مضمون کے لکھنے کی ہمت و تاب نہیں ہوتی، اور در اصل یہ تبلیغ کی نوع اور یہ جہت کچھ ایسی ہے کہ اس طرف کو توجہ کرنا ہی مجھ ضعیف کے تھکان کا باعث ہو جاتا ہے، کیونکہ اِس لائن میں یہ صاف دکھائی دیتا ہے کہ وہ اصل مضمون جو قابلِ بیان ہو اس اصل مضمون کے مقابلہ میں ہر وہ عبارت کہ اس کی تعبیر کے لئے طبیعت مضمون تجویز کرتی ہے، وہ ایک آزاد کو اور ایک وسیع چیز کو اور ایک نورِ مطلق کو پابند کر دینا نظر آتا ہے، جو اس کی شان کے ساتھ کچھ بھی مناسبت رکھتا نظر نہیں آتا، لہٰذا اس مضمون کے ساتھ یہ بات صادق آتی ہے اگر گویم (تو بوجہ مقصود کے اظہار میں اور اس کے حاوی ہونے میں بالکل قاصر

اور ناکافی ہونیکی بنا پر) تو مشکل و گرنہ گویم دہم مادیات میں اس وقت ایسے پھنسے ہوئے ہیں، طبائع کا طباع سے حصہ لینے کا دستور چھوٹ چکا اور عملی جدوجہد میں خون پسینہ ایک کرکے اور جہد کا حق ادا کرکے جو شریعت کے تعلّم و تعلیم کی اصلی صورت تھی، وہ معدوم کرکے اب افادہ اور استفادہ بیچاری ایک زبان ہی کے اوپر رہ گیا ہے، سو اگر زبان سے کچھ نہ کہا جاوے تو اس مادہ پرستی کے دستور کی وجہ سے کوئی صورت ہی نہیں افادہ اور استفادہ کی، لہٰذا تو مشکل،

بہر حال معروض یہ ہے کہ ہم خدا کی قدرت اور اس کی حقانیت سے ناشناسی کے خوگر اللہ جل جلالہ کے کام کے لئے کھڑے ہوتے بھی ہیں تو نارسا عقل میں اور اس کے احاطہ میں آنیوالی مقدار منافع کے ساتھ اپنی سعی کو محدود کرکے کھڑے ہوتے ہیں، اور اللہ کے یہاں سے قانون ہے "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" تو اللہ کے ساتھ جتنا ظن کرلوگے اتنا ہی ملے گا، تو ہم نادان اپنی کوششوں کے معاوضہ کو منافع کی مقدار کے محدود کردینے کے ذریعہ بہت ہی ناقص اور کم کردیتے ہیں، حالانکہ عقل ناقص کے متعلق صرف اتنا تھا کہ ہر کوشش کو اس کے درجہ میں رکھتے ہوئے اس کے معاوضہ کو حق تعالیٰ کی شان کے شایانِ شان مقدار پر حوالہ کرتے ہوئے اور "لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ" پر ایمان رکھتے ہوئے بے چون و چرا اپنے اس معاملہ میں جنونی ہونے اور کہلائے جانیکی تمنا رکھتے ہوئے ان کوششوں میں اپنی فنا میں اپنی بقا سمجھے، تو ان کوششوں کا دنیا ہی میں جنت کا مزہ پاتے، لیکن دستور اس کے خلاف ہوگیا، تاہم اگر سنت کے زندہ کرنے کی نیت سے ان نیتوں سے کوششوں میں لگنا شروع کردیں اور اللہ سے مانگتے رہیں، تو رحمتِ ازلیہ اور

الطاف سرمدیہ سے اس دولت کے مل جانے میں ہرگز بخل کا خطرہ نہیں،

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدیؔ سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

بہرحال بندۂ ناچیز کا مقصد یہ ہے کہ فرائض میں اور فرائض میں بھی اہم فرائض، کوشش کے معاوضہ کو اور ان کے دینی اور دنیاوی اثرات کو جو اللہ نے کھلے دل کے ساتھ کوششوں پر اپنے اوپر حوالہ کر دینے کی صورت میں وابستہ فرما رکھے ہیں، وہ بغیر کوششوں کے نصیب نہیں ہو سکتے، اسی طرح سے منافع محدود کر دینے سے بھی بہت ناقص ہو جاتے ہیں، بہرحال مقصد یہ ہے کہ بغیر سعی والے یعنی قاعدین مجاہدین جیسے نہیں ہو سکتے، اور اہم فرائض کے مجاہدین نوافل کے مجاہدین کے برابر نہیں ہو سکتے اور تخلیوں کو اور تجلیوں کو معمور رکھنے والے اور صحابہ و انبیاء کی زندگی کے نقش قدم پر کوشش کرنیوالے کم چیزوں میں مصروف ہونے والوں کے برابر نہیں ہو سکتے، مجھے تعجب ہے کہ ہم ایسے فرائض میں جان توڑ کوششوں کی سنت کو زندہ کرنے میں اپنی جانیں کیوں نہیں دے رہے، بہرحال یہاں کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ افراد سے متجاوز ہو کر قومیت کے طور پر اس تحریک کی خوشگوار ہوائیں لگنے لگیں، حالانکہ افراد نے بھی کچھ اچھی طرح سے شان کے مناسب لبیک نہیں کہی، کیوں نہ قربان جائیے ایسے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ان کی بتلائی ہوئی چیز کے باوجود اس قدر قلیل اور ضعیف مقدار اتباع کے ایسا نمایاں کھلا اعزاز اور نشو ونما، اسلام کا اور اندرونی اور بیرونی نصرتیں خدائے پاک کی ایمان کو تازہ کرنے والی یقین کو سرسبزی

لہ کرامت علی خاں شہیدی وفات ۱۸۴۰ء مصحفی کے شاگرد (ط)

دینے والی مادی زندگی کو سرسبزی دینے والی ایسی کھلی کھلی نظر آرہی ہیں، اگر اپنی کوششوں کی حقیقت پر نظر کیجاوے تو باوجود اس حقانیت کے کھُل جانے کے پھر اس بے حرمتی کی کوشش پر اگر گرفت ہو اور بطش شدید ہو اور جس طرح کا بھی عذاب لایا جاوے تو کچھ تعجب نہیں، لیکن اس کی کمی اور ناقدری اور کفران پر سزا اور گرفت کے بجائے عیوب کی ستاری اور ضعف عمل پر غفاری اور جوادی اور کرم اور رحمت کی ایسی بارش صاف نظر آرہی ہو کہ جیسا میں شروع خط میں لکھ چکا ہوں کہ بیان اس کو محیط نہیں ہو سکتا، علماء کی جماعت نہایت تدریج اور خوشگواری کے ساتھ استقبال کرتی چلی آرہی ہے، تجارت اور ملازمت پیشوں میں ایسی مقبول ہو کر ان کو راہِ ہدایت پر لاتی چلی آرہی ہے، انگریزی اثرات سے دہریت میں غرقابوں کو صاف صاف رشد وہدایت پر کھینچتی چلی آرہی ہے، بدعات وغیرہ اہواء میں گرفتار اور پھنسے ہوؤں کو تدریجی نہایت رفق کے ساتھ راہِ سنت پر کھینچتی چلی آرہی ہے، باوجود ان سب ترقیات کے اس کی ناقدری کا جتنا شکوہ کیا جاوے وہ کچھ کم نہیں اس کی ضرورت ہو کہ جس طرح سے مدارس میں تعلیم اور دین سیکھنے کے لئے مستقل عمریں اس کیلئے خرچ کی جاتی ہیں، اسی طرح بڑے استقلال سے اس طرز سے دینِ محمدی کی تعلیم کیلئے وقتوں کو فارغ کرنے کی اپنے سے ابتداء کریں، اور دوسروں کو دعوت دیں، اس امر کیلئے حوصلوں کو بلند کرنیکی بڑی سخت ضرورت ہے، بندۂ ناچیز میوات میں قوم کے اہلِ حل وعقد کو جمع کر کے اس طرز کے جزوِ زندگی بنانے کی دعوت دے رہا ہے، اس دعوت کی آواز کو قوی کرنے اور اس کے اندر باہمی معاونت پر تحریض کی شدید ضرورت ہے،

الحمد للہ ثم الحمد للہ! تھوڑا بہت میں شرفا، اہلِ ارض بھی بطور قومیت کے اس
کوشش کیلئے کچھ ہاں کرنے کو تیار ہوتے چلے آرہے ہیں، لیکن اس ہاں کے پودے کو
تربیت کرنیکی بڑی ضرورت ہے، تاکہ یہ "ہاں" عمل تک اور عمل دیگر نتائج پر مفضی ہو،
آنجناب کی وہ الفت و محبت جو جناب کی خوبیوں کی بدولت میری خرابیوں اور
گندگیوں کے محسوس کرنے پر خوبیوں کے دیکھنے اور اس کے پسند کرنے میں غالب
آگئی۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہٗ کا میرے ساتھ قیامت میں یہ ہی
برتاؤ رہے، اور ہم سب مسلمانوں کا سب کا اور سب میں سے ہر شخص کا اپنے کے ساتھ
یہ ہی برتاؤ رہے، بندۂ ناچیز کی نظر میں کوئی شخص کوئی مسلم ہرگز ایسا نہیں کہ کچھ خوبیوں
اور کچھ خرابیوں سے خالی ہو، ہر شخص میں یقیناً کچھ خوبیاں اور کچھ خرابیاں ہوتی ہیں،
اگر خرابیوں کے ساتھ نظر اندازی اور ستر کا اور خوبیوں کی پسندیدگی اور ان کے
اکرام کا ہم مسلمانوں میں رواج ہوجائے تو بہت سے فتنے اور بہت سی خرابیاں اپنے
آپ دنیا سے اُٹھ جاویں، اور ہزاروں خوبیوں کی اپنے آپ بنیاد پڑ جاوے، مگر دستور
اس کے خلاف ہے، اس تبلیغ میں ایک نمبر جو چوتھے نمبر سے نامزد ہے وہ درحقیقت
صرف یہ ہی ایک نمبر ہے اور حق تعالیٰ ہر شخص کے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے کہ جو
وہ شخص ساری مخلوق کے ساتھ برتاؤ کر رہا ہے، بہرحال میں آپ کے کرم کا
اور اُس محبت کا صلہ اللہ ہی کے حوالہ کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ کی
رضا اور محبت کے بعد جو انسان کے لئے بہترین سرمایہ اللہ والوں کی محبت کا
ہے جو آپکی بدولت مجھے نصیب ہے، حق تعالیٰ شانہٗ میرے لئے اس قیمتی سرمایہ کو
قیامت تک کے لئے سلامت اور بڑھتا ہوا رکھے، اور جس سے مجھے یہ سرمایہ

بلا ہی (یعنی آپ کی ذات والا) اس کو بھی اس کے اجر وصلہ سے دارین میں اس کی
شان کے مناسب سلامت اور بڑہتا ہوا رکھیں، جناب عالی نے طلبہ میں سے بعض
کے اپنے سے زیادہ خلوص اور پُر جوش اور بہتر ہونے کو تحریر فرمایا ہی، یہ محض مبارکبادی
ہی پر اکتفا کر نیکی چیز نہیں بلکہ یہ چند چیزیں بہت زیادہ ملحوظ رکھنے کے قابل ہیں
اول یہ کہ جو بات چند میں نظر آتی ہی، ہر ایک کے ساتھ یہ ہی گمان رکھنے میں زیادتی
اور سعی اور کوشش کرنی چاہیے، یہ مضمون دو حدیثوں کا خلاصہ ہی ایک اِتَّهِمُوا
اَنْفُسَكُمْ اور ایک ظُنُّوا الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا، اور یہ بات کیسے نصیب ہو سکتی ہے
مستقل مضمون کو چاہتی ہی، پھر پر رکھوں، تو خدا جانے کیا موقع ہو، اس لئے مختصراً
عرض ہی کہ بندہ ناچیز کے نزدیک کوشش کر نیکی اپنے دل میں بنیاد ہی اس پر رکھو
کہ اپنے نفس کو تجربہ سے ایسا گندہ ناقص خود غرض اور ہر کام کا بگاڑ دینے والا
یقین کرے کہ الطافِ خداوندی کا قصہ تو کچھ اور ہے، یہ موت تک درست ہوتا
نظر نہیں آتا، لہٰذا سعی اور حضورؐ کی باتیں دوسروں میں اس نیت سے پھیلا دے
کہ میرے علاوہ جو ساری مخلوق اپنی ذات سے نیک طینت اور پاک نفس ہی
وہ دین کے جس کام کو کریں گے وہ ظاہر باطن میں ایک اچھا عمل ہوگا، اور
ان کی برکت سے حق تعالیٰ بقاعدہ اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ" حق تعالےٰ
اپنے الطاف سے ان پاک ہستیوں کی برکت سے مجھے بھی اس سے حصہ عطا فرما
دیوے، جناب غور فرمائیں گے تو بزرگوں کی سوانحوں سے اس کی بڑی تائیدات
آپ کو ملیں گی،

بندہ ناچیز ایک امر کا بڑا متمنی ہے کہ تبلیغ کے سلسلہ کی یہ چند کتابیں

اُن کے ساتھ تبلیغ کی لائن میں قدم دھرنے والے تین طرزوں کے ساتھ بہت اشتغال رکھیں، قلیل وقت ہو مگر مداومت ہو، اوّل تبلیغ کے نکلے ہوئے زمانہ میں تنہائی میں دیکھنا دیگر مجمعوں میں ان مضامین کی دعوت دینا، دیگر مجمعوں میں اور خصوصی تذکروں میں ان مضامین کا اپنے غیروں سے سننا اور وہ کتب تبلیغ یہ ہیں جو اب تک تجویز ہو چکی ہیں اور بہت سے مضامین ذہن میں ہیں اہلِ علم کے استقلال سے کھڑے ہو جانے کے بعد ان مضامین میں تصانیف کا خیال ہے،

جزآءالاعمال، چہل حدیث فضائلِ قرآن، فضائلِ نماز، فضائلِ ذِکر، حکایاتِ صحابہؓ، دونوں رسائل تبلیغ مولوی احتشام و مولوی زکریا والا،

اس وقت جناب کے گرامی نامہ سے جو عمومی مضمون ذہن میں آیا معلوم نہیں مفید ہو یا غیر مفید، وہ خدمت میں پیش کر دیا، خصوصی ہدایات کی طرف اس وقت طبیعت متوجہ نہیں اور آپ جیسی بابرکت ذات خصوص کی محتاج بھی نہیں، ان عموم سے خصوص جناب کی شان اخذ کرنے کی بہت احق ہے، ٹوڈا بھیم سے قاضی صاحبان میں کی دس پندرہ کی جماعت تبلیغ کے لئے سہارنپور تشریف لانے کی کوشش فرما رہے ہیں، زیادہ تر چونکہ ملازمت پیشہ ہیں اور ریاست کا قصہ ہے اور وہ بھی ہندوانی اور پھر وہ بھی ایک وقتی بظاہر دشوار نظر آ رہا ہے، اور اللہ کو سب آسان ہے، دعاء فرمادیں کہ اللہ پورا فرمادیں،

۱۸ر اپریل کو سہارنپور میں مدرسہ مظاہر العلوم کا سالانہ جلسہ ہے، اگر حضرات مبلغین ایسے ایسے موقعوں میں چند دنوں پہلے اور چند دنوں بعد صحیح اصول کے ساتھ تبلیغی سرگرمیوں کے موقعے ڈھونڈھتے رہیں، اور اس بارہ میں ہر طرح کی تکلیف اور ناگواریوں کو برداشت کریں تو حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ کے وعدہ کے

مطابق یہ جنت میں لیجانیوالی اسکیم سرسبز ہو سکتی ہے، ہر کام کیلئے کوشش شرط ہے اور موقع پر کوئی تھوڑا سا بھی ہو تو بے موقع کے ہزاروں سے بہتر ہوتا ہے، بس زیادہ کیا عرض کروں، بندۂ ناچیز محمد الیاس عفی عنہ، بقلم حبیب الرحمٰن

سب دوستوں کی خدمت میں سلام مسنون اور کام کی مبارکباد دیں، اور دعا کی درخواست فرماویں،

(۶)

فوائد مکتوب ھٰذا۔ ف[۱] نوافل کے اندر تک کی مداومت بھی محبوبیت کی شان پیدا کرتی ہے، ف[۲] عبادات میں بقدر دوام حب خداوندی کا سرمایہ ہے احب الاعمال الی اللہ ادومہا،

از بستی نظام الدین اولیاء۔ محترما[۱] نم وآماجگاہ آمالم شرفنا اللہ باخلاقکم البہیہ ومتعنا اللہ بمحاسنکم النبویہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرات عالی مقام دونوں کے یکے بعد دیگرے گرامی نامے باعث عزّ وشرف وکرامت دارین ہوئے، حق تعالیٰ شانہٗ آں گرامی ذاتوں کو اپنی مرضیات میں سابقین پر سبقت کا نمونہ بناویں اور ہم خدام کیلئے آپکی محبت کا سرمایہ وافر سے وافر نصیب فرمادیں، اللّٰہم آمین، جناب سید ابوالحسن علی صاحب کی علالت مزاج سے رنج وملال ہوا[۲]، دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صحت عاجلہ

---

[۱] بنام ڈاکٹر حکیم مولوی سید عبدالعلی صاحب وخاکسار ابوالحسن علی، [۲] خاکسار تحصیل فتحپور تبلیغی سلسلہ میں گیا تھا وہاں بارش میں بھیگنے کی وجہ سے سینہ میں درد اور بخار ہوگیا، لکھنؤ آکر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ذات الصدر اور میعادی بخار ہوگیا ہے، بھائی صاحب مدظلہ نے مولانا کو اس علالت کی اطلاع دی اور اپنی فکر کا اظہار کیا، مولانا نے اس اطلاع پر یہ گرامی نامہ تحریر فرمایا،

کاملہ سے ممنون فرمادیں، اور خود بیماری بھی جو صلحاء کیلئے ایک نعمت ہی، جب تک یہ مقدر ہو اس وقت تک بیماری سے بذریعہ رضا بقضاء اور بذریعہ تکفیر سیئات کے یقین کے متمتع فرمادیں، میرا جی تو چاہتا ہے کہ اس پر مبارکباد دوں کہ اس چودھویں صدی میں محض خلوص جہد فی سبیل اللہ والا سفر مرض کا سبب ہوا،

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِيْتِ ۞ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

یہ بیماری اس سے زیادہ صورۃً حیثیت نہیں رکھتی کہ دنیا میں جیسے ہزاروں کو بخار آتے ہیں ایک آپ کو بھی آگیا، لیکن اس نسبت سے روے زمین پر غالباً ممتاز ہوگا کہ بظاہر اس کا سبب ایک ایسی چیز کیلئے قدم اٹھانا ہے کہ وہ طرز زندگی اگر ہو جائے اور جائیں جاکر بھی اگر مسلوک ہو جاے تو نہایت مشغول رہنے والے اور اپنے مشاغل سے فارغ نہ ہو سکنے والے تمام امتِ محمدیہ کیلئے رشد و ہدایت کی وافر بہرہ اندوزی کے ایک مُردہ طریق کو ایقان اور محکم و پائدار زندگی دینے کے لئے یہ قدم تھا، حق تعالیٰ شانہ اس وجہ وجیہہ پر نظر کو جما کر اس کے شکر کی توفیق نصیب فرمادیں، اور مرض میں بھی صحت سے زیادہ رضا جوئی کے طرق پر قوت بخشیں، اللّٰہم آمین،

مولوی احتشام الحسن بھی سفر میں گئے ہوے تھے، رات ہی آئے ہیں، مشورہ کروں گا کہ وہاں کے قابل کوئی آدمی مل جاوے تو جناب عالی کے ارشاد کے مطابق تلاش کے بعد روانہ کردوں، یہ بندۂ ناچیز بھی زیادہ تر باہر رہا، اور اگر یہاں رہا تو ایسے اطمینان کا وقت نہ ملا جو گرامی نامہ کے جواب میں عجلت کرتا، تاخیر جواب کی ندامت ہے، معاف فرمادیں، حضرت مولانا ابو الحسن علی مدظلہٗ نے

ارشاد فرمایا ہو کہ کوئی نئی بات ایسی نہیں ہو کہ جسے لکھوں، مجھے حیرت ہے کہ کسی کام کی مداومت کو نیا نہیں کہا جاوے، مداومت ایک ایسے نئے طرز کے اندر کی کوشش پر آپ ہی جیسوں کا ایک خاص حصہ ہی، اور یہ بھی ایک نئی بات ہے، یہاں کوئی شخص (نہ بڑے طبقہ میں نہ چھوٹے طبقہ میں) ملاقات کے اتنے قلیل وسائل ہوتے ہوئے مجھے نہیں ملا، یہ آپ کی علوِ حوصلگی کی علامت ہے، اللہ مبارک فرمادیں

مداومت ایک ایسی مقبول اور مبارک چیز ہے کہ یہ نوافل کے اندر تک بھی ایک محبوبیت کی شان پیدا کر دیتی ہے، مداومت ایک ایسی چیز ہے کہ اصل جو حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت اور انعامات کے وعدے ہیں، وہ اسی سے وابستہ ہیں، اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اس کے اندر کس قدر کثرت سے اور بڑے بڑے امور کی بشارتیں ہیں، وہ سب اسی استقامت اور مداومت سے وابستہ ہیں، اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اَدْوَمُھَا، بقدر دوام حبِ خداوندی کا سرمایہ حاصل ہی، خیر مجھ جیسا ناواقف آپ کے سامنے لکھے، یہ کیا بات ہوئی،

بہرحال اس بندۂ ناچیز کو .... اس مداومت کی جتنی قدر ہو وہ واجب ہے، اور بہت قابلِ قدر ہی، یہ ضرور یاد دلاتا ہوں کہ مولانا موصوف الصدر نے یہاں تشریف آوری کے وقت کچھ وہاں سے آدمی بھیجنے کے لئے بہت خفیف امید میری اعانت کے لئے دلائی تھی، وہ اگر ہو سکے تو آدمیوں کو بھیجکر اعانت فرمادیں، مگر شرط یہ ہے کہ اپنا کھادیں، اور میوات سے گئے ہوئے مسکین، غریب، جاہل، دریدہ پیرہن لوگوں میں مل جل کر

گذارنیکی ہمت باندھکر جاویں، اور پہلے سے یہ طے کرلیں کہ قطعاً اور ضرور وحشت ہوگی، اور جی نہیں لگے گا، وحشت کے ہوتے ہوئے پکا ارادہ کرکے جاویں، جناب کے یہاں نٹوں کی قوم اپنے دورہ اور گھومنے کے زمانہ میں ادھر رُخ رکھتی ہو یا آپ کی ترغیب سے رُخ کرلے تو یہاں نظام الدین کے آس پاس خبر ہونے پر کوشش کریں کہ ان سے مل لیں اور ان صول کے واسطے ایک جماعت کو پیوست کرنیکی کوئی صورت تلاش کریں[1]، شاید اس وقت کوئی صورت ہو جائے، آنجناب جیسا اپنے مقام سے اتنی بعید جگہ کوشش فرمارہے ہیں خود لکھنؤ کے غریب ترین محلّوں میں ضرور اور پھر ضرور کوشش کا افتتاح لازمی سمجھیں، اس میں کسی دشواری کو اہمیت نہ دیں، اور مانع نہ سمجھیں، آدمی کو جس وقت تیار فرمالیں اس وقت بندہ کو مطلع فرماویں، تاکہ مناسب مقامِ تبلیغ کا مشورہ دیا جاسکے، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن

ازمولانا احتشام الحسن صاحب بصد اشتیاق نیاز سلام مسنون قبول باد،

(۷)

از نظام الدین

بحالی خدمت مکرمی ومحترمی جناب مولانا صاحب دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عرض آنکہ حسب ارشاد سامی یہاں

---

[1] تحصیل فتحپور اور دوسرے مقامات میں نٹوں کی ایک قوم رہتی ہے جو بارش بھر یہاں قیام کرتی ہے اور باقی دنوں میں ملک میں جابجا سفر کرکے ڈھول کی مرمت کرکے اپنا پیٹ پالتی ہے، مولانا سے اس قوم کے لئے مبلغین اور معلمین کی فرمائش کی گئی تھی، اس کے متعلق یہ ارشاد ہے۔

سے نٹوں کی تبلیغ وتعلیم کیواسطے مولوی ہدایت خاں صاحب وقاری حافظ احسان صاحب کو روانہ کیا تھا، امید ہو کہ پہنچے ہوں گے، مگر ہنوز ان کی کیفیت معلوم نہیں ہوئی، چونکہ آٹھ دس یوم گئے ہوئے ہوگئے، اس واسطے کیفیت کا سخت انتظار ہے، فقط والسلام، بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم حبیب الرحمٰن

۱۹ ستمبر ۱۹۴۰ء، ۱۶ شعبان بروز جمعرات

(۸)

مکرم معظم حضرت سید صاحب دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میرے دو مخلص عزیز تبلیغ کے لئے گئے ہوئے ہیں ان کی کیفیت اور ان کی حالت کا ہر وقت انتظار ہے اور انکی دلبستگی اور ان کے خورد ونوش کے بند وبست ہونے کی تمنا ہے، جنابعالی اس راہ میں قدم اٹھانے کو دین کی خدمت سمجھ کر ان دونوں باتوں کی کوشش میں قدم اٹھائیں، یہ بات ذرا دھیان رکھنے کی ہے، کہ حافظ احسان ایک شوقین اور صاحبِ جذبات اور بہت دنوں سے تبلیغ کے کام میں مشغول اور سعی کئے ہوئے ہے، لیکن علم اور تدبّر کی دولت سے کم آشنا ہے، اور اس کے برخلاف دوسرے صاحب مولوی ہدایت خان تبلیغ کے کام سے نہایت اجنبی اور متوحش اور ہمیشہ سے بہت اجنبی ہیں، لیکن دولت علم اور فہم وتدبر اللہ نے نصیب کیا ہے، لہٰذا دونوں صاحبوں کی حالت کے مناسب دلگیری اور تواضع کے ساتھ ہر ایک کی نصرت واعانت میں جنابعالی ذرا باخبر رہیں، مجھے ان دونوں کے خورد ونوش ودیگر راحتوں کا فکر ہے، ذرا خصوصی خبر گیری

فرمادیں اور دیگر کو اتفت سے اس بندۂ ناچیز کو مطمئن فرمادیں، میرا بہت جی چاہتا ہے کہ آنجناب کی اس تجویز کے اثرات سنوں کہ جملہ اہل مدرسہ اس اسکیم کے مطابق تبلیغ کیلئے نکلنے والے ہیں، اس کے ظہور میں کیا اور کیوں تاخیر ہے، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ، ۲۷ ستمبر ۴۰ء

دیگر اعزاء کی خدمت میں سلام مسنون اور درخواست دعاء

(۹)

از نظام الدین

مکرم و محترم سلالہ خاندان نبوی مولانا مولوی سید ابوالحسن علی ندوی صاحب ارشدنا اللہ وایاکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ سامی عین شدید انتظار کے وقت کنول قلب کھلنے کا سبب ہوا، اللہ تعالیٰ جناب کو مع جناب کے احباب کے مخلوق کے کھلتے رہنے اور سرسبز رکھنے کا راستہ ڈالنے والا بنادیں، بہت ہی جی خوش ہوا، مرادآباد میں جو کچھ پیش آیا[1]، اللہ تعالیٰ آں ذات گرامی کو ایسے ایسے چشموں کے جابجا پیدا ہونے کا مخزن بنادیں،

سابق تحریر لکھوانے کے بعد خدا جانے کس غفلت سے دن گذرے، باوجود دل پر سخت تقاضا رہنے کے جناب کو نیاز نامہ نہ لکھ سکا، آج یوم چہار شنبہ

---

[1] نوح کے بڑے جلسے سے واپسی پر مرادآباد چند گھنٹے ٹھیرنا ہوا، جس میں مدرسہ شاہی میں اساتذہ وطلبہ کے سامنے اس عاجز نے ایک تقریر کی، جس میں مدارس کی اہمیت وضرورت بیان کرتے ہوئے دعوت عام اور عوام سے ربط وتعلق پیدا کرنے کی ضرورت پر کچھ عرض کیا گیا،

۲۷ ذی قعدہ کو پھر لیکر بیٹھا ہوں، خدا کرے کہ میں اس مقصد کو پورا کر دوں، ذہن بالکل صاف ہے کوئی مضمون ذہن میں نہیں، بہر حال دو ضروری مضمون گذارش کرنے ہیں، اوّل یہ کہ میوآت کے ڈیڑھ ہزار آدمیوں کے چار چار مہینے نکلنے کی اللہ جل جلالہٗ کے فضل سے ایک نعمت تلبیہ اور آمادگی کا بہت نا قابلِ احصار ہم پر انعام جلیل ہے، اس انعام کے مناسب شکر سے استقبال کرنے میں وعدہ لَاَزِیْدَنَّکُمْ جو سراسر حق اور لام کی تاکید اور نون کی تشدید سے جو اس کی توثیق اور تحقیق ہو رہی ہے اور متکلم کی ذات گرامی کی طرف نسبت اور کرم کے اوپر فعل زیادتی کے وقوع سے بقاعدہ اِذَا ثَبَتَ الشَّیْءُ ثَبَتَ بِلَوَازِمِہٖ جو اپنی فراوانی اور پھلنے پھولنے کی امیدیں نعمتِ مذکورہ کے شکر کے استقبال کرنے سے وابستہ ہو رہی ہیں، وہ کسی بشر و ملک کے انداز میں آنے سے بہت زیادہ نظر آتی ہیں، اسلئے بہت غور کرنا ہے کہ اس کا شکر کیا ہے، تاکہ اس کو ادا کیا جائے، آپ بھی اس میں غور کرکے اپنی مبارک رائے سے ہم خدام کو مشرف فرمادیں،

بندۂ ناچیز کے خیال میں اس شکریہ کی جڑ ہاتھ میں اور قابو میں آنے کے لئے دو کام شروع کردینے چاہئیں، ایک سب سے اہم سب کا مغز یہ کہ مکتوبات[1] کے بعد اور اوقاتِ سحر میں اور مشاغل حدیث و تفسیر کی تدریس کے اختتام کے وقتوں میں اور اس کے لئے مستقل اجابت کے اوقات میں شروع کرکے دعاؤں کی کثرت دوسرے ان کی مدد کیلئے جس قدر ہوسکے اپنے سلسلۂ تعلقات میں کامیاب بنانے کے لئے فراوانی کے ساتھ کثیر وقت کے لئے آدمیوں کو بھیجنا، اگر

---

[1] فرض نمازیں،

تھوڑے وقت کو ملیں تو یہ بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا،

جناب کے موعود وقت میں تشریف آوری کا شدت سے انتظار رہے گا،

اُن دو میں کی دوسری یہ ہو کہ جناب کے گرامی نامہ میں جس وقت یہ مبارک الفاظ پڑھے گئے ہیں کہ اظہار رائے اور تاثرات کا دائرہ ابھی عام نہیں ہونا چاہیے،[لہ] تو اس وقت بندۂ ناچیز کے دل میں یہ..... تھا کہ یہ رائے آبِ زرین سے لکھنے کے قابل ہے، اور میاں یوسف بہت کھلکھلا کے بولے کہ ہاں جی جب آپ مولانا سے اس مضمون کو اخبار میں دینے کی تاکید کر رہے تھے تو ہم بھی یہ کہہ رہے تھے کہ یہ نہیں ہونا چاہیے، ماموں کی بھی یہی رائے تھی، اور شیخ الحدیث کی بھی رائے نہ تھی، لیکن بایں ہمہ بندۂ ناچیز کے نزدیک بڑے زوروں کے ساتھ ہر طرح کی اشاعتوں میں میرے اس مضمون کی جو اس وقت کہہ رہا تھا اشاعت کی بڑی ضرورت ہے، لیکن جب تک مشاورہ میں کوئی مضمون طے نہ ہو جائے اس وقت تک تحریرات کے زور کی ابتدا، نہ فرمادیں، کیونکہ میرے ذہن میں ایک ایسی اعتدالی صورت ہے جو اس رائے کے منافی نہیں، اس وقت میوات سے الحمد للہ ثم الحمد للہ آمد شروع ہوئی ہے، خدا کرے کہ پابندی اور دلجمعی سے رہے اور نکلنے کے زمانہ میں ایسی صحیح کوششوں میں مصروف رہیں جو دارین کی بہبودی کا باعث ہو، اس وقت تک اسی سے زائد سو کے قریب آدمی آچکے ہیں، سابق تحریر کی طرح اس کے شکر کی بڑی ضرورت ہے،

لہ خاکسار نے اپنے عریضہ میں عرض کیا تھا کہ ابھی عام طور پر اس طریق کار اور اس کے تاثرات کے متعلق اخبارات میں مضامین لکھنے سے احتراز رکھا جائے تو بہتر ہے،

معلوم نہیں شروانی[1] صاحب کو جناب نے ادھر لگا نیکی کچھ ہمت فرمائی یا نہیں فرمائی، اس وقت دہلی جانے کی وجہ سے اسی پر اکتفاء کرتا ہوں، سب دوستوں کی خدمت میں سلام اور اشتیاقِ احوال، فقط والسلام،

بندہ محمد الیاس، بقلم انعام الحسن

از انعام الحسن سلام مسنون، گذارش دعاء وشوقِ لقاء،

(۱۰)

سلالہ خاندانِ نبوت نقادہ معدنِ رسالت مکرم ومعظم

جناب مولانا ابوالحسن علی صاحب دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ صادر ہوا، جناب والا کو جواب کی تاخیر کی وجہ سے بڑی کوفت ہے، بندہ تو پہلے ہی والانامہ کا جواب دے چکا ہے، نہ معلوم کیا وجہ ہوئی جو آپ تک نہ پہنچا، بندہ شوال کی ۳ر تاریخ دوشنبہ کو آٹھ بجے کی گاڑی سے روانہ ہوکر ۱ بجے سہارنپور پہنچے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور پھر زیادہ سے زیادہ ہفتہ کو نظام الدین واپسی ہوگی، اس سے پیشتر جناب تشریف لادیں تو نظام الدین میں میری واپسی تک تشریف رکھیں، اپنے دوستوں کے لئے ہر وقت دعاء گو ہوں، فقط والسلام،

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

بقلم نصر اللہ، سلام مسنون

۲۹ر رمضان المبارک یوم جمعہ، از نظام الدین

---

[1] نواب صدر یار جنگ بہادر مولینا حبیب الرحمٰن صاحب شروانی،

(۱۱)

از نظام الدین

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ
بازمیگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ جات کے شرف ورود کے پہلے سے مضمون کی اہمیت بیحد متقاضی تحریر احوال تھی اس پر گرامی نامہ جات کے تقاضہ کو خود خیال فرمادیں، کس قدر محرک عرضِ حال کے ہوں گے، مگر روزانہ حضرت حافظ حبیب الرحمن کو سامنے بٹھا کر اور تحریر کے جواب کے طبیعت پر زور دینے کے باوجود تحریر مقصد کی نزاکت اور مقصد کا عمق اور وسعت اب تک بھی کسی حرف کے لکھنے کی اجازت نہیں دے رہی، تین اجتماع متواتر ہوئے ایک سہارنپور کا اس کے بعد آلور کے قریب موضع انٹوال کا اس کے بعد ۳ مئی ضلع متھرا موضع ہاتھیہ کا ہے، ان تینوں میں جو خیریت اور برکت امیدوں کی سرسبزی کے منظر پیش آئے وہ احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے ہیں، اور نیز ان سب جگہوں میں اصول کی تھوڑی تھوڑی بے رعایتوں کی وجہ سے جو تھوڑی سی ہمت کرنے سے اس کی پابندی ہوجاتی، اور اس پابندی پر وہ برکات اور امیدوں کی سرسبزی اور نصرت ازلیہ کی فراوانی قطرہ اور دریا کی نسبت وہ کثیر ہوجاتی، پس ان دونوں باتوں پر نظر نے حیرت اور ضیق میں ڈالا، کسی بات کی تحریر سے قلم کو روک دیا، اب تک بھی کوئی بات لکھنے کی ہمت نہیں ہوتی، اگر ہوسکا تو شاید کسی وقت

لکھوں، فقط والسلام،

بندہ محمد الیاس، بقلم حبیب الرحمٰن، سہ شنبہ ۶ رمئی

(۱۲)

فوائد مکتوب ھٰذا:۔ ف۱ مذہب کے لئے ہزاروں جانوں کا طیب خاطر سے پیش کر دینا اس کی قیمت کیلئے کافی نہیں ہو سکتا، ف۲ مذہب کی اصلی قیمت سوزشِ جگر اور خونِ دیدہ بہانا ہے، ف۳ انسان ایک بحر عمیق ہے، ایک انسان دوسرے انسان سے کسی چیز کا اثر اتنا ہی لیگا جتنی وہ چیز اس انسان کے اندر اثر کئے ہوئے ہے، ف۴ نکلنے کے زمانہ میں جوارح کے عبادات میں مشغول ہونے اور قلب کی کیفیت پر نگرانی کی ضرورت ہے،

از نظام الدین

مکرم محترم بندہ حضرت اقدس جناب سید صاحب متعنا اللہ بانفاسکم الطیبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کئی روز ہوئے گرامی نامہ سامی عزت بخش اور نفحات طیبہ روائح مانوسہ کے ساتھ عزت افزا ہوا تھا، فی الحقیقت تو اپنا ضعف اور غفلت اور عدم تیقظ سبب تاخیر جواب ہوا اور بہانہ اور تسویل کے طور پر مصروفیت اور مشاغل سببِ تاخیر ہوئے،

بہر حال جس مذہب کیلئے ہزار جانوں کا طیبِ خاطر سے پیش کر دینا اس کی قیمت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا، اور جس مذہب کی اصلی قیمت سوزش جگر اور خونِ دیدہ بہانا تھی اس کے لئے ہمارا یہ برائے نام قدموں

کا اٹھانا اور اس قدر ضعیف اور کم مقدار اپنی محنتوں کا وابستہ رکھنا اصلی فریضے سے کچھ نسبت نہیں رکھتا، لیکن خدائے پاک کی ذرہ نوازی اور مراحم خسروانہ اور اخیر زمانہ والوں کیلئے ان کی مساعی پر صحابہ کے پچاس کے برابر اجر و ثواب ملنے کی خوشخبریاں اور سچے وعدہ اور لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کی جیسی بشارتیں ہماری ان سعیوں کے بارہ میں بڑی بڑی امیدیں دلا رہی ہیں، میرے حضرات! آپ صاحبوں کے سامنے لب کشائی کسی طرح گستاخی اور جرأت سے خالی نہیں، لیکن نہ اس وجہ سے کہ ان امور حقہ کی میرے پاس رعایت اور آپکے پاس رعایت نہیں، بلکہ اس وجہ سے کہ آپ جیسے اس کا ارادہ فرمادیں گے تو اس کو کرگذریں گے بوجہ اپنی خوبیِ طبع اور خوبیِ استعداد اور حق کے ساتھ حقیقی تناسب کے آپ اس کی قدر کے اہل ہیں،

ایک کام کی بات ایک اہل کی طرف پہنچنے کی نیت سے یہ خادمِ آستانہ عرض پرداز ہے کہ میرے حضرت! انسان ایک بحرِ عمیق ہے، یہ دنیا میں قاعدہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے سبق لیتا ہے، لہذا جس سے سبق لے رہا ہے کسی چیز کی رغبت اور اس کا اثر اتنے ہی حصہ میں لیگا کہ جتنے حصہ میں اس اصل کے اندر اثر کئے ہوئے ہے، میرا مقصد اس معروض سے یہ ہے کہ نکلنے کے زمانہ میں ظاہر عبادات میں (جس میں سب سے اعلیٰ طلبِ علم اور اشتغال فی الذکر ہے) اپنے قلب کی کیفیت پر زیادہ نگرانی کی ضرورت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا" لہذا ان چیزوں کے قیامت میں کام دینے کے قائل ہیں یا نہیں، جس کا مدار خشیت کے ساتھ ان امور

کے قیامت میں کام دینے کے یقین اور ایمان کے بقدر وابستہ ہو، لہٰذا اس مجموعہ میں مشغول رہنے کی سعی کو بہت زیادہ لازمی سمجھا جائے، تعلّم اور تعلیم کے لئے بندۂ ناچیز کی رائے میں مبلغین اور امکنۂ تبلیغ میں امور ذیل کی کتابوں کا رچ جانا بہت ضروری ہے، جزاء الاعمال، رسالۂ تبلیغ، چہل حدیث شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب جو قرآن شریف کے بارے میں ہیں، فضائلِ نماز، فضائلِ ذکر حکایاتِ صحابہ ان سب کتب کو اصل بطور متن ٹھیرا کر ان ہی مضامین کی اور کتب سے تکمیل کیجائے تو اور بہتر ہے، حق تعالیٰ سہل فرمادیں اور قبول فرمادیں،

ان مضامین کے ذریعہ جذبات کو پرواز دینے کے ماتحت دوئم درجہ میں پھر مسائل کو ساتھ ساتھ ضم کر دینا چاہئے، حسبِ ضرورت ہر جگہ کے سید رضا حسن[1] صاحب پندرہ روز سے تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے ہوئے ہیں، ابتداء تو میرے ساتھ ہوئی تھی، لیکن میں ہفتہ کو جا کر پیر کو واپس آچکا تھا، موصوف اُس وقت سے اب تک تبلیغ کے واسطے ہمت کے ساتھ گشت فرمارہے ہیں، اللہ قبول فرمادیں اور مبارک فرمادیں، اُن کے حاضر ہونے پر آپ کا پیغام عرض کیا جاوے گا، اس وقت کوئی خاص مضمون خدمت

---

[1] مولوی قاری سید رضا حسن صاحب مرحوم مولانا سید احمد صاحب مدرس اول دارالعلوم دیوبند و مشہور عالم ریاضی کے پوتے مولاناؒ کے شاگرد و مجاز و معتمد خاص تھے، سفر حج میں میوات کے کام کے نگراں و ذمہ دار اور سندھ و بھوپال اور کئی جگہ سلسلۂ دعوت کے بانی و امیر جماعت تھے اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیاں جو متفرق ہیں اُن کی ذات میں جمع فرمادی تھیں، شوال ۱۳۶۵ھ میں بھوپال میں انتقال کیا، رحمہ اللہ تعالیٰ،

میں عرض کرنے کے واسطے میرے ذہن میں نہیں ہے، باقی اتنا ضرور ہے کہ بندہ ناچیز کے ذہن میں یہ نقشہ ہے کہ جس طرح انگریزی سلطنت کے فوجی فوج میں بھرتی ہو رہے ہیں، دنیاوی معیشت کے لئے اللہ کی سنت حقیقی اعلاء المسلمین کے لئے ان کے اس طرح مذہب کیلئے کوششوں میں لگ جانے کے ساتھ وابستہ ہے، وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ۔ فقط والسلام

إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللّٰهِ ۔ فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

بقلم حبیب الرحمٰن مدرس، ۶ محرم بروز دوشنبہ

(۱۳)

فوائد مکتوب ہٰذا: ف ۱ مومنین کا آپس کا حسن ظن حق تعالیٰ کے جود و سخا کے دہانے کھولنے کیلئے بہترین مفتاح رحمت ہے، ف ۳ تبلیغ میں بہت وجوہ سے اللہ کے تقرب اور نسبت یادداشت کے پیدا ہونیکے ایسے قوی اسباب ہیں کہ ہزاروں جانیں اور سر اس کی قیمت میں ارزاں ہیں۔

ف ۲ تردّدات کی بدلیاں سرمایۂ فکر کو بے محل لگانے سے اٹھتی ہیں،

ازسگِ آستانۂ عزیزی و احمدی[1]

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

بسلالۂ خاندانِ نبوت جوہرِ تابانِ معدنِ سیادت جناب سید صاحب دام مجدکم

[1] حضرت شاہ عبدالعزیز و حضرت سید احمدؒ کی طرف اشارہ ہے،

اَلسَّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - ایک اپنے خاندان کے ذرّہٗ بمقدار خادم سے اپنے ذاتی جوہر اور حُسنِ ظن کے سرمایہ کی بدولت کیسی خدمت وابستہ فرمادی، یہ بندۂ ناچیز نہ اس کا اہل ہے، اور نہ بندہ کو مضامین پر دسترس ہے لیکن عادۃ اللہ یہ جاری ہے انا عند ظن عبدی بی۔ آپ جیسے حضرات کے حُسنِ ظن کا بھی اثر ہوگا، اور نتیجہ ہوگا کہ جوفیاض ازلی سے کچھ نصیب ہوجاویگا، مومنین کا باہمی حُسنِ ظن ایک عجیب سرمایہ ہے، اور حق تعالیٰ کے جود وسخا کے دہانے کھولنے کے لئے بہترین مفاتیح میں کی مفتاح رحمت ہے، اللہ آپ کی جوتیوں کی بدولت مجھے اور میرے سب دوستوں کو اس گرانمایہ دولت سے متمتع اور سرفراز فرمادیں، اور مایہ دار فرمادیں،

میرے قابلِ قدر اور مخدوم بزرگ! نہایت غور کرنیکی چیز ہے کہ یہ ترددات دنیاویہ[1] کی اصل کیا ہے، اور یہ مادہ کہاں سے اٹھتا ہے، اس پر غور کیا جاوے گا تو اس کا سراغ بہت بری جگہ کنکشن کا پتہ دے گا یعنی یہ چیزیں غفلت کی بناء پر اپنے سرمایۂ دھیان کو بے جگہ وابستہ کرنے کے ظلم کی وجہ سے ان ترددات کی بدلیاں اور ہوائیں اُٹھتی ہیں، لیکن واہ رے ہمارے مربی اعظم جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ربِ اکبر جل جلالہٗ عم نوالہٗ کہ ان ترددات پر جبکہ ان کا کنکشن ایسا گندا ہے، بجائے وعید اور ان ترددات پر گرفت کرنے کے کس قدر حکمت اور موعظۂ حسنہ سے ہمیں ان کا علاج بتاتے ہیں، ان فی اللہِ عزاءً من کل مصیبۃ الخ یہ تو

---

[1] خاکسار نے اپنے عریضہ میں اپنے بعض افکار ترددات کی شکایت کی تھی اور دعا کی درخواست کی تھی

علاج بتلایا، لیکن اپنی کریمی اور جواد بارگاہ سے باوجود ہمارے ان تردّدات کے گناہ ہونے کے (چونکہ ان کا منشا غفلت ہے اس لئے یہ گناہ ہوا، اور جس پر قرآن پاک کی آیات میں جابجا متنبہ فرما رکھا ہے "وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ" الخ وغیرہ وغیرہ) اس کے اوپر استقلال سے امورِ شریعت کے دھیان میں لگ جانے اور استغفار کرتے رہنے پر ان تردّدات کے علاج کا بھی وعدہ فرمایا اور قیامت میں اجر جزیل کا بھی وعدہ فرمایا أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ الخ

میری معروض کا خلاصہ یہ ہے کہ بندۂ ناچیز کی نظر میں انسان دو باتوں کا خیال کرے، اوّل یہ کہ یہ سب اپنی غفلت اور کوتاہی کی بنا پر پیش آرہی ہیں جس کی بنا پر کثرت سے استغفار کرے، نیز باوجود اس کے چونکہ حق تعالیٰ کا اصول ہے لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا، چونکہ اس کے وجوہ کا معلوم کرنا اس کی وسعت سے زائد تھا اس لئے اس کی گرفت تو نہیں کی، اور اس پر صبر کرنے اور اللہ سے اجر و ثواب کی امید رکھنے کی صورت میں ایسے ایسے درجات اور ایسی ایسی عطاؤں کے سچے وعدے قرآن و حدیث میں بھرے پڑے ہیں کہ جن کا احصاء دشوار ہے،

غرض یہ ہے کہ ایک تو اس میں علاج کی ضرورت ہے وہ تو اِنَّ فِی اللّٰہِ عزاء ہے، اور میرے نزدیک وہ فی اللہ جو ہے وہ تبلیغ کے اندر دلبستگی اور شوق کے ساتھ لگ جانا ہے، تبلیغ میں بہت وجوہ سے اللہ کے تقرب اور نسبت یادداشت کے پیدا ہونے کے ایسے قوی اسباب

جمع ہیں کہ اگر قدر دان اس میں جانبازی اور سر فروشی کریں تو ہزاروں جان اور سر اس کی قیمت میں ارزاں ہیں، اور دوسرے خود ان تردّدات میں حقتعالیٰ سے اجر و ثواب کی کامل امید رکھیں، بلا تردّد کامل یقین کے ساتھ تو ان تردّدات کی تکالیف اپنے معاوضہ کے مقابلہ میں (جو انشاء اللہ ضرور ملے گا) قابلِ دھیان نہ رہیں گی، یہ بندۂ ناچیز جناب کے خاندان کے لئے عموماً اور جناب کی والدہ اور بھائی بہنوں کیلئے خصوصاً دعا گو ہے، اور دعا جو ہے، میری طرف سے بھی سب سے درخواست دُعا فرمائیں، جناب کی تشریف آوری کا مژدہ رُدیں رُدیں کو تر و تازہ کر رہا ہے، حق تعالیٰ ہمیں آپ کی ذاتِ گرامی سے دارین میں مُنتفع فرما دیں، یہ دونوں صاحب جو تبلیغ کے لئے گئے تھے ان کے لئے اور میرے لئے بڑا سرمایہ یہ ہو کہ آپ بزرگوں کی تازگیِ قلب کا سبب ہوا، اللہ تعالیٰ بابرکت اور دارین میں نفع بخش فرما دیں، اور پھولنے اور پھلنے والا فرما دیں، مجھے بڑا قلق ہوا کہ وہ مولانا عبدالشکور[ع] صاحب سے مل کر نہ آئے، اگلی دفعہ خدا کرے کہ کوئی ایسا موقع ہو تو بشرط مشورہ میں طے ہو جانے لکھنؤ میں جتنی جگہ اپنے احباب کی ہیں ان سب جگہوں میں تحریک کے سراغ کو تتبع کرنا چاہیے، ممکن ہو تو دریغ نہ کرنا چاہیے، فقط والسلام

رمضان المبارک کے بعد میرا عزیز مولوی ظہیر الحسن[ل] جو مولوی علاء الحسن

[ل] مولوی ظہیر الحسن کاندھلوی ایم، اے علیگ جو مولانا رح کے بھائی مولانا محمد صاحب کے حقیقی نواسہ اور مولانا کے ہم زلف تھے بڑے باخبر اور وسیع النظر زندہ دل دوست نواز وسیع الاحباب اور مخیر بزرگ تھے ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں اپنے مکان پر شہید ہوئے، اعلی اللہ درجاتہ،

[ع] لکھنؤ کے بڑے اور مشہور عالم "علم الفقہ" کے مصنف (ط)

اور مولوی بدرالحسن کے بیٹے اور بھتیجے ہیں، جناب کے بھائی صاحب کی خدمت میں لکھنؤ علاج کے لئے جا رہے ہیں، خدا کرے موصوف کی ظاہری و باطنی توجہات سببِ شفا ہوں، تشریف آوری کی تاریخ اگر مجھے معلوم ہو تو میں اس زمانہ کے قیام کا اہتمام رکھوں، بظاہر تو مجھے کوئی سفر نہیں ہے لیکن پیش آتے کیا دیر لگتی ہے،

بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم حبیب الرحمٰن

(۱۴)

بستی حضرت نظام الدین اولیاء
متصل دہلی

مکرم و عنایت فرمایم، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کرم نامہ موصول ہوا، حالات معلوم ہوئے،

میرے محترم! یہ تبلیغی کام درحقیقت انسان کی روح کی غذا ہے، حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کو اِس غذا سے بہرہ ور فرمایا، اب اس عارضی فقدان یا کمی پر بے چینی لازمی شے[1] ہے، آپ اس سے پریشان خاطر نہ ہوں،

اگر کچھ روز کے لئے یہاں تشریف لانا ہو جائے تو حق تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ نفع بخش ہوگا، تسکینِ خاطر بھی ہوگی اور کام

---

[1] رائے بریلی کے قیام میں بیکاری کی وجہ سے طبیعت میں بدمزگی اور بے چینی تھی، خاکسار نے عریضہ میں اس کی شکایت کی تھی،

کی جڑ بھی مضبوط ہوگی، انشاء اللہ، فقط، بندہ محمد الیاس عفی عنہ

از احتشام سلام شوق، یکم اکتوبر سنہ ۴۱ء

(۱۵)

فوائد مکتوب ھٰذا:۔ ف۱ حق تعالیٰ مسلیمن اور مسلین کے ذریعہ عام انسانوں کی طرف رحمت اور فضل و کرم کے ساتھ دین کی کوشش کے سرسبز ہونیکے ساتھ ہی متوجہ ہو سکتے ہیں. ف۲ اپنی زندگی اور اپنی کوششوں کی ناؤ کو اپنی عقل کی رسائی سے بالکل مبرّا و منزّہ رکھتے ہوئے حق تعالیٰ کے فرمان پر ڈالدینا مذہب کی بنیاد ہے، ف۳ مصلحتوں اور منفعتوں کے کھل جانے پر مساعی کا اجر و ثواب ہزاروں گونہ گرجاتا ہے،

از نظام الدین

میرے مکرم و محترم مخدوم و معظم دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،۔ جناب کا گرامی نامہ سامی عزت بخش ہوا، خدمتِ عالی میں بندہ نے عرض کیا تھا کہ یہ مبلغین کی جماعتیں میوآت سے دہلی جب پہنچیں آنجناب اس وقت اعانت اور مدد کی ہمت فرمادیں، بندہ ناچیز کو اہلِ حق کے سامنے اپنے ضعف اور ہر طرح کی کمزوریوں کی بنا پر نہایت دشوار نظر آرہا ہے، کہ اس حق بات کو پبلک کے سامنے کس قوت سے اظہار کرسکوں، دعا فرمادیں کہ اللہ ہمیں ہمارے حوالہ نہ کریں، بلکہ خود ہی اس حق کو علماً اور عملاً کھولنے میں ہماری مدد اور کارسازی فرمادیں، وہ یہ کہ حق تعالیٰ مسلیمن اور مسلمین کے ذریعہ عامہ

مخلوق کی طرف رحمت اور فضل وکرم کے ساتھ محض خالص اس طرز کے سرسبز ہونے ہی کے ساتھ متوجہ ہو سکتے ہیں ورنہ کمال قہر اور کمال لعنت اور نہایت غضب کے ساتھ اس وقت مخلوق کے ساتھ ارادہ کئے ہوئے ہیں اس قہر کی آگ کا پانی اس تحریک کے سوا ہرگز کچھ نہیں، مذہب اور شریعت اسلام کا مدار اپنی زندگی کو اور اپنی جدوجہد و مساعی کو اپنی صواب دید اور اپنی عقل کی رسائی سے بالکل مبرا منزہ رکھتے ہوئے محض حق جل وعلا کے فرمان پر اپنی جہد کی ناؤ کو دل وجان سے ڈال دینا بس یہی مذہب کی بنیاد ہے، حتیٰ کہ جب سعی کریگا مصالح ضرور دکھائی دینگی ، ایک لازمی چیز ہر اس وقت جب یہ منفعتیں آنکھوں کے سامنے آنے لگیں، اور مصلحتیں دکھائی دینے لگیں ان مساعی کا اجر و ثواب ہزاروں گونہ گر جاتا ہے اور درجہ کم ہو جاتا ہے، جیساکہ غزوۂ بدر کا واقعہ اصحاب بصیرت کے سامنے ہے کہ اس غزوہ کے بعد والوں کی مساعی گو زیادہ ہیں مگر پہلے والوں کے برابر درجہ نہیں ہے،

اور دوسری نظیر فتح مکہ میں ہے جس کو سورۂ حدید میں صاف اتار دیا ہے، لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ تو مقصد یہ کہ مذہب کو مصالح سے اس قدر بُعد ہے کہ مصالح کے آنکھوں کے سامنے آچکنے کے بعد اجر و ثواب نہیں ہوتا یا کم ہوتا ہے،

خلاصہ یہ کہ بندۂ ناچیز اس وجہ سے پریشان ہے کہ ہمارے زمانہ والے زمانہ کی پریشانیوں اور آنے والے احوال کے بھوت سے پریشان تو اس قدر

ہیں کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں، میرا اندر سے ضمیر اس قدر مطمئن ہے کہ اس چیز کو سچائی کے ساتھ انشراحِ صدر لئے ہوئے کھلے دل سے محض اس تحریک کو فروغ دینے ہیں یقین کر لیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ، مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ کے وعدہ کے مطابق جبکہ ہم اس تحریک میں (جس میں سراسر سرسبزیٔ دین ہے) وثوقِ قلبی کے ساتھ اس میں اپنا علاج یقین کر کے اپنی جہدوں کو اس میں وقف کر دیں گے تو حق تعالیٰ اپنے ارادۂ غیبیہ کو ہماری سلامتی اور فروغ کی طرف قطعاً متوجہ فرما دیں گے، اور آگے ظاہر ہے وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ

تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی ساری پریشانیوں کے دفعیہ اور علاج کے اس میں مضمر ہونے کو اس وقت پبلک کے سامنے کس طرح کھول دوں جی چاہے ہے کہ آپ جیسے حضرات اس طرف متوجہ ہوں، اس سے زیادہ کیا عرض کروں، اس وقت مہمانوں کی زیادہ کثرت ہوگئی، مولوی احتشام سے معلوم ہوا کہ مولوی منظور صاحب[1] کی معیت میں قریب میں آپ کی تشریف آوری ہونے والی ہے، حق تعالیٰ زیارت سے مشرف فرماویں اور بابرکت کریں، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس

بقلم حبیب الرحمٰن

(۱۶)

فوائد مکتوب ھٰذا:۔ ف ساعیانِ تبلیغ دوسرے مقامات پر جانے کے بجائے ہر ہر مرکز سے تبلیغ کے لئے کھنچنے کو اصل قرار دیں،

[1] مولانا محمد منظور نعمانی صاحب (ط)

از نظام الدین

مکرم و محترم بندہ حضرت عالی جناب سید صاحب دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ عالی بہت خوشیوں کو لئے ہوئے آرائش مجلس ہوا، لیکن خبروں کے درجہ میں اللہ واقعات پر منتج فرمائیں، اور ان خبروں اور واقعات کو اپنی قدرت سے کہ جس پر تن تنہا بلا کسی اور سہارے کے یہ ساتوں زمین اور آسمان ٹکے ہوئے ہیں اپنے فضل سے اور رحمت سے اپنی ذاتی قدرت کے ساتھ ان خبروں اور واقعات میں اس قدرت کا ایسا ٹکاؤ کر دیں کہ یہ مدتوں چلنے والی ہو، یہ اُبال اور سطحی نہ رہے، کہ دو چار صدیوں میں ختم ہو جائے، بنا، کے محکم ہونے کی بہت ہی دعاء فرماتے رہیں، آج یہ بندہ اس دعوت کو لیکر مدرسہ امینیہ گیا تھا، جس میں اللہ کے فضل اور لطف اور رحمت نے بہت امید افزا صورت پیدا فرما دی، حضرت مفتی[۱] صاحب نے تمام مدرسین اور طلبہ کو جمع فرمایا اور میری تحریص کے بعد مولوی فخر الحسن صاحب نے تحسین فرمائی، ان کے بعد حضرت مفتی صاحب نے باوجود وقت کے تنگ ہونے کے اس کی ضرورت ثابت فرمائی، عنوان بہت ہی اچھا اختیار فرمایا، اس میں جہاں مدرسے کے طلبہ اور مدرسین سب شریک تھے شہر کے تجار اور مختلف لوگ بھی حاضر تھے،

بندہ کی نظر میں جب تک تبلیغ کے سیکھنے کے لئے آمد کی ابتدا نہیں ہونے کی اور ساعیانِ تبلیغ خود مقاماتِ تبلیغ پر تبلیغ کے لئے جانیکے بجائے ہر ہر مرکز سے تبلیغ کے لئے کھنچنے کی کوشش کو اصل قرار نہیں دیں گے

[۱] حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رح مفتی اعظم ہند، وفات ۱۳۷۲ھ (ط۔)

تو یہ تبلیغ سطحی سے گہرائی کی طرف رُخ نہیں کریگی، یہ بہت گہرا قاعدہ ہے،

فقط والسلام، بندہ محمد الیاس عفی عنہ، ۲۹ رجنوری ۱۹۴۲ء

(۱۷)

فوائد مکتوب ھذا:۔ ف تبلیغ کے لئے کسی خاص جگہ کو مخصوص کرلینا اور باقی مواضع اس کے بعد پر رکھنا سنگین بنیادی غلطی ہے،

از نظام الدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گرامی نامہ نے دل ہلا دیا، اور آنکھوں کو تر کر دیا[1]، جن بیماروں کیساتھ آپ کو تعلق خاطر ہے اپنا دل بھی وہیں پڑا ہوا ہے، اللہ اپنے لطف سے اور خالص اپنی رحمت سے رضا بالقضاء کی مکمل نعمت کے ساتھ "غیر ان عافیتک اولیٰ بنا ورحمتک اجل بنا" صحت اور پھر آپ کے تبلیغی مقاصد میں معاونت کی دولت بھی ساتھ ساتھ نصیب فرمادیں، تبلیغ کے لئے کسی خاص جگہ کو مخصوص کرلینا اور باقی مواضع کو اس کے بعد پر رکھنا[2] ایک سنگین بنیادی غلطی ہے، خطرناک اور زہریلا خیال ہے، ہرگز ہرگز

---

[1] خاکسار نے اپنے عریضہ میں بعض مقامات کے لوگوں کی مسلسل بے التفاتی اور تبلیغ کی ناقدری اور استہزاء کا ذکر کیا تھا، نیز اپنے بھانجہ سید محمود حسن مرحوم کی تشویشناک علالت اور اپنے ایک رفیق تبلیغ مولوی معین اللہ ندوی کی بیماری کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے تعلقِ خاطر و انتشارِ طبیعت کا اظہار کیا تھا، [2] بعض دوستوں کی تجویز تھی کہ پہلے ایک مقام پر توجہ مرکوز رکھی جائے اور جب تک اسکی اصلاح نہ ہوجائے دوسری طرف رُخ نہ کیا جائے،

اس کو دل میں جگہ نہ دیں اور اس خیال کو قلب میں نہ آنے دیں،[۱] جو موانع آپ نے تبلیغ کے لکھے ہیں وہ ظاہری اسباب میں سچ ہیں، لیکن مسبب حقیقی کو اسباب بدلتے دیر نہیں لگتی، تفصیلی گفتگو واقعی تشریف آوری پر ہی مناسب ہوگی، اور ایک جماعت کا تبلیغ کے لئے سفر کرنا، یہ مولوی زکریا کی رائے کے بعد ہو سکتا ہے، مولوی احتشام صاحب بھی اس وقت کاندھلہ گئے ہوئے ہیں، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم حبیب الرحمٰن، ۸ اپریل ۴۲ء

(۱۸)

از نظام الدین

مکرم و معظم و محترم بندہ دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا وہ گرامی نامہ سامی اس کا جو فوری جواب میری سمجھ میں آیا وہ جناب کی خدمت میں روانہ کرکے وہ نامہ سامی شیخ الحدیث کی خدمت میں روانہ کر دیا تھا، بندۂ ناچیز بھی اس تبلیغ کے سلسلہ میں ایک تحیر کی حالت میں ہے، مغز کی بات کی اپنے میں ادا کرنے کی اہلیت نہیں عمل تو درکنار، اور عاداتِ خداوندیہ اٹل، ان کی نصرت اور رحمت اسی راستہ میں ہے جو واقعی ہے،

---

[۱] اگر ایک مقام ہی پر اپنی کوشش اور توجہ کو مرکوز رکھا ہوتا اور دوسرے مقام کی طرف قطعاً توجہ نہ کی جاتی تو سخت ہمت شکنی اور شکستہ دلی کا باعث ہوتا اس لئے کہ بعض مقامات قطعاً اہلیت اور استعداد سے محروم ہیں، مقامات کے تعدد اور تنوع کی وجہ سے ہمت افزائی اور تازگی کام میں رہی،

ابتک کی کوششوں کا جو خلاصہ ہے وہ ایک کافی مقدار عالم اسلام کا خیال کے درجہ میں متفق ہو جاتا ہے، کہ واقعی یہ اسکیم صحیح اور ایک کرنیکی چیز ہے اور مخالفت وشبہات کے امراض فی الجملہ ہلکے اور قلیل ہو گئے، لیکن اس بندۂ ناچیز کو جذبات کے غور کے ساتھ جو محسوس ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اس خیال کی سرحد سے عملی میدان کی حدود میں سنگین جبال ومنادص حائل ہیں، لہٰذا ان جبال ومنادص پر نظر کرتے ہوئے توجہ الی اللہ اور توکل اور دعا کیساتھ متوجہ ہونیکی ضرورت ہے، حقتعالیٰ کی نصرت عزم کے ساتھ وابستہ ہے، وَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ سے منظر کا تصور صحیح کر کے اس پر نظر رکھتے ہوئے توکل صحیح نصرت کا سبب ہوتا ہے،

بہرحال میرا مقصد یہ ہے کہ اس وقت کے کام کے لئے جدید عزم و ہمت کی ضرورت ہے، شیخ الحدیث سے جلسہ کے موقع پر آپ کی دعوت وفد کا ذکر آیا تھا، انھوں نے ارشاد فرمایا کہ رائے اور مشورہ کا درجہ تو یہ ہے کہ اول صورت انتفاع کے تتبع کے لئے چند لوگوں کا مشورہ ہو جاوے، جن میں خود شیخ الحدیث بھی ہوں اور آپ بھی ہوں، اور میاں احتشام اور یہ بندۂ ناچیز بھی، اور میوات کے چند پرانے تجربہ کار بھی ہوں، اور باقی جن لوگوں کے ساتھ اور جتنے وقت کے لئے آپ مجھے بھیجنا چاہیں میں سفر میں جانے کو تیار رہوں،

برمی حضرات طلبہ شاید روانہ ہو چکے ہوں[1]، ان کی طرف سے تعلق خاطر ہے، اور ان کی پریشانی سے نہایت طبیعت ملول ہے، کاش وہ میرے پاس

---

[1] دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کچھ برمی طلبہ نے جن میں مولوی محمد انور برمی، مولوی نجم الدین وغیرہ تھے، اپنے ملک میں کام کرنے کا ارادہ کیا تھا،

(دو تین) چلے گذار کر تشریف لیجاتے تو بہت سی برکات اور سہولتوں کی امید تھی، سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ صرف ابتک کی مقدار فہم پر کام کو کس طرح چلالیں گے، بندۂ ناچیز کے نزدیک یہ تبلیغ شریعت طریقت حقیقت تینوں کو علی الاتم جامع ہے سو جس نازک زمانہ میں کسی چیز کا ایک تہائی بھی دشوار تر ہو رہا ہو وہ بغیر تعلیم اور بغیر سیکھے اپنے تنگنے کے ساتھ ضم ہو کیسے کیا جاسکتا ہے، بہرحال اللہ اُن کے لئے سہل فرماویں، اپنی نصرت، رحمت، غفران ہر طرح کی خیر و برکت شامل حال فرماویں، ۱۹ر اپریل سنہ ۱۹۴۲ء

(۱۹)

از نظام الدین

مکرم محترم دام مجدکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جناب عالی کے گرامی نامہ میں بستی کے متعلق جو تحریر تھا[1]۔ اس کے بارہ میں شیخ الحدیث دام ظلہم سے گفتگو ہوئی، اُن کی رائے ہے جو نہایت مناسب ہے، اور عین صواب معلوم ہوتی ہے کہ اہل بستی سالانہ جلسہ کیا کرتے ہیں، جس میں مدرسہ مظاہر العلوم سے بھی حضرات تشریف لیجایا کرتے ہیں، اگر وہ جلسہ قریب میں ہونے والا ہو تو اس میں تبلیغ کو ضم کر دیں تاکہ اہل سہارنپور دوسرے سفر سے بھی سبکدوش ہو جائیں، اس میں شیخ الحدیث

[1] گرھی ضلع بستی میں ہدایت المسلمین ایک بہت قدیم مدرسہ ہے جو مولانا سید جعفر علی صاحبؒ کا قائم کیا ہوا ہے، اس کے مہتمم مولانا ہدایت علی صاحب اس ناچیز کے توسط سے مولاناؒ کو زحمت دینا چاہتے تھے تاکہ تبلیغ کی بنیاد پڑ جائے،

ؑ مولانا سید جعفر علی بن قطب علی بستوی۔ وفات سنہ ۱۲۸۸ھ (ط)

صاحب بھی تشریف لے آئیں گے اور اگر اس جلسہ میں دیر ہو تو جناب عالی جو تاریخ
مناسب سمجھیں مقرر فرما کر مطلع فرما دیں، انشاء اللہ وقت مقررہ پر حاضری کی
کوشش کروں گا، سب دوستوں سے سلام فرما دیں، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس

بقلم انعام الحسن از انعام سلام مسنون

(۲۰)

فوائد مکتوب ہذا:۔ ف! اگر تقریر کے بعد عمل پر پڑنے کی تجویز
نہ ہو تو عوام میں ڈھٹائی اور بے ادبی کے لفظ بولنے کی عادت پڑ جائیگی،

از نظام الدین

مکرم و محترم سیدی و سید عالم متعنا اللہ بطولِ حیاتکم وافاض علینا
شآبیب برکاتکم ونفعنا وجمیع المسلمین بعلومکم وخلوصکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جناب کا گرامی نامہ کنولِ قلب کے
کھلنے کا سبب ہوا، اس وقت اس قدر عوائق سامنے ہیں، ادھر میاں یوسف
کے بوجہ ہاتھ میں کچھ نکلنے کے ادھر مولوی احتشام کے جامع مسجد میں گر کر
ہاتھ میں کسر یا ضرب آجانے کے دونوں خاص تکلیف میں مبتلا ہیں،
شیخ الحدیث کو بخار بھی آیا، اور مدرسہ کے خصوصی کاموں میں مصروف ہیں،
اور ان سب سے قوی مانع بالخیریہ ہے کہ اس وقت میوات میں تبلیغ کے فروغ
دیئے جانے کی شدید ضرورت پیش آئی ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ نے کچھ
ایسے اسباب پیدا فرما دیئے ہیں کہ اگر دس پندرہ دن کے لئے قوت مجتمع

ہوجائے تو ان کا تبلیغ کے لئے نکلنا ۶۰، ۵۰ کی مقدار سے ہزاروں کی مقدار کی طرف ترقی کرسکتا ہے، اور اس وقت کی تھوڑی سی غفلت سے اس نکالنے میں کمی ہوگئی تو پھر ایسا موقع آئندہ کو بظاہر نظر نہیں آتا، اُدھر یہ بات میں سمجھتا ہوں کہ جب تک پبلک کے سامنے عملی نمونہ نہ ہو تو محض منبروں پر کی تقریر عمل پر پڑنے کے لئے کافی نہیں ہوسکتی، اگر تقریر کے بعد عمل پر پڑجانیکی اسکیم نہ ہو تو عوام کے اندر ڈھٹائی اور بے ادبی کے لفظ بولنے کی عادت پڑجائے گی، اس لئے میرے خیال میں اس وقت آپ اور مولوی ہدایت علی صاحب اپنے اپنے اثرات سے جتنے آدمی کو لیکر آسکیں لیکر آئیں ورنہ اپنی اپنی ذواتِ نفیسہ کے ساتھ جلد سے جلد میواتیوں کو فروغ دینے کے لئے یہاں تشریف لے آویں، اور یہ آمد کا زمانہ کسی قدر کافی ہو، اس زمانۂ قیام میں پھر سفر کے لئے کسی تشکیل کا مشورہ ہوجائیگا، اللہ کی ذات سے امید ہے کہ پھر اس سفر کے لئے کوئی بہترین تشکیل پیدا ہوجائے گی، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

بقلم حبیب الرحمٰن، ۷ رمئی ۱۹۴۲ء

۲۱

از نظام الدین

محترم بندہ دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جنابعالی کے دعوت نامہ کا اپنے لبیک کی تقصیر سے جو افسوس ہو وہ بجا ہے، اور اگر اندرونی نفس کے چور کی وجہ سے اصلی سبب اس کی گرمی کی صعوبت اور سفر کا تپ شدت ہو

تو میں انکار نہیں کر سکتا، وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِی اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْءِ لیکن اصولاً میں اپنے نفس کو اس پر آمادہ کرنا چاہتا ہوں کہ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا، لہٰذا میری نظر میں اور سطحی نظر میں میرے لئے جو وجہ مانع ہوئی وہ تو ایک ظاہری موانع مولوی زکریا، مولوی یوسف، مولوی احتشام ان تینوں کو لحوقِ امراض کی مانعیت اور اس وقت تبلیغی منظر اس کا بشدت متقاضی تھا کہ جس قدر بھی ہو سکے خود اس جگہ مساعی کی قوت کو سمیٹ کر یکجا کیا جائے، اور ہمت سے اس کو فروغ دینے میں اپنی جمعیت کو مجتمع اور انتشار سے اس کی حفاظت کیجاوے اسی قدر آئندہ کیلئے امید افزا صورتیں پیدا ہو سکتی تھیں،

بس یہ وجوہ بندۂ ناچیز کی ظاہر ہیں نظر میں یا واقعی تھیں یا تسویلِ نفس تھیں میرے لئے مانع ہوئیں، لیکن با ایں ہمہ عدمِ تعمیل کا قلق نا قابلِ تحریر ہے، آنجناب کے یہاں سے مدد کا پہنچنا بہت ہی امیدوں کو گدگداتا ہے، سب اعزا، اور دوستوں اور خاندان کے بڑے چھوٹوں کی خدمت میں ما وجب اور درخواستِ دعا، مولوی احتشام کے ہاتھ کی ہڈی دوبارہ توڑی گئی اب اس کو اطمینان کی بتلائی جا رہی ہے، اللہ تعالیٰ طمانیت کے ساتھ خیریت سے عافیتِ کاملہ کو پہنچا دیں، یوسف کے ہاتھ کا زخم روز دھویا جاتا ہے اور کھولا جاتا ہے، بتی ابھی تک اندر جا رہی ہے، رُو باصلاح ہے، سہارنپور سے کئی دن سے مولوی زکریا کے بال بچوں کی خیر و خبر نہیں آئی، فقط والسلام

بندۂ ناچیز محمد الیاس عفی عنہ

۲۶ مئی سنہ ۱۹۴۲ء

(۲۲)

۷۸۶

مکرم محترم دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب نے بہت دفعہ تحریر فرمایا ہر کہ تیری تحریر میرے ایمان کی حیات کا سبب ہے، تو حضرت حیات تو جسمانی بھی بہت قیمتی ہے ایمان کی حیات تو کچھ ایسی آسان سہل قبضہ کی چیز نہیں کہ جب چاہے خطوں میں روانہ کر دیا کرے، بہر حال احوال کی کیفیت کا ایک تو وہ رخ ہر کہ حق تعالیٰ کے افضال اور اس کی عنایات اور اس کی انواعِ رحمت سے تعلق رکھے ہے، سو اس کی انواع واقسام ہر نوع سے اس کثرت سے ہیں کہ بارش یا دریا سے تشبیہ دینا ظلم اور تنقیص ہے، جامعہ ملّیہ والے علوِ ہمت کے ساتھ اپنا جزء ادارہ بنانے کی فکر میں تشکیل سوچ جا رہی ہے، اس گذشتہ جمعہ کو ۲۰، ۲۵ اہل دہلی جس میں جامعہ کا بھی وفد شامل تھا، تجویز ڈاکٹر ذاکر صاحب[1] کی ہی تھی جو بڑے شوق او رخلوص سے تھی، مگر عین اس وقت پر شدید بیماری کی وجہ سے تشریف نہ لے جا سکے، اتنی ہی مقدار تقریبًا میواتیوں کی لیکن اتنا فرق ہے کہ دہلی والے ۵، ۶ روز کام کر کے واپس آگئے، لیکن میوات والے حق تعالیٰ ان کے استقلال کو قبول فرما دیں، اور زیادہ سے زیادہ ان کی استعداد کو روز افزوں فرما دیں، وہ اب کا جمعہ کیرانہ گذار چکے، اللہ چاہے اگلا جمعہ جھنجھانہ گذاریں گے، بڑا نمایاں تغیر وانقلاب یہ ہے کہ آپ کے تشریف لیجانے کے بعد کی مساعی پر میوات کے علاوہ بھی لوگ حرکت

---

[1] ڈاکٹر ذاکر حسین جو بعد کو صدر جمہوریہ ہند ہوتے (ط)

کرتے ہیں اور نکلتے ہیں، علماء میوات والی[1] اسکیم نے کچھ اثر قبول نہیں کیا، حقیقت میں یہ اسکیم بڑی گہری ہے اور بہت ٹھوس ہے، ایمان بالغیب یہی چاہتا ہے کہ بڑی دشواری اور بڑی کوشش سے جاری ہو، انبیاء علیہم السلام ارشاد و ہدایت میں جتنے مہرِ حق ہیں شیاطین کا اضلال اتنا ہی یقینی ہے، اس کے واسطے آپ بہت ہی کوشش کریں، قاضی زین العابدین[2] اور مولوی سلیمان[3] نوحی سے آپ براہِ راست گفتگو کریں، اندرونی کیفیت اس کی قبولیت اور ترقی اسقدر ہے جو وجدان سے تعلق رکھتی ہے، قیدِ تحریر سے مقید نہیں ہو سکتی، اور رہی دوسری جانب اس بارے میں اپنے قصور اور کوتاہی کی ہیں اپنی مساعی کو اپنے درد کو اس بارے میں اپنی آواز کو جس قدر حق تعالیٰ نے مجھے اس بارے میں وضوح فرما دیا ہے اس سے کچھ نسبت نہیں پاتا، لہٰذا کرم ہو تو اس کی شایانِ شان ہے، اور اگر عدل ہو تو ہرگز کوئی صورتِ نجات نہیں، فقط والسلام

محمد الیاس عفی عنہ، ۷ر اگست ۱۹۴۲ء

از راقم الحروف بندہ محمد یوسف سلام مسنون و گذارشِ دعاء

(۲۳)

از نظام الدین دھلی
۱۶ر اگست

مکرم و محترم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، جناب عالی کے گرامی نامہ نے عرصہ سے ہم لوگوں کو

---

[1] خیرتل ریاست الور کے ایک جلسہ کے موقع پر اس عاجز نے علماء میوات کو اس دعوت پر متوجہ کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ اس میں مدارس کا بقاء ہے۔

[2] قاضی زین العابدین محمد سجاد صاحب میرٹھی،

[3] مولانا سلیمان صاحب باجھوٹوی جو اس وقت نوح کے مدرسہ معین الاسلام میں مدرس تھے (ط)

تشنہ کام بنا رکھا ہے، خدا کرے مانع بخیر ہو، آپکے یہاں کے حالات کا انتظار رہیگا میرا ارادہ شعبان کا آخری نصف حصہ سہارنپور گذارنے کا تھا، مگر مبلغین کی جتنی مقدار کی بنا، پر یہ ارادہ تھا اتنی مقدار اس وقت وہاں موجود نہیں، صرف تیس کے قریب آدمی وہاں پر اس وقت کام کر رہے ہیں، اگر اس وقت کافی مقدار میں مبلغین وہاں موجود ہوئے تو انشاء اللہ العزیز شعبان کا آخری حصہ وہاں پر گذارنے کا قصد ہو، حق تعالیٰ کامیاب فرمائیں، مدرسہ مظاہر العلوم کے طلبہ نسبتاً بہت کچھ آمادہ نظر آتے ہیں، اگرچہ حقیقتاً بہت زیادہ بُعد ہو، اس میں آپ حضرات کی اعانت اور توجہ کی بہت زیادہ ضرورت ہو، گذشتہ اتوار کو میوات میں الور کے قریب جلسہ ہوا جس میں شیخ الحدیث صاحب بھی تشریف لیگئے تھے جلسہ دو جگہ ہوا، جلسہ کی برکات تحریر میں نہیں آسکتیں،

جنابعالی کے جوانب میں جو کام ہو رہا ہے اس کی روئداد کے منتظر ہیں، سُنا ہو کہ جامعہ ملیہ میں بھی تبلیغی سلسلہ جنبانی ہو رہی ہے، بہت نازک مسئلہ ہو، اس کی آبیاری کی صورتوں کی کچھ شکل نکالیں، اور کم سے کم دعا سے ضرور اعانت فرمادیں، فقط والسلام

از انعام الحسن کاندھلوی بعد سلام مسنون آنکہ، جناب کے گرامی نامہ کا انتظار بھی عجب کیف آور ہے،

۲۴

فوائد مکتوب ھٰذا:۔ ف اللہ جل شانہٗ بعض دفعہ اپنے بندوں سے کلمہ خیر ایسے موقع پر ادا کراتا ہو کہ کہنے والے کو مخاطب کے منتفع ہونیکا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

از نظام الدین

۱۸ ستمبر ۱۹۴۲ء مکرم و محترم بندہ حضرت مولانا صاحب دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت عالی جناب کا ہدیہ سنیہ ہدیہ ناطقہ[1] موجب عزت اور باعث سرفرازی اور ہزار ہا ہزار موجب منت وکرم ہوا، جناب کا یہ فرمانا کہ آپ کی پوری کمائی ہے، حضرت آپ ذرا قوت فکریہ سے کام لیں، یہ بات نہیں ہے، بلکہ آپ کی بہت سی کمائیاں ہیں، مولوی عبدالغفار صاحب[2] آپ کی کمائی ہیں، مولوی ہدایت علی صاحب[3] جو بیسیوں بلکہ پچاسوں علماء کے مرجع ہیں وہ جناب ہی کی کمائی ہیں، اللہ جل شانہ بعض دفعہ کلمہ طیبہ اپنے صلحاء سے ایسے موقع پر ادا کراتا ہے کہ کہنے والے کو مخاطب کے منتفع ہونے کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا، بہر حال بہت گرامی قدر تحفہ جناب نے روانہ فرمایا، اللہ آپ کو جزائے خیر دیں، آپ کی سعی کو مشکور فرمادیں، میں اپنی حالت کو کیا عرض کروں، "دوگونہ رنج وعذاب است جان مجنوں را" جس وقت سے طلبہ اور علماء کا طبقہ اس کام کی طرف متوجہ ہوا ہے اس وقت سے میری طبیعت کو

---

[1] رمضان المبارک کی تعطیل میں اس خاکسار کے خاص رفقاء تبلیغ میں سے دارالعلوم کے طلبہ مولوی قاضی معین اللہ گوالیاری، مولوی عبدالغفار جونپوری، مولوی محمد مصطفیٰ بستوی اور مولوی محمد ظہور فتحپوری نظام الدین گئے، میں نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ یہ احباب میرے دست راست اور اس وقت تک کی کمائی ہیں، اس پر یہ گرامی نامہ صادر ہوا،

[2] مولینا عبدالغفار صاحب ندوی نگرامی،

[3] مولانا ہدایت علی صاحب مہتمم مدرسہ ہدایت المسلمین کرہی ضلع بستی،

ایک نیا بار ہو، چونکہ کوئی کام کبھی کسی طرح بے کئے نہیں آسکتا، اب جتنی مدت میں یہ کام آسکتا ہے اس کے مکارہ اور اس کی برداشت اور اس میں استقلال بس رمضان المبارک ہو، اللہ سے دعا کرنے کی چیز ہے، اللہ کو بہت آسان ہے۔ ہمیں قوت دیں کہ ہماری نظر حق تعالیٰ کی سہولت کر دینے پر رہے، اور طرفۃ العین جو ظاہر اسباب کی دشواری یقینی ہے اس پر ہماری نظر نہ جاوے، صرف پہلی صورت ہمت کی بقا کی ہے، بہرحال پورا منظر جناب تشریف آوری کے بعد دیکھیں گے بڑی خوشی کی چیز یہ ہے کہ مظاہر العلوم سے بھی ۱۴ نفر کچھ مکمل سند لئے ہوئے اور زیادہ تر درمیانی طلبہ بھی تبلیغ کے لئے آئے کچھ واپس بھی ہوئے اور زیادہ باقی ہیں، خواجہ عبدالحیٔ بھی آخر عشرہ اس مسجد میں اعتکاف کا ارادہ فرما رہے ہیں،

(۲۵)

سہارنپور، مدرسہ مظاہر العلوم

مکرم محترم دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب کا گرامی نامہ باعثِ سرفرازی ہوا، ایک سفر سہارنپور کا درپیش تھا، عین روانگی کے وقت موصول ہوا، حضرت والا نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ دو باتیں لکھ دینا جو حاضرِ خدمت ہیں، اوّل یہ کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ[۱] اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ، رمضان المبارک افضل الشہور اور ہر نیکی کو سینکڑوں کر دینے والے اور مدرسہ کے مشاغل سے اہلِ مدرسہ کو فارغ کر دینے والے ماہ میں اس کام کو شروع نہ کرنا شیطان کا فراغت کے وقت کو نکال دینا ہے، اس کام کو اس

[۱] احمد، بخاری، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم (ط)

مہینہ میں تو خصوصیت سے کرنا چاہئے کہ اہلِ مدارس کے فراغت کا وقت ہے نیز ہر چیز کی تجارت کے قیمتی ہونے کے مخصوص اوقات ہوتے ہیں، اس کام کے بیش از بیش قیمتی ہونے کا یہی زمانہ ہے، یہ شیطان کا دھوکہ ہے کہ اس کام کو رمضان کے بعد تک شروع نہ کیا جائے، حضرت ناظم صاحب سے اس کے متعلق گفتگو فرمادیں،

دویم یہ کہ نماز کی ظاہری صورت یہ لباس ہے، اس کا ملبوس اور اصلی حقیقت خشوع وخضوع وحضورِ قلب ہے، نماز کی ظاہری ترقی سے خوش ہونا آگے کی ترقی سے روک دیتا ہے، جس قدر ممکن ہو اس کی حقیقت اور مغز پر آمادہ کرنا اور لگانا چاہئے، زبان عربی کی احیاء سنت سے مسرت ہوئی[1]، حق تعالیٰ دیگر اہل مدارس کی توجہ کا ذریعہ بنائیں، آمین، تمام دوستوں سے سلام فرمادیں،

فقط والسلام، انعام الحسن کاندھلوی،

حضرت مدظلہٗ از انعام الحسن سلام مسنون، حضرت والا کو مستقل جواب لکھانے کی فرصت بظاہر دشوار تھی، اس لئے یہ مضمون بنادیا تھا،

(۲۶)

۲ر فروری ۱۹۴۳ء

۷۸۶

یوم منگل،

المخدوم المحترم مکرم بندہ حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب زید لطفہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، والا نامہ

---

[1] تبلیغ کے لئے باہر جانے میں کچھ دن یہ التزام رہا کہ مدرسہ کے طلبہ آپس میں عربی میں گفتگو کیا کریں، مولانا کو اس کی اطلاع دی گئی تو مسرت کا اظہار کیا،

بروز جمعہ موصول ہو کر باعثِ صد مسرت ہوا، آپ کو معلوم ہے کہ عزیزم محمد یوسف ایک جماعت لیکر میوات میں گشت کیلئے گیا ہوا ہے، اگر ہو سکے تو بہت بہتر ہو کہ آپ اپنے متعلقین میں سے ایک دو یا جتنے زیادہ ہو سکیں ان کے ساتھ کچھ دنوں گشت کے لئے روانہ فرمادیں، بالخصوص اگر مولانا محمد منظور صاحب تیار ہو جائیں تو بہت ہی باعثِ برکت ہوگا، نیز ایسے ہی مواقع پر شریکِ گشت ہونے سے اس کام کی حقیقت سامنے آسکتی ہے، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

بقلم محمد سلیمان غفرلہٗ

۲۷

۱۴ر فروری ۱۹۴۳ء

مکرمی ومحترمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاج مبارک، کارڈ آپ کا موصول ہوا، حالات معلوم ہوئے!

عزیزم محمد یوسف وانعام الحسن وغیرہ کی جماعت نے میوات سے اس دفعہ بہت سی جماعتیں نکالی ہیں، بحمد اللہ ان کی مساعی سے کثرت سے آدمی آرہے ہیں، کراچی کا وفد جا چکا ہے، لاہور تک مولانا محمد احتشام الحسن صاحب تشریف لے گئے تھے، کل بروز ہفتہ شام تک پہنچ گئے ہوں گے، لاہور میں جماعت نے بہت جم کر کام کیا، بفضلہ حسبِ منشاء کامیابی ہوئی، اونچے طبقہ کے لوگوں نے بہت زیادہ دلچسپی لی، اس ہفتہ میں غالباً آخر تک مولوی یوسف وغیرہ بھی اپنے ایک ماہ کے گشت سے فارغ ہو کر واپس ہو جاویں گے، فقط والسلام

مولوی منظور احمد صاحب[1] مایہ دار ہیں، چور ہمیشہ مایہ دار پر آیا کرتا ہے، اس لئے مجھے اطمینان نہیں کہ جو موانع اُن کے لئے اس سے پہلے اس طرف آنے سے مانع تھے وہ اب زائل ہوگئے ہیں، خیر، یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مولانا کے آنے کا کونسا مہینہ رہی جس میں انھوں نے آنے کا ارادہ فرمایا ہے، جس کارڈ کا یہ جواب ہے چونکہ اس میں روانہ کرنے والے کا نام نہیں تھا اسلئے مولانا ابوالحسن علی کے نام روانہ کیا جاتا ہے، مضمون اصل صاحبِ خط کے نام ہی

فقط والسلام

(۲۸)

۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء

مکرم و محترم جناب مولانا صاحب دام مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، والا نامہ شرفِ صدور لایا، جواباً عرض ہے، لکھنؤ کے بارے میں شیخ الحدیث صاحب آپ کے خطوط اور آپ کی برکت سے بہت زیادہ نادم ہیں کہ تشریف نہ لاسکے، خود مجھ پر انھوں نے کئی دفعہ تقاضا فرمایا ہے، اوّل تو جناب کی علالت اس سے مانع رہی کہ آپ کی عدم موجودگی میں جانا نہ جانا، پھر یہاں کے پے بہ پے مشاغل و موانع بھی سامنے آتے رہے، منجملہ ان کے مولانا احتشام الحسن صاحب کی بیماری بھی ہے کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ لہٰذا اب تک کی تاخیر باعث خیر ہی ہوسکتی ہے، اب میں کل بروز

---

[1] مولٰینا محمد منظور صاحب نعمانی، مدیر "الفرقان"

ہفتہ ۱۳؍مارچ کو بسلسلۂ تقریب شادی صاحبزادی مولوی ظہیر الحسن صاحب کاندھلہ جارہا ہوں، وہاں غالباً شیخ الحدیث صاحب تشریف لاویں گے، وہاں کوئی بات چیت کر کے مطلع کردوں گا، آپکی تندرستی کے زمانہ کا لحاظ نہایت ضروری ہے، مولوی ہدایت علی صاحب کو بھی جواب ارسال کردیا گیا ہے، ان کے پہلے خطوط دستیاب نہ ہوسکے، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم محمد سلیمان غفرلہٗ

راقم الحروف احقر محمد سلیمان کا خدمت والا میں سلام مسنون عرض اور درخواست دعا۔

محمد سلیمان غفرلہٗ۔ ۵ ربیع الاول ۶۲ھ

(۲۹)

۲۶؍مارچ ۱۹۴۳ء

جمعہ ،   حضرت المکرم زید مجدکم السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا،

آج بعد نماز جمعہ والانامہ صادر ہو کر کاشفِ حالات ہوا، میں دعا گو ہوں کہ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپس کی خلیج اختلاف رفع فرمادیں[1]۔ ہمارے لکھنؤ آنے کے التواء کے متعلق صحیح رائے تو شیخ الحدیث ہی تحریر فرمادیں گے، لیکن میری اپنی رائے میں مدرسہ کے اختلاف کے رفع کرنے کے لئے یہ صورت زیادہ مناسب اور بابرکت نیز باہمی اتفاق کے لئے داعی ہوگی کہ آپ اہلِ مدرسہ کو اس کام کے لئے بالخصوص ہماری آمد کے زمانہ میں زیادہ سے زیادہ

---

[1] دارالعلوم میں طلبہ و بعض مدرسین اور منتظمین مدرسہ میں کچھ کشاکش پیش آگئی تھی جس کی طرف اشارہ ہے،

تیار فرمادیں، اور ان ایام میں بہت زیادہ انہماک سے وہ اس میں حصہ لیں تو مجھے امید قوی ہے کہ انشاءاللہ آپس کا اختلاف ضرور زائل ہو جاویگا،

مولوی ضیاء النبی صاحب[1] یہاں تشریف نہیں لائے، مولانا احتشام الحسن صاحب آجکل کاندھلہ میں، قریب ہی میں آنے کی امید ہے، نہایت مناسب ہے کہ جناب مولوی منظور احمد صاحب کو یہ تحریر فرمادیں کہ جیسے انھوں نے اب سے پیشتر اور دیگر کاموں کے لئے مستقل وقت دیا ہے، کچھ وقت مستقل طور سے اس کے لئے بھی عنایت فرمادیں، فقط والسلام بندہ محمد الیاس عفی عنہ

راقم الحروف بندہ محمد سلیمان کا بھی خدمت والامیں سلام مسنون عرض ہے،

(۳۰)

۸ رجون ۱۹۴۳ء، منگل

حضرت المحترم زید مجدکم العالی

سلام مسنون، آپ کا گرامی نامہ سامی موصول ہو کر باعث صد عز و افتخار ہوا، حق تعالیٰ نے انبیاء کو جس راہ پر بھیجا ہے، شیطان اسی راہ سے ہٹانے اور اکھاڑنے کے لئے آیا ہوا ہے جو شخص جتنا لگا ہوا ہے اسی کی مقدار شیطان اس کے اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے، علماء کرام بھی انہی میں سے ہیں، پھر علماء میں سے بالخصوص وہ لوگ جو لگے ہوئے ہیں یا لگنے کا ارادہ کر چکے ہیں انہی میں سے آپ ہیں، جب آپ اس کام میں لگنے کا پورا اور مکمل ارادہ فرما چکے تو پھر اتنی تاخیر کی کیا وجہ، یا تو اپنی مقامی جگہ میں

---

[1] مولوی ضیاء النبی عباسی صاحب جونپوری حال مقیم کانپور،

کام میں لگے رہنے کی کوئی مستقل صورت پیدا کیجئے، یا پھر جلد از جلد یہاں چلے آئیے، ۲ر جولائی ۱۹۴۳ء مطابق ۲۸ر جمادی الثانی ۶۲ھ بروز جمعہ نوح میں جلسہ ہے، اس سے جتنے پہلے آپ آسکیں تشریف لادیں، نیز مولانا منظور احمد صاحب کو بھی اس کی اطلاع کردیں، آجکل آپ کے مدرسہ کی تعطیل کا زمانہ ہے، طلبہ غالباً فرصت میں ہوں گے، جس طرح رمضان میں آپ نے ان کے نکالنے کی کوشش فرمائی تھی، اب بھی اگر مدرسہ کے کھلنے تک ان کو آمادہ کرکے یہاں روانہ فرمادیں تو ان کے لئے بہتر ہوگا، اور مدرسہ کے رُو با صلاح ہونے کا اچھا ذریعہ ہے، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم محمد سلیمان غفرلہٗ

(۳۱)

مخدومی و محترمی حضرت سید صاحب دام برکاتکم

السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ گرامی نامہ ملا تاخیر جواب بہت سی عوائق کی وجہ سے ہوئی، منجملہ آں یہ ہے کہ ہمشیرہ مولوی یوسف سخت علیل ہے، سہارنپور سے بغرض علاج دہلی لائی گئی ہے، کمزور بیحد ہے، اپنی جگہ سے نقل و حرکت دشوار ہے، اور تمام گھر والے ملیریا میں مبتلا ہیں، اپنی فطری کمزوری سے اس کے صحیح علاج کو چھوڑ کر (جو تبلیغ میں لگ جانا اور آپ جیسے حضرات خصوصاً سادات کرام کی خدمت ہے) مادی علاج میں مشغولی ہے، بہرحال نہایت ندامت ہے، اور یہ تاخیر جواب کا عذر نہیں ہے، بلکہ اعترافِ قصور و اظہارِ عجز ہے،

حضرت پھوپھی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا[۱] کے سانحۂ ارتحال کی خبر سے انتہائی قلق وصدمہ ہوا حضرت پھوپھی صاحبہ کا سایہ آپ کے سر سے نہیں اٹھا بلکہ تمام ان متوسلین کے سر سے اٹھا ہے جو حضرت سید صاحبؒ کے دامن سے وابستہ ہیں، اور جن کے قلوب میں حضرت سید صاحبؒ کی عظمت ومحبت راسخ ہے، سب شریکِ غم ہیں اور سب کو شریک ہونا چاہیے، اگر کسی کو احساس نہ ہو یہ اسکی بیحسی ہے، حق تعالیٰ مرحومہ کو اپنے محاسن ومکارم اور ان حقوق کے مطابق جو ہم سب پر واجب ہیں بلکہ اپنے فضل وکرم کے مناسب ترقیِ درجات ورضا عطا فرمائیں،

آپ کی تشریف آوری کی خبر سے مسرت ہو، اور آپ کے غم سے غم، آں محترم کی توجہاتِ عالیہ سے تبلیغ کو جس قدر نفع پہنچا ہے ابتک لگنے والوں میں سے کسی سے نہیں پہنچا، اللہ تعالیٰ آپ کی مقدس توجہات کو اس طرف اور زائد سے زائد مبذول فرماتے،

مرحومہ کے ایصالِ ثواب کیلئے اس کار تبلیغ سے بڑھ کر کوئی شئے نہیں ہے خصوصاً جب آپ جیسا صاحبِ علم وعمل وزہد وتقویٰ کی توجہ سے اس میں لگ کر کرے، مرحومہ کے ایصالِ ثواب کی نیت سے زائد سے زائد اس میں توجہ مبذول فرمائیں، آپ کی تشریف آوری کا انتظار ہے،

---

[۱] خاکسار کی پھوپھی اہلیہ مولٰینا سید طلحہ صاحب نے ٹونک (راجپوتانہ) میں انتقال کیا، ان کی تیمارداری کے سلسلہ میں وہاں جانا ہوا تھا وہیں سے مولانا کو عریضہ لکھا جس میں مرحومہ کے لئے دعاءِ مغفرت کی درخواست تھی،

حضرت پھوپھا صاحب[1]، حضرت چچا صاحب[2] اور تمام متعلقین کی خدمات عالیہ میں سلام عرض کردیں، مولوی احتشام الحسن صاحب اور قریشی صاحب[3] ایک جماعت کے ہمراہ ۲۲ دن سے بنگال گئے ہوئے ہیں، غالباً جمعرات تک دہلی پہنچیں گے، توجہاتِ عالیہ اور دعواتِ صالحہ کا امیدوار ہوں

فقط والسلام　　　بندہ محمد الیاس غفرلہ ۔ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۴۳ء

(۳۲)

۷۸۶

مکرم بندہ[4] زادت مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جناب کا گرامی نامہ عزیزی مولوی یوسف سلمہ کے نام آیا، جس میں تحریر تھا کہ میری تحریرات کے اقتباسات جمع کئے جا رہے ہیں[5]، اس جملہ سے بڑی خلش ہوئی، کیونکہ میں پہلے عریضوں میں مولانا ابوالحسن علی صاحب کو بھی تحریر کر چکا ہوں کہ تحریرات عمل کا وسیلہ ہیں اور میری تحریرات ہی کیا، تحریرات اگر کافی ہوتیں تو حضرت سید صاحب[1] اور حضرت مجدد صاحب[2] اور شاہ ولی اللہ صاحب[3] کی تحریرات کم نہیں، اور ان سے اوپر قرآن وحدیث بھی اس زمانہ میں بغیر عمل کے ناکافی ہو رہے ہیں،

---

[1] مولانا سید طلحہ صاحب۔ [2] جناب سید محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم جو حضرت سید صاحبؒ کے حقیقی نواسے کے صاحبزادہ اور اُس وقت ان کے قریب ترین وارث تھے، [3] جناب محمد شفیع صاحب قریشی مولاناؒ کے معتقد و معتمد خاص اور ایک بڑے تاجر، [4] بنام مولوی عبدالغفار صاحب جونپوری، [5] مولاناؒ کے مکاتیب کے اقتباسات سے الگ ایک رسالہ مرتب کر رہا تھا، جو بعد میں "ایک اہم دینی دعوت" کے نام سے شائع ہوا،

تو اس وقت عمل کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تاکہ سابقہ تحریرات بھی کارآمد ہوں،
اسی کے ماتحت یہ عرض کرتا ہوں کہ ۱۶ر جنوری کو نوح میں میوآت کے چودھری
اور سربرآوردگان کو جمع کیا گیا ہے، جو خطۂ میوآت کے ارکان سمجھے جاتے ہیں
یہ بہت اجنبی ہیں، اور اس کام سے بہت دُور، ان کو اس کام میں لگانے
کی نیت سے چار پانچ روز قبل اور پانچ سات روز بعد قیام کی نیت سے
جتنے حضرات کو ہمراہ لاسکیں تشریف لاکر عمل کی آبیاری میں سعی فرمادیں، تمام
محبتین سے سلام فرمادیں، فقط والسلام　　　بندہ محمد الیاس

(۴۴)

۸۶ء

باسمہٖ سبحانہٗ

حضرت المحترم زید مجدکم السامی

سلام مسنون، مزاج سامی، والا نامہ شرف صدور لایا، حالات تبلیغی
سے آگاہی ہوئی، اپریل میں جماعت کا آنا مبارک ہو[1]، مگر مناسب یہ معلوم ہوتا ہے
کہ قبل ازیں کہ وہ جماعت یہاں تشریف لاوے اپریل سے پہلے اگر جناب والا
کے زیر نگرانی اصول کی پابندی کرتے ہوئے وہیں پر کچھ دنوں کام کرلے اور
اس طریق سے کچھ کام کی مناسبت پیدا کرلے تو پھر اپریل میں یہاں آنا بہت
زیادہ مفید ہوگا، لہٰذا اس وقت مقررہ سے پیشتر اس جماعت سے آپ اپنی
نگرانی میں وہاں کام کرائیں،

---

[1] پشاور سے اس خاکسار نے لکھا تھا کہ اپریل میں ایک جماعت یہاں سے دہلی حاضر ہوگی، اس کا جواب ہے،

میں اپنی تندرستی کے لئے دعا، گو ہوں[1]، مگر بدیں شرط کہ میں اپنے اوقات کو نظام الاوقات سے گذار سکوں، اور میرے اوقات کا کوئی حصہ لایعنی میں صرف نہ ہو جیسا کہ میری موجودہ حالت اب ہی، جو چیز میرے بغیر نہ ہو سکے اس میں دخیل نہ ہوں ورنہ سب کا انصرام جماعت کرلے، مجھ سے مشورہ لیتے رہیں، یہ سبق میں نے اپنی اس بیماری سے حاصل کیا ہے، محمد رابع چلے گئے[2] مولوی عبداللہ صاحب یہاں[3] موجود ہیں، طلبہ کل چلے جاویں گے، فقط والسلام بندہ محمد الیاس عفی عنہ

بقلم محمد سلیمان غفرلہ ۱۴ / مارچ سنہ ۱۹۴۴ء

(۳۴)

۶۸۶

مکرم محترم جناب مولانا ابوالحسن علی صاحب دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جناب عالی کا ۲۰ / اپریل سے مسلسل انتظار رہی جناب کی کام کے ساتھ جو وابستگی ہے اسی کی وجہ سے ہم سب کو آپ کی احتیاج اور ضرورت ہے، اور آپ کو اس میں زائد سے زائد وقت اور ہمت صرف فرمانے کی ضرورت ہے، اس وقت فوری ایک اہم ضرورت جو درپیش ہے وہ یہ کہ مبلغین کی معتدبہ جماعت کراچی گئی ہوئی ہے، وہاں سے ایک تار جناب کو دعوت کا آیا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ حیدرآباد سندھ

---

[1] مولانا کا مرض وفات شروع ہو چکا تھا اور بیماری کا اشتداد تھا، عریضہ میں عرض کیا گیا تھا کہ آپ کی زندگی امت کی امانت ہے اور دین کی ملکیت، اس لئے دین کی نصرت سمجھ کر اپنی صحت کیلئے دعا فرمائیں،
[2] محمد رابع سلمہ مکتوب الیہ کے بھانجے جو دہلی ساتھ گئے تھے اور ان کو چھوڑ کر خاکسار پشاور گیا تھا،
[3] مولوی عبداللہ صاحب پھلواروی ندوی مدرس دارالعلوم

میں ایک بڑا جلسہ ہونے والا ہے، اس میں اکابر مثلاً مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا طیب وغیرہما اکابر علماء امت شرکت فرمارہے ہیں، اس میں تبلیغی دعوت کی اہمیت کے ساتھ بیان کرنے اور اس کام پر آمادہ کرنے کے لئے شدید ضرورت ہے، آپ اس کو اللہ سے مانگتے ہوئے اور اسی پر بھروسہ فرماتے ہوئے اور استقلال اور دلجمعی کے ساتھ دعوت دینے کے عزم سے حیدرآباد سندھ تشریف لیجاویں، انشاء اللہ تعالیٰ حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات سے قوی امید ہے کہ جناب کے لئے بہت زیادہ خیر وسعادت کا باعث ہوگا، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس، بقلم انعام الحسن

خرچ کی جو جناب کو ضرورت ہو وہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ سے لے لیں،

بنام میانجی محمد عیسیٰ

۱

فوائد مکتوب ہذا ۱۔ ف۱ شیطان کا حملہ اور رکاوٹ مایہ کی قیمت اور گرانی کے بقدر ہوتی ہے، ف۲ طریقت تین چیزوں کا مجموعہ ہے، صحبت (آداب وعظمت کیساتھ) نفس کے حقوق (جبکہ حظوظ سے محفوظ ہوں اور اللہ کے حکم کے ماتحت نگہداشت ہو) تیسرے ذکر (پابندی بیداردلی اور رضائے الٰہی کے لئے مشقت کے ساتھ) ف۳ قیامت کے حالات کا دھیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا مراقبہ،

از نظام الدین

عنایت فرمایم میاں محمد عیسیٰ صاحب نورکم اللہ بنور الاعمال و ثبتکم علی الاسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے یکے بعد دیگرے دو گرامی نامے پہنچے، مجھے بہت افسوس ہوا اور تعجب ہے کہ آپ کے پہلے گرامی نامہ کا جواب نہیں گیا، میں اپنے دھیان میں کبھی کا جواب لکھ چکا تھا، شاید فیروز پور وہ جواب پہنچا ہوگا، اور میاں الیاس نے روانہ نہیں کیا ہے، بہرحال آپ کے مجموعۂ احوال سے آنکھوں کو فی الجملہ ٹھنڈک اور قلب کو راحت اور سرور رہا،

میرے پیارے عزیز! نہ کرنا ایک عیب اور کرنا سو عیب رکھتا ہے، کارِ آخرت پر کھڑے ہونیوالے کے لئے شیطان کے حملہ اور رکاوٹ بقدر مایہ کی قیمت اور گرانی کے ہوتی ہے، لیکن اللہ کا فضل اور اس کی دستگیری شاملِ حال رہے تو اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا، حق تعالیٰ آپ کو اس کے مکائد سے محفوظ رکھیں، اور رشد و ہدایت اور اپنی رضا کے راستہ پر استقامت بخشیں، تمھاری آنکھیں اپنے بیوی بچوں اور والدین کی طرف سے دینی سرسبزیاں دیکھکر خوش و خرم رکھیں، ذکر کے بارہ میں تسبیح میں زیادتی کے متعلق اصل یہ ہے کہ بغیر صحبت کے بتلا دینا خطرہ سے خالی نہیں ہے، یہ طریقت تین چیزوں کے مجموعوں کا ایک نسخہ ہے، سب اقتصار کے ساتھ موزون رہیں تو مفید پڑتا ہے ورنہ نقصان دہ ہوتا ہے، وہ تین چیزیں ایکؔ صحبت ہے جبکہ مع اپنے آداب اور عظمت وغیرہ کے ہو، دوؔسرے اپنے نفس کے حقوق جبکہ حظوظ سے محفوظ ہوں، اور اللہ کے حکم کے ماتحت نگہداشت ہو، تیسرؔے ذکر کے سبب

معمولات جبکہ استقلال اور بیدار دلی اور خالص اللہ کی رضا کیلئے نفس کو مشقت میں ڈالنے کی نیت سے ہوں، نفس قدم بقدم اپنے حظ اور حصہ کی راہ نکالتا رہتا ہے، اللہ اس سے محفوظ رکھے، اگر آپ سے ذکر کے بعد ہو سکے تو میرے سے ملنے تک قیامت تک کے حالات کا جس قدر استقلال سے ہو سکے اس کو حق اور اپنے اوپر آنیوالا سمجھتے ہوئے دھیان کیا کرو، اور پھر جناب رسول اللہ ﷺ کی دل سے تصدیق کیا کرو کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتلا گئے ہیں وہی آخرت میں کام آنے والا ہے،

(۱) وتر دل میں کانوں تک ہاتھ اٹھا لینے چاہئیں جیسے تکبیر تحریمہ میں (۲) بھولے سے دونوں میں ایک سورۃ پڑھنے سے استغفار کرے، آئندہ بچے، اور نماز ہو جائے گی، (۳) "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" پہلی رکعت میں پڑھے، تو اس بارہ میں یہ ہے کہ عالمگیر اماموں کا انتخاب کیا کرتے تھے، ایک دفعہ ایک امام نے پہلی رکعت میں "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" پڑھی اور اس کے بعد الٓمٓ پڑھی، تو عالمگیر نے اس کا عہدہ بڑھا دیا، بس میرے یہی یاد ہے، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن

(۲)

فوائد مکتوب ھٰذا۔ ف۱ اصل مدار موت کے وقت سرگرمی پر ہے۔ ف۲ دین کے کام مزہ آنیکے واسطے نہیں ہیں بلکہ عظمتِ حکم کیساتھ امتثالِ امر اور رحمت کا یقین پیدا کرنیکے لئے ہیں، ف۳ بندگی کی راہ میں سر پر آرہ کا چلنا اور تختِ سلیمانی کا ملنا دونوں نظر انداز کردینے کے قابل ہیں،

ف۴ عمل بلا صحبت اور صحبت بلا عمل خطرہ سے خالی نہیں، ف۵ جو شروع سے قبض وبسط کے نظر انداز کر دینے کا عادی نہ ہو گیا ہو وہ پھسلے بغیر نہ رہیگا، ف۶ حکم کے تحت حلال وحرام کا دھیان کرنا دین ہی اور حکم سے قطع نظر کرکے کوئی اور وجہ ضروری ہونیکی قرار دینا دنیا ہے، ف۷ دین کا کام جی لگنے کی وجہ سے کرنا بھی دنیا ہے،

عزیزی محمد عیسیٰ صاحب اذاقنا اللہ وایاکم حلاوۃ الایمان و ذوق الایقان : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدائے پاک کا بہت بڑا شکر ہے اور ہزار ہزار شکر ہو کہ حق جل وعلیٰ شانہ، نے ذکر کی ابتداء پر قبولیت کے آثار مرتب فرمائے، بارگاہِ اقدس سے دھکے دینے پر ابتداء نہیں فرمائی، اس کا جس قدر بھی شکر کیا جاوے وہ کم تر از کم ہے، اللہ تعالیٰ آپ کے لئے مبارک فرما دیں، اور ثبات سے روز افزوں ترقیات کرتے ہوئے موت کے وقت نہایت سرگرمی سے اپنے میں مشغول ہوتے ہوئے موت مقرر فرمائیں، اصل مدار موت کے وقت سرگرمی کا ہے، میرے عزیز! چند باتیں ہمیشہ دھیان رکھنے کے واسطے ذرا سُن لیں :-

اول یہ کہ دین کے جتنے کام ہیں وہ مزہ آنے کے واسطے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی عظمت کیموافق امتثالِ امر اور اس کی رضا کا یقین ہونے کے واسطے ہیں جس کے اندر جی کا لگنا اور گھبرانا دونوں برابر ہو کر نگاہ صرف اس بات پر جمتی چلی آوے کہ اللہ کے حکم (جبکہ اس کے حکم کے موافق بھی اپنا سب عمل ہو) کی تعمیل (سرگرمی کے بقدر) حق تعالیٰ کی رضا اور رحمت اور مغفرت سے

بھری ہوئی ہو اس کا یقین ہو تو آدمی کی نظر اپنے احوال اور اس کے آثار پر نہ ہونی چاہیئے، بلکہ حکم کی موافقت اور حق تعالیٰ کی رضا کے حصول کے یقین پر رہنی چاہیئے، خوب سمجھ لو اس راہ میں سر پر آرہ کا چلنا اور تخت سلیمانی کا ملنا دونوں ایک درجہ میں ہو کر نظر انداز ہو جانے ضروری ہیں، دوسری بات یہ ہو کہ عمل بلا صحبت اور صحبت بلا عمل خطرہ سے خالی نہیں ہوتی، اور ہر ایک کے الگ الگ اصول ہیں، بلا اصول کے بھی خطرہ سے خالی نہیں، میرے عزیز! جو کچھ کر رہے ہو بہت غنیمت ہو مگر نہایت عظمت کے ساتھ پاس آکر رہنے کی بھی ضرورت ہو، آنے سے پہلے آدابِ صحبت سے واقف ہونا بہت ضروری ہے، کوئی چیز بلا آداب کے مفید نہیں ہو سکتی، آداب کے معنی اصول کے ہیں، یہ کبھی جی کا لگنا، نہ لگنا صوفیاء کے یہاں قبض و بسط کہلاتا ہے، ہر چیز اپنی اپنی لائن میں اتنی بڑھتی ہے کہ جس کا کوئی حد و حساب نہیں، قبض کی لائن کے پھر مصائب ہیں اور مکروہات اور خلافِ طبع واقعات ہیں، اور بسط کی لائن میں مخلوقاتِ خداوندیہ کی تسخیر اور کثرت ہے، اور یہ دونوں حالتیں امتحان کے لئے ہیں، ہر ایک دو دونوں رُخ رکھتی ہے، حق تعالیٰ کی رضا کا بھی اور لعنت کا بھی، جو شروع ہی سے قبض و بسط دونوں کی لائنوں کے نظر انداز کرنے کا عادی نہ ہو گیا ہو وہ کبھی نہ کبھی پھسلے بغیر نہ رہیگا، جب تک آدمی عالمِ امکان میں ہو یہ دونوں چیزیں ضرور پیش آدینگی،

دنیا کا مفہوم نگاہ میں بہت غلط ہو، معیشت دنیا کے اسباب میں مشغول ہونے کا نام دنیا نہیں ہے، دنیا پر لعنت ہے اور لعنت کی چیز کا خود خدائے پاک کی طرف سے حکم نہیں ہو سکتا، لہٰذا جس چیز کا حکم ہے اس کا

حکم سمجھ کر اس کے ماتحت اس کا حلال و حرام کا دھیان کرنا اس کا نام دین ہے، اور حکم سے قطع نظر کرکے خود اپنی ضرورتوں کو محسوس کرنا اور حکم کے علاوہ اور وجہ اس کے ضروری ہونیکی قرار دینا اس کا نام دنیا ہے، حتی کہ دین کا کام جی لگنے کی وجہ سے کریگا تو ہی دنیا ہے، کام میں مشغول ہونیکی وجہ کو دھیان میں رکھے کہ وہ کیا ہی، اگر وہ جی لگنے کی وجہ سے ہو تو وہ دنیا ہے، گو وہ عبادات ہوں، اور ہر حکم کو معلوم کرکے اس کی تحقیق میں لگے رہ کر اس کے موافق کرتے رہنا اس کا نام دین ہے، خوب یاد رکھو، میں دعاء گو ہوں اور سب سے دعاء کراؤں گا، آپ بھی میرے لئے اور میرے تمام علائق کے لئے دعاء فرماتے رہیں،

روزہ میں مسواک کرنا مستحب ہی کچھ ہرج نہیں ختم[1] میں شریک ہونا مستحسن اور آپ کے بزرگوں کا معمول ہی، لیکن اگر مبتدعین کے ساتھ تشبہ کا خطرہ ہو تو احتیاط مناسب ہے، اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ کے اندر بھی یہی بات ہے کہ اگر حضور کو حاضر ناظر جان کر یا مبتدعین کے تشبہ کی صورت ہو تو ناجائز ہے، اور اگر غلبۂ شوق میں اپنی طرف سے پڑھے تو مضائقہ نہیں، یہ ایسی نازک چیزیں ہیں کہ ان کے اندر فسادِ عقیدہ کا موقع شیطان کو ملنے کا بہت امکان ہوتا ہے، لہٰذا خطرناک ہیں،

موسیٰ کے متعلق آپ اللہ سے دعاء تو زیادہ کرتے رہیں، اور اس کے بڑوں کو یہاں بھیجنے کی کوشش کے لئے تقاضا لکھیں، تبلیغی امور میں تحریراً تقریراً اور عملاً ہر پہلو سے کوشش کرتے رہا کریں، دین کی تبلیغ کے

[1] ختم آیۃ کریمہ یا ختم خواجگان وغیرہ جو تسبیحات کا مجموعہ ہے،

فروغ کے بغیر ناممکن ہے، فقط والسلام

جس جس سے مناسب ہو سلام فرما دیں،

بندہ محمد الیاس عفی عنہٗ از نظام الدین

بقلم شوکت علی خادم، ۹ر شوال المکرم

(۳)

فوائد مکتوب ھٰذا :- اللہ اپنے فضل سے وہ زندگی نصیب فرمائے کہ سبقت کرنیوالوں کے سامنے ندامت کی آنکھ نہ ہو،

از نظام الدین

بخدمت عزیزی میاں محمد عیسیٰ صاحب ارشدنا اللہ وایاکم وثبت قلوبنا علیٰ سعیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، کئی دن ہوئے آپ کا عنایت نامہ پہنچا، دین کی ترقی، سبقت اور اس کے لگاؤ کی خبر مبارک باد ہی کی چیز ہے، اللہ تعالیٰ روز افزوں ترقیات نصیب فرمادیں، اور اپنی محبت اور یقین کامل کے ساتھ دین کے پھیلانے کی سرگرمیوں کی حالت میں موت مقدر فرمادیں، دنیا میں جتنی سرگرمیاں ہیں وہ حقیقت میں موت کے وقت کے لئے ہیں، اللہ اپنے فضل سے وہ زندگی نصیب فرمائیں کہ سبقت کرنے والے آدمیوں کے سامنے آنکھ ندامت کی نہ ہو، تبلیغ کے سلسلہ میں میرا جی چاہ رہا ہے کہ ایک نصاب مقرر ہو کر وہ ہر ہر شخص کے یہاں رگ رگ پے میں سما جاوے، جس کو یوں جی چاہتا ہے کہ اگر ایک شخص پڑھا لکھا ہے، اول تنہائی میں دیکھا کرے اور پھر سنایا کرے اور اس میں جو اعمال ہوں اس پر اول اپنے آپ کو جمانے کی

کوشش کرے، اس کو مجمع میں پھیلاوے، بالفعل پانچ کتابوں کا اہتمام رہے، راہ نجات، جزاء الاعمال، چہل حدیث، (شیخ الحدیث والی) فضائل نماز، حکایات صحابہؓ، ان پانچوں کے جزو زندگی ہونے پر اہتمام کیا جاوے، لہذا آپ بھی اس کی پابندی سے مجھے مطلع فرماویں،

تبلیغی جماعتیں اس وقت سب واپس ہوچکیں، اب بیرونِ ملک[1] میں کوئی جماعت نہیں ہے، کاش ایسا وقت ہوجاوے کہ قوم کے لاکھوں آدمی باہر گئے ہوں، قوم کے لاکھوں آدمی کا باہر پھرتے رہنا جزو زندگی بنا دیا جاوے، تو یہ بہت سہل ہے، آپ کوشش فرماتے رہیں گے تو یہ کچھ بعید نہیں ہے، البتہ بڑی خوشی کی خبر یہ ہے کہ رائے سینا دالی پال[2] نے اپنے تمام بھائیوں میں تبلیغی امور کو پھیلانے کا کچھ ارادہ کیا ہے، آپ کے والد و چچا چودھری لیسین خاں صاحب وغیرہ باہمت چودھریوں کو اس معاملہ میں زوردار کوشش سے ہمت کے ساتھ لگادیں، تو موجب اجر جزیل ہوگا، آپ بھی فیروزپور میں اپنے دوست احباب کو اس کی تاکید کریں، بڑا تعجب ہے کہ گھر سے مشکلوں سے نکلیں اور باہر نکل کر گھر بڑا یاد آتا ہے، کاش تبلیغ کے بجائے گھروں پر رہنا اتنا ہی مشکل ہو جتنا آجکل تبلیغ میں رہنا مشکل ہے،

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمن

---

[1] میوات کے باہر، [2] پال میوات کا بڑا قبیلہ جس میں بہت سے گھرانے ہوتے ہیں،

(۴)

فوائد مکتوب ھذٰا۔ ف۱ جس طرح انسان کی زندگی دو سانسوں
پر ہے اسی طرح اس کی ترقی خواہش کے پورا ہونے اور رکاوٹ پر ہے،
ف۲ قبض و بسط درجۂ نبوّت تک انسان کیلئے لازمی ہیں بسا اوقات
مقاصد کے پورے ہونے پر طبیعت گھبراتی ہے اور بسا اوقات پورے ہونے
طبیعت کھلی رہتی ہی، ف۳ چھوٹے سے چھوٹے آدمی کے ساتھ محبت رکھتے
ہوئے اعتراض سے بچتے ہوئے اور واقعی صفات حمیدہ پر نظر رکھتے
ہوئے وقت گذارنا ادب ہی، ف۴ جب خطاب کی ناقدری شروع ہو جائے
تو تبلیغ میں براہ راست خطاب کرنا مناسب نہیں اسکے ماحول میں تبلیغ کرے
ف۵ آدمی ماحول کا اثر لیا کرتا ہے، اس لئے زیادہ تر کوشش عام ہوا
کے بدلنے کی کرنی چاہئے، ف۶ دنیاوی معیشت کے اسباب کی
کوشش جب تک دین کی کوششوں سے مغلوب نہیں ہوگی غیرتِ
خداوندی دین کی دولت سے مالا مال نہیں کریگی ف۷ دین ایک قلعہ ہے
جو اپنے درست ہونے سے دینداروں کی حفاظت کرتا ہے اور دارین کی
نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے، ف۸ آدمی کا جاہل و غافل اور حق
کی کوشش میں سست ہونا ہر فتنہ کی کنجی ہی، ف۹ سودی معاملہ کرنا
خدا کی خدائی کے خلاف اقدام کرنے پر جرأت کرنا ہے،

عنایت فرمایم جناب منشی میانجی محمد عیسیٰ صاحب سأل اللہ لی ولکم الرشد والسلامۃ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! شوال سے محرم تک خدا جانے آپ کے

کتنے خطوط آچکے لیکن تبلیغ کی سرگرمی اور آپ کے بعض سوالات کے جواب کی نزاکت اور سفروں کی کثرت وغیرہ وغیرہ امور سے میرے دل کو قلق ہے کہ جواب نہ جاسکا اور پھر آپ کی تحریروں کے طویل ہونے کو بھی اس جواب میں بڑا دخل ہے

بہرحال اس وقت آپ کے تین خط میرے سامنے ہیں، ایک ۱۶ ر شوال کا، ایک میں آپکی تاریخ نہیں ملی، ایک ۲ ر فروری کا، میں اللہ سے دعاء مانگتا ہوں کہ آپکے خاطر خواہ تینوں کے متعلق کوئی بات لکھ سکوں، قبض وبسط کے لئے

اصل تو یہ ہے کہ ابھی ان چیزوں کے فکر میں نہ پڑو، دوم یہ ہے کہ اس تحریر کو جسے میں پہلے لکھ چکا ہوں کبھی کبھی دیکھ لیا کرو، سوم مختصراً اس کا جواب یہ ہے (گو اس وقت میری طبیعت متوجہ اور حاضر نہیں ہے، مگر تم نے کہہ دیا ہے تو میں مختصراً کہتا ہوں) کہ اللہ نے انسان کی ترقی کا مدار جیسا سانس کے اندر رکھا ہے، تم دیکھ رہے ہو کہ ایک اندر جاتا ہے ایک باہر آتا ہے، ان دو سانسوں کی طرح کبھی انسان جو چاہ رہا ہے اس کے پورا ہونے اور کبھی اس کے اندر کی رکاوٹوں میں ترقی رکھی ہے، جوں جوں اللہ کے ہر حکم میں اللہ کی عظمت پر نظر رکھنے کی عادت کو اتنا بڑھا لیا جائے کہ اس کی عظمت کا دھیان اپنے مقاصد کے پورے ہونے اور نہ ہونے کے تاثرات پر غالب ہو جائے اسی میں انسان کا کمال ہی جی کا لگنا اور جی کا گھبرانا پہلا بسط ہے، اور دوسرا قبض ہے، یہ انسان کے لئے سانس کی طرح لازم ہیں، درجۂ نبوّت تک یہ انسان کیلئے لازمی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں چیز مقاصد کے پورے ہونے اور نہ ہونے پر منحصر نہیں ہیں، بسا اوقات مقاصد کے پورے ہونے پر طبیعت گھبراتی ہے،

اور بسا اوقات مقاصد کے پورے نہ ہونے پر طبیعت کھلی رہتی ہے، آداب کے
واسطے آپ مولوی یوسف[1]، مولوی عبدالغفور[2] وغیرہ ذی بصیرت علماء سے
کتابیں دریافت کر کے مطالعہ کرتے رہیں، مختصر یہ ہے کہ ہیبت اور عظمت اور
محبت کیساتھ چھوٹے سے چھوٹے وہاں کے رہنے والے کے ساتھ محبت رکھتے ہوئے
اور اعتراض بچاتے ہوئے اور صفاتِ حمیدہ پر جو کہ واقعی ہیں ان پر نظر جماتے
ہوئے وقت گذارنے کا نام ادب ہے، اگر دین میں شبہ ہونے لگے تو جم کر یہ
کہہ لیا کرے "آمَنْتُ بِمَا آمَنَ بِهٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ" پچھلے کے وقت اٹھنے
کی ایک دعا ہے آپ تشریف لادیں گے تو میں اپنی حصن حصین کتاب میں
دکھا دوں گا، اور بہتر ہو کہ آپ حصن حصین خرید کر کسی پڑھے لکھے کو سنا دیا،
اور پھر اس کا ایک وِرد روزانہ پڑھ لیا کریں، وہ پچھلی میری دعاء پڑھ لیا کریں،
انشاء اللہ شک نہیں ہوگا، نیز زبان سے یہ کہہ لیا کریں اور سوچ لیا کریں کہ
اس کا فرمانا تو حضورؐ کے ساتھ وابستہ ہے، بعض جیموں تک کی باتوں کا
ہماری سمجھ پر مدار نہیں، نیز گھبرانے کے وقت میں کسی دینی کام پر جمے رہنا
آدمی کو صابرین میں صرف یہی ایک صفت زیادہ تر شامل کر سکتی ہے جن کے
متعلق اللہ فرماتے ہیں "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الصَّابِرِیْنَ" پارہ تسبیح ملاقات پر رکھیں
ختم کی جو صورت آپ نے تحریر فرمائی ہے دوسروں پر اعتراض مت کرو اور
خود اس کو تنہائی میں پڑھ لیا کرو، اس کا پڑھنا سوتے وقت مسنون ہے لیکن یہ

---

[1] صاحبزادہ مولانا محمد یوسف صاحب [2] مولوی عبدالغفور صاحب مرحوم ساکن
فیروزپور نمک صدر مدرس مدرسہ معین الاسلام (نوح) میوات۔ مولانا محمد یوسف کاندھلوی کے رفیق درس
وفات ۱۹۴۸ء)
(طارق)

طرز مشروع نہیں ہے، حضورؐ کے اوپر کا درود بہترین عمل ہے مگر جو طرز آپ نے لکھا ہے یہ بھی سلف میں نہیں ہے، لہٰذا آپ خود محترز رہیں اور جو آپ کے عقیدہ پر اعتماد رکھتا ہو اس سے بھی آپ یہ کہدیں، اپنے ساس سُسر والے گاؤں میں تبلیغ کیلئے جماعتیں بھیجنے کی کوشش کریں خود انکو براہ راست خطاب کرنا جبکہ خطاب کی ناقدری شروع کردی ہے، ٹھیک نہیں، اس کے پاس کے دو چار کوس جو گاؤں ہیں نئی ہے، سنگار ہے، بچھوا، ان سب جگہوں کے میانجیوں[1] اور ٹھونڈوں[2] کے حالات تحقیق کرکے ان کو جماعتیں لیجانے کی تاکیدیں کرو، اس عمومی کوشش سے انداز دیکھتے رہو، اور بات تاکتے رہو، اس طرح ان کے اندر صلاحیت پیدا ہو جائیگی، اور پھر خطاب مفید ہوگا، ورنہ پہلے سے زیادہ خطرہ ہے، فیروز پور نمک اور اَڈبر، چندینی، نگلی، روپڑاکا وغیرہ کے لوگوں کو بھی تبلیغی جماعتیں نکالنے کی تاکید کرتے ہوئے اس سمت میں جماعتیں نکالنے کی تاکید کرو، ہمیشہ آدمی ماحول کا اثر لیا کرتا ہے، اس لئے زیادہ تر کوشش عام ہوا کے بدلنے میں رکھنی چاہئے، موسیٰ خاں کے متعلق میں نے بھی کوشش کی اور معلوم ہوا کہ تمھارے والد نے بھی کوشش کی، لہٰذا اس کے متعلق بھی وہی بات ہے جو تمھارے ساس سسر کے متعلق ہے، عام ہوا کے بدلنے کی کوشش کرو، اور اسکی طبیعت پردازکا اندازہ کرتے رہو، اور پھر خطاب کرو انشاء اللہ فائدہ ہوگا، اس وقت الحمد للہ کہ وہ تبلیغ کو گیا ہے، یہ آنے والا جمعہ کرنال پڑھیں گے، کوئی نشاشی اور طبیعت بڑھانے والا مضمون بتوسط نواب ذوالفقار علی خاں صاحب

---

[1] میوات میں کچھ پڑھے ہوئے لوگوں کو میاں جی کہتے ہیں۔ [2] ٹھونڈے یعنی مکھیا وغیرہ

کرنال کے پتہ سے لکھدیں، اور اگر ایسے وقت میں خود آسکیں تو بہت ہی اچھا ہو، اور اسی جگہ اس کو خرچ بھیجد و تو تبلیغ کے زمانہ میں کسی کی اعانت کرنے میں گھر بیٹھے اعانت کرنے سے ستر ہزار گونہ زیادہ ثواب ہوتا ہے، بیماری اور ضعف کی وجہ سے جو یہ اوراد قضا ہوں ان کا اعادہ نہیں، اور نہ پڑھنے سے آہستہ پڑھ لینا بہتر ہی، اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادے سعید کو دارین میں سعادتمند کرے، آپ میرے اہل وعیال بچوں، دوستوں سے محبت فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اسکی جزاء عطا فرماویں، الحمدللہ اب دونوں خیریت سے ہیں، آپ مطمئن رہیں،

آپ کا تین تسبیحیں پڑھنا جس تفصیل سے آپنے لکھا ہی مناسب ہے اور مبارک ہی اللہ تعالیٰ شرف قبولیت اور سعادت طمانیت نصیب فرماویں، آپکے دوسرے خط میں جو آپنے ایک ماہ کے انتظار کے بعد تحریر فرمایا اس کے تاخیر جواب ہے تو مجھے بھی ندامت ہی، اللہ تعالیٰ آپکو اجر دیں، اور میری ان کوتاہیوں کو معاف فرماویں، اس میں تبلیغ کی سرگرمیوں کا ذکر ہی کہ ۸۰ آدمی یہاں تبلیغ کے لئے آئے اور ۲۵ آدمیوں کی جماعت تیار ہی، پہلی خبر الحمدللہ ثم الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل اور کرم و احسان اور نعمت جلیلہ ہی کہ اس نے ۸۰ آدمیوں کی مقدار ایسے نازک زمانہ میں کہ جہاں اس عمل کو حقارت سے دیکھا جارہا ہے اور اس کی ناقدری کی جارہی ہی، ایسے زمانہ میں دین کے فروغ دینے کے لئے گھر سے نکلے، مگر میرے عزیز! اللہ کا شکر بجالانے کے بعد اپنی کوتاہی پر بھی ندامت کے ساتھ ایک گہری نظر ڈالنی چاہئے کہ پندرہ سالہ کوشش کے بعد تبلیغ کے یہ انوارات یہ برکات اور یہ عزت اور یہ دنیا کے اندر نام آوری اور یہ ہر طرح کی نورانیت اور بہبودی کھلی آنکھوں

محسوس کرتے ہوئے پھر کل ۸۰ آدمیوں کی مقدار نکلی تو اتنے لاکھ مقدار میں کتنی قلیل ہو، اور پھر نکل لینے کے بعد گھر کے واپس جانے کو اتنے بیقرار کہ انکا تھامنا مشکل، تو گھر سے نکلیں تو مشکل سے اور نکلنے کے بعد یہ ختم ہونیوالا گھر اپنی طرف کھینچتا ہے تو یہ دین کا گھر کس طرح آباد ہوگا، جب تک گھروں پر رہنا اتنا دشوار نہ ہونے لگے، جیسا اس وقت تبلیغ میں رہنا ہے، اور جب تک تبلیغ سے واپس جانا اتنا طبیعتوں پر دشوار نہ ہونے لگے، جیسا اس وقت تبلیغ کے لئے دشوار ہے، اور جب تک تبلیغ کے لئے چار چار مہینے ملک در ملک پھرنے کو جزو زندگی بنانیکی کوشش کے لئے پورے اہتمام کے ساتھ آپ لوگ کھڑے نہیں ہوں گے اس وقت تک قومیت صحیح دینداری کا مزہ نہیں چکھے گی، اور حقیقی ایمان کا ذائقہ کبھی نصیب نہیں ہوگا، اور اب تک جو مقدار ہو ایک عارضی ہو، اگر کوشش چھوڑ دو گے تو قوم اس سے زیادہ گرے گی، ابتک جہالت اسکی حفاظت کر رہی تھی، اور شدت جہالت کی وجہ سے دوسری قومیں ان کو ہستی میں شمار نہ کرنیکی وجہ سے توجہ نہیں کرتی تھیں، اب تاوقتیکہ دین کی قلعہ بندی سے اپنی حفاظت نہیں کریں گے، دوسری قوموں کا شکار ہو جاوینگے

بہر حال مجھے رنج ہے کہ وہ آدمی بیشک آئے مگر بڑی بڑی تدبیروں سے رکے اور انہی کی وجہ سے تمھارے جواب میں تاخیر ہوئی، دنیاوی معیشت کے اندر کے اسباب کی کوشش اور سعی کو جب تک دین کی درست کرنیوالی چیزوں میں کوششوں اور سعی سے مغلوب نہیں کیا جاوے گا اس وقت تک غیرت خداوندی دین کی دولت سے مالامال نہیں کرسکتی، مجھے بہت ہی

رنج وافسوس ہے کہ ابتک تمھاری قوم سنتی نہیں ہے، دہلی والوں کی طرح کان بند کیے ہوئے اور آنکھیں پھوڑے ہوئے ہیں، اس کے اندر یہ مقدار بہت قلیل ہے، اسی طرح فیروزپور کے ۲۵ آدمیوں کا وعدہ اس کم ہمتی کی بدولت پورا نہیں ہوسکا، سال بھر میں دو یا تین یا چار مہینے دین سیکھنے کے لئے ملک بہ ملک پھرنے کا رواج اس وقت دین کی بقار کے لئے بہت ضروری ہے، دین ایک قلعہ ہے کہ جو اپنے درست ہونے سے دینداروں کی حفاظت کرتا ہے، اور دارین کی نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے، بڑی کوتاہ نظری ہے کہ جو اس کی کوششوں کو دنیاوی کاروبار کا حرج سمجھتے ہیں، الیاس کی طبیعت الحمدللہ خیر کی طرف چل رہی ہے لیکن اس کا اپنا شوق جب تک تمھاری تاکیدیں اور طبیعت کا بڑھاتے رہنا شامل نہیں ہوگا کافی نہیں ہے، اس وقت میرے کہنے سے کرنال گئے ہیں، خود ان کے شوق کو زیادہ دخل نہیں ہے، لہٰذا آپ تاکید لکھیں کہ دنیاوی کاروبار میں مصروف رہنے والے بہتیرے ہیں، دین کے فروغ کے لئے گھربار چھوڑنا اس وقت اللہ نے میوؤں کو نصیب کیا ہے، لہٰذا واپسی کی جلدی نہ کریں اس قسم کا مضمون کرنال نواب ذوالفقار صاحب والے پتہ سے لکھدیں، اپنے یہاں کی تبلیغ کا جو حال لکھا ہے اس سے دل خوش ہوا، امید ہے کہ ترقی ہوتی ہوگی، موجودہ حالت سے مطلع فرمادیں اور اپنے ملک کی کیفیتوں کی خبرگیری رکھتے ہوئے اُن چیزوں کے ذریعہ اپنے مقامی لوگوں کو خبریں دیتے ہوئے پُرزور کوشش کریں، اس دوسرے خط میں آپ نے پابندی اور مداومت کا ذکر لکھا ہے، اللہ مبارک کرے، اشراق کی چاشت کی چار چار رکعتیں

کافی ہیں، تبلیغی جماعتوں کو آپ نے سلام کہا تھا مناسب ہے کہ کرنال لکھیں اور
ان سے دُعاء کرادیں، آپ نے قرض کے متعلق لکھا آپکے اس رویّہ سے اور اللہ کی طرف
متوجہ ہونے سے خوشی ہوئی، آپ تبلیغ میں کوشش کرتے رہیں، اور اللہ سے دُعاء
کرتے رہیں انشاء اللہ سب مشکلات آسان ہو جاوینگی، اور بندہ کے پاس
روپیہ بالکل نہیں ہے، اس کی امید دل سے نکال دیں، میرے محترم عزیز! سود کا
گناہ ایسا معمولی گناہ نہیں ہے کہ اتنے بڑے گناہ کرنے کے بعد آدمی یوں
سوچے کہ گناہ ہوگیا ہوگا، اللہ نے اس کو اپنے ساتھ اعلانِ جنگ قرار دیا ہے،
سود والے کو کھوتے رہنے اور برباد کرتے رہنے کا عہد کرلیا ہے، یہ اللہ جل شانہٗ کی
دستگیری اور لطف غیبی ہے کہ توبہ کی توفیق دی اور آئندہ کو بچے رہنے کی توفیق
نصیب فرمائی، تم خود اپنے آپ کو اور اپنے سب لواحق کو تبلیغ میں سرگرم رہنے
اور رکھنے میں اس گناہ عظیم کے کفارہ اور توبہ کی نیت کرتے رہو، مجھے اللہ سے
امید ہے کہ اللہ کا لطف دستگیری فرما دے اور کسی وقت ادا ہو جاوے، حافظ محمد
اسحاق صاحب کا تعلق ایسا نہیں تھا کہ اگر قرضہ اُتارنے کی کوئی سبیل ہوتی تو یہ بندہ
اس میں دریغ کرتا، لیکن بندۂ ناچیز کی استطاعت سے یہ بات باہر ہے، لیکن
میں دعاء کرتا ہوں کہ غیب سے اللہ تعالیٰ سبکدوشی کا انتظام فرمادیں، آپ کے
تیسرے خط مورخہ ۲ر فروری میں گھبرانے اور جی نہ لگنے کا تذکرہ ہے، یہ وہی
قبض کے آثار ہیں جو کئی دفعہ تذکرہ میں آچکے ہیں، ایسے وقت کی مداومت
میں دُگنا اجر ملتا ہے اور ایسے وقت کی استقامت سے دولت استقامت
ملتی ہے، اور اس استقامت سے عجیب غریب برکتیں اور عالمِ قدس کی

دولتیں اور فرشتوں کی بشارتیں اور دین کے غیبی اسرار اسی استقامت کے کامل ہونے کے بعد نصیب ہوا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ شانہٗ آپ کو جی گھبرانے اور دل لگنے دونوں صورتوں میں اپنے کاروبار میں مداومت بخشیں جس سے استقامت نصیب ہوا کرتی ہے، اور یہ رونا یہ تو بہت بڑی دولت ہے، اس وقت میں آخرت اور اللہ کی عظمت اور وعدوں کو بہت یاد کیا کرو، حضورؐ کی کوششوں کو ایسے وقت میں بہت زیادہ دھیان میں رکھا کرو، آپنے تیسرے خط میں ناراضگی کا احتمال ذکر کیا، اس کا بالکل خیال نہ فرمادیں اور ہرگز دل میں جگہ نہ دیں، تاخیر کی وہی وجہ تھی جو شروع میں ذکر کی، میں آپ کے اور آپ کے متعلقین والد سب دوستوں کے لئے دعاء گو اور دعاء جو ہوں اکہ دارین میں سب آفتوں سے محفوظ فرمادیں اور دارین کی نعمتوں سے مالامال فرمادیں، فقط والسلام، میں آپ اپنے لئے اور اہل وعیال اور سب دوستوں اور متعلقین کے لئے چاہتا ہوں کہ خود بھی دعاء کریں اور سب دوستوں سے دعاء کرادیں، فقط

والسلام، بندہ محمد الیاس عفی عنہ بقلم حبیب الرحمٰن

یکم ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ

تمہارے دو ٹکٹ دو دفعہ کے واپس ہیں اور تیسرا لفافہ جواباً ارسال ہے

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ کثرتِ اسفار، مہمانوں کی آمد و دیگر مشاغل کی بنا پر جواب میں تاخیر سے دوستوں کی کلفت کے تصور سے ندامت اور افسوس ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کا بہترین علاج فرمادیں، میرے دوست! تم نے اپنے یہاں ہر چیز کو خدا بتلانے والے فرقہ کا ظہور

اس خط سے دو فائدے نمبر ۸ و نمبر ۹ اس سے پہلے والے خط میں درج ہو گئے۔

لکھا ہے، میرے دوست! آدمی کا جاہل ہونا اور غافل ہونا اور حق کی کوشش میں سست ہونا، یہ ہر فتنہ کی کنجی ہے، اور طبائع کے اور جذبات کے ان نامبارک اور گندہ صفتوں پر رہنے سے خدا جانے کتنے فتنے اٹھتے ہوئے تم دیکھو گے، اور تم کچھ نہ کرسکو گے، اٹھتے ہوئے فتنوں کو مٹنے اور آئندہ کے فتنوں کو روکنے کے لئے ہمارے ملک میں آئی ہوئی اسکیم کو مشق کرنے کے لئے یوپی کے لئے نکلنے پر زور دینے کے سوا اور کوئی علاج نہیں، جماعتوں کے یوپی کے خطہ میں نکلنے کی کچھ ایسی تاثیرات ہیں کہ باوجود صرف تھوڑی سی مقدار جو دو سو کو بھی نہیں پہنچی ہوئی اور تھوڑی سی مقدار جو اپنے گھروں کے مقابلہ میں کچھ بھی شمار ہونیکی حیثیت نہیں رکھتی، اتنے قلیل زمانہ میں اتنا اثر ہوا کہ انقلابِ عظیم کا لفظ زبانوں پر آنے لگا، اور ہمارے ملک کی ٹھوس اور پوری کامل جہالت والے لوگوں کے ناپاک جذبات دین کے پھیلانے کے مبارک جذبات سے بدلنے لگے، لیکن یہ سب باتیں کھلی آنکھوں ہو چکنے کے باوجود کرنال کے بعد باوجود فراغت کے یوپی کو کوئی نہیں نکل رہا ہے، فیروزپور سے ابتک کوئی جماعت نہیں نکلی، جس کا بڑا قلق ہے، آپ اگر علمی قدردانی چاہتے ہیں تو صرف اندر کے جوش اور زبان کے بول پر اکتفا نہ کریں، بلکہ پُر زور لگاتار تحریر کے ذریعہ اور راتوں کو اللہ کے ساتھ مشغولیت کے پابند ہوتے ہوئے اپنے لوگوں کو یوپی کے لئے نکالنے میں سرگرمی کے ساتھ کوشش کرتے رہیں،

میرے دوست! گوآلدہ کے چودھری اور رائے سینا کے سربرآوردہ لوگوں نے کچھ ارادے کئے ہیں کہ وہ تبلیغی اسکیم کو اپنی قوم کا جزو زندگی بنانے

میں کوشش کریں گے، فضائلِ نماز جو کتاب ہے اس کو پڑھے لکھے خود پڑھیں، اور دوسروں کو بھی سناویں اور نماز کی اہمیت اور بے نمازی کے لئے خدا کی وعیدیں عام لوگوں کے ذہن نشین کرائی جاویں، آپ نے سودی معاملہ جو کیا ہو اللہ کی وعیدوں پر نظر کرتے ہوئے نہ کہ موجودہ مصائب پر نظر کرتے ہوئے، پہلے ندامت کریں اور دل میں پختہ عہد کریں کہ آئندہ پھر سودی معاملہ نہیں کریں گے، پھر اس کے بعد توبہ اور استغفار کریں، سودی معاملہ کرنا خدا کی خدائی کے خلاف اقدام پر جرأت کرنا ہے آپ "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ" ہر نماز کے بعد دو سو مرتبہ اور یہ دعا ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ کر دعا کر لیا کریں، دعا یہ ہے:۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَ قَھْرِ الرِّجَالِ" ان دعاؤں کا اثر مذکورہ بالا (یعنی ندامت اور نہ کرنے کا پختہ عہد، خدا کی وعیدوں پر نظر اور پھر توبہ) باتوں بغیر ہر گز نہیں ہوگا اگر تم تبلیغ کی کوشش کے ساتھ ساتھ ذکر پر بھی مداومت رکھو گے تو انشاء اللہ عجیب غریب برکات دیکھو گے، تہجد کی نماز شروع کر دینا یہ قابلِ مبارک باد ہے،

فقط والسلام   بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم حبیب الرحمٰن

۵

فوائدِ مکتوب ھٰذا:۔ ف دین کی کوششوں کے منافع کو اللہ نے اپنی قدرت کے پردوں میں چھپا رکھا ہے، اور اس لائن کی پریشانیوں کو سامنے کر رکھا ہے تاکہ کوشش اللہ کی بات پر اطمینان کے ساتھ وابستہ ہو،

از نظام الدین

بخدمت میاں محمد عیسیٰ صاحب الہمنا اللہ وایاکم مراشد امورنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ بلکہ یوں کہیے احساس نامہ موصول ہوا، حق تعالیٰ شانہٗ اپنی نعمت اور پھر اس کے اوپر شکر گذاری کی مزید توفیق محض اپنے فضل سے نصیب فرماویں، آپنے بہت سچ احساس فرمایا کہ تبلیغ صحیح اصول میں کوشش کرنیکی اہلیت اور موقع امتیازی شان کے ساتھ آپ کی قوم کو اللہ نے ایسا نصیب فرمایا ہو کہ اگر اس کی ناقدری کرے تو آپکی قوم زیادہ گرے گی، اللہ اس کی ناقدری سے بچادے، اللہ بچادے، اور اگر یہ خلوص کے ساتھ صحیح اصول سے شوق و ذوق کے ساتھ ان اصول میں سرگرم ہوجاویں تو نہ صرف سربلندی کا اس کو شرف حاصل ہو بلکہ مسلمین کی دستگیری کا اللہ چاہے اس کوشش کے اندر اعزاز مضمر پاویں گے، لیکن اب تک تو کوشش اس قدر ضعیف ہے کہ ہمارے حافظ اسحاق اور منشی محمد یوسف بڑی مشکل سے کرنال تک گئے، اور تھوڑے دنوں میں گھر کی سوچ پڑگئی کوئی پوچھے گھر پر رہ کر تو خلقت عمریں گذار رہی ہے، جو دولت کہ گھر سے نکلنے سے ملتی ہے، وہ نکلنے ہی پر ملے گی، سچ یہ ہے کہ اس دولت کی قدر ہی اٹھ گئی، جیسے آپ کا جی چاہ رہا ہے کہ آپکے آنے کے دنوں میں یہاں جماعتیں آئی ہوئی ہوں میرا بھی جی چاہ رہا ہے، کوشش آپ بھی کریں، میں بھی کر رہا ہوں، لیکن جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں میں ابتک کسی کو ذی حس نہیں پاتا، سارا چوریہ ہے کہ ان امور کیمتعلق جو منافع ہیں اُن کو

اللہ نے اپنی قدرت کے پردوں میں چھپا رکھا ہے، اور اس لائن کی پریشانیوں کو سامنے کر رکھا ہے، تاکہ ان چیزوں کے اندر کی کوشش محض اللہ کی بات پر اطمینان پر وابستہ ہو، لہٰذا اس لائن میں کوششیں جب ہی پائدار رہ سکیں گی جبکہ ان کوششوں کی وجہ سے جو کچھ بھی اعمال وجود میں آویں گے، ان اعمال پر منفعتوں کا موت کے بعد پر جو وعدہ ہے (جس کو اجر و ثواب کہتے ہیں) جس قدر اسکی یادداشت میں کوشش کی جاویگی اسیقدر ثبات قدمی پائدار ہوتی چلی جاویگی۔

محمد الیاس صاحب نے جو آپ کو جماعتوں کا حال لکھا تھا وہ سچ تھا لیکن عزیز دوست! میں اس دکھ کا کیا ذکر کروں کہ سالہا سال کی کوششوں کے بعد نکلتے ہیں اور مہینوں بھی نہیں ٹکتے، یہ دینی کوشش کے اندر چند مہینے نہیں گذار سکتے، میرا مقصد یہ ہے کہ جب تک فی گھر ایک آدمی ہمیشہ باہر دین کا گھر بنانے کا اہتمام یعنی تبلیغ میں باری باری طریق سے لازمی نہیں کرینگے اس وقت تک دین کے ساتھ اُنس اور پائداری نہیں ہو سکتی، علیلی! تم غور کرو دنیا۔ فانی کے کام کے لئے تو گھر کے سارے افراد ہوں اور اس کے لئے صرف ایک آدمی کہا جاوے، اور اس پر بھی نباہ نہ ہو تو آخرت کو دنیا سے گھٹا دیا یا نہیں گھٹا دیا؟ وہ جماعتیں تم ہی دیکھ لو کہ خط لکھے ہوتے کتی دن ہوتے وہ سب واپس بھی ہو گئے، جماعتوں کے نکلنے پر خوش ہونے نہیں پاتا کہ واپسی کی آوازیں آجاتی ہیں، آپ کے یہاں منشی محمد یوسف اور آپ کے والد نے ایک مہینہ بھی تو پورا نہیں کیا، بہر حال نوبت بنوبت نکلنے کی کوشش کرو اور نکلنے کے وقت کو ضائع نہ کیا جاوے، میرا جی

بھی چاہتا ہوں کہ رجب اور شعبان میں سہارنپور میں تبلیغ بہت زور سے کی جاوے، ان دو مہینوں کی خصوصیت یہ ہے کہ رجب میں تو مدرسین فارغ ہوتے چلے آتے ہیں اور شعبان میں سب فارغ ہو جاتے ہیں، رجب میں تبلیغ کی سرگرمی جتنی ہوگی اس سرگرمی کے بقدر سب کے سب تبلیغ میں مشغول ہو سکیں گے، تو ان کا مشغول ہو جانا ذریعہ علماء میں پھیل جانیکا ہو جاوے گا، شعبان میں طلباء کا امتحان ہوتا ہے تو طلبا امتحان میں مشغولیت کی وجہ سے مشغول تو نہ ہو سکیں گے لیکن اپنے اساتذہ کی سرگرمی کے بقدر احساس و بیداری ضرور لیں گے، وہ احساس اگر مکمل ہو گیا تو وہ رمضان کو میوات کے اندر کی تبلیغ میں گذاریں گے، اور اگر ناقص رہی تو کم از کم اپنے گھروں پر تو جا کر کریں گے، تو ان سب کا اجر و ثواب میوات کی جماعتوں ہی کو ملے گا، بہرحال میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کی چھٹی کے وقت سہارنپور میں تبلیغ کی سرگرمی ہو رہی ہو، اور میوات کی جماعتیں پہنچ رہی ہوں، آپ بھی سہارنپور پہنچ جاویں، انشاء اللہ بڑے بڑے علماء کی زیارتیں ہوں گی، اور بڑی بڑے انوار و برکات کا سبب ہوگا،

لہٰذا آپ بہت زور دیں کہ اس زمانہ میں وہ جماعتیں لیجاویں اور سہارنپور ہی آپ کو جماعتیں ملیں، سہارنپور کی پہنچنے کی تاریخ سے شتابخاں کو بھی مطلع کر دیں،

فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

(۱) کارکنوں اور دوستوں کے نام

عنایت فرمایم جناب حافظ سلیمان صاحب،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خط تمھارا موصول ہوا، اور دیگر خطوط محمد اقبال صاحب کے ہاتھ موصول ہوئے، آپ لوگوں کی فرطِ محبت کی وجہ سے مسرور بھی ہوں اور محجوب بھی ہوں، حق تعالیٰ ہماری تمھاری محبت میں اخلاص پیدا فرمادیں، میاںجی محمد داؤد صاحب[1] کو بعد سلام کے یہ سمجھادیں کہ درحقیقت جو کچھ بھی کام کرنیوالے ہیں وہ باری تعالیٰ ہیں، نہ انبیاء بغیر اس کی مشیت کے کچھ کرسکتے ہیں اگرچہ ہزار کوشش کریں، اور نہ اولیاء اور نہ بڑی سے بڑی قوت والے، غرض بغیر اللہ کی مشیت کے کوئی بھی دنیا بھر میں کچھ نہیں کرسکتا، اور حق تعالیٰ میں سب قدرت ہے کہ چھوٹے چھوٹے ابابیل پرندوں کو ہاتھیوں پر فتح دلوادی تو جبکہ حق تعالیٰ ہی کام کرتے ہیں اور قوت و زور کو کچھ دخل نہیں ہے تو اگرچہ تم کتنے ہی ضعیف ہو ممکن ہے کہ حق تعالیٰ تم سے وہ کام لیں جو بڑے بڑے واعظوں سے نہ ہوسکے، اور اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے ہیں تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کرلیں تب بھی ذرّہ نہیں ہل سکتا، اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لیلیں جو انبیاء سے بھی نہ ہوسکے، غرض جبکہ ہمارے پاس تمھارے جیسے ضعیف ہیں تو حق تعالیٰ تمھیں سے سب کام لیلیں گے تم اپنا کام کئے جاؤ، اور اپنی خستہ حالی اور ضعف پر ہرگز نظر نہ کرو اور ظاہر میں کوشش کرو اور باطن میں اللہ کی طرف

[1] موضع سیوکا (میوات) کے باشندہ، قاری داؤد کے نام سے زیادہ مشہور تھے۔ وفات ۱۹۶۹ء (ط)

رجوع کرو اب کیمتعلق مناسب موقع ہے اچھی پوری مقدار میں بنوالو اور جو کچھ دام ہوں وہ مجھے لکھدو، تاکہ میں اقبال کے ہاتھ یہاں سے روانہ کردوں، مگر جلد لکھنا تاکہ اقبال لیتے آویں، قے کے متعلق کوشش ہوگئی ہے، تیار ہوگیا ہو بھیجدیا جاوے گا،

بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم حبیب الرحمٰن

۱۹ر جنوری ۱۹۲۹ء

(۲) از نظام الدین، مدرسہ کاشف العلوم

مورخہ ۱۰ر اگست

بخدمت عنایت فرمایم حافظ محمد سلیمان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کا کئی دن ہوئے عنایت نامہ آیا، داؤد کے متعلق آپ بار بار تقاضا کر رہے ہیں اور میں بھی تمھاری تحریر کے اطمینان پر چاہتا ہوں کہ اسی جانب میں داؤد رہے چاہے تبلیغ کے طور پر گشت کرکے اور چاہے بہار کے آس پاس کسی جگہ مدرس ہوکر رہے، بہر حال آپ دونوں صاحب جبکہ باہم ہمخیال ہیں اور خلوص کے ساتھ دین کی ہمدردی میں دین کی اشاعت چاہیں گے، تو متفق ہوکر اور ایک جگہ ہوکر زیادہ بہتر اور مناسب ہوگا، مگر مجبوری یہ ہے کہ داؤد نہایت مقروض ہے، اس لئے قرضہ اُترنے کے لئے آمدنی کی صورت ہونی ضروری ہے، میرے پاس ایسی ظاہری اطمینانی صورت نہیں ہے، کہ خاطر خواہ خدمت تبلیغ کے مقابلہ میں اس کی خدمت کرتا ہوں اور نہ وہاں کوئی آمدنی کی شکل ہو، اس لئے اسکی روانگی میں تامل ہے، میں اس کو بالفعل کافی تنخواہ کی جگہ رکھنا چاہتا ہوں،

البتہ قرضہ اُتر جانیکے بعد بلا تنخواہ کے موقعہ پر بھی اس کو اجازت دے سکتے ہیں جب
تک قرضہ ہے اس وقت تک تمھارے پاس جبکہ کوئی آمدنی کی شکل نہیں بھیجنا
مناسب نہیں، عبد الصمد کا قصہ حقیقت میں پریشان کر رہا ہے وہ اگر تمھارے سے
معافی چاہ کر اور تمھارے مطیع ہو کر نہ رہے تو اس کو میرے پاس واپس کر دو، پہلے بھی
بار ہا تحریر کر چکا ہوں، فقط والسلام

میاں شیخ اکبر صاحب کے قصہ سے مطلع کرتے رہو، میں ضرور اس قصہ
کے لئے آتا مگر ایسی رکاوٹیں بیچ میں پڑی ہوئی ہیں جو نہیں آنے دیتیں، بندہ
کی طرف سے سب لوگوں کو سلام پہنچادیں، اور تمام لوگوں کو سمجھا دیں کہ جھگڑے کا
انجام بُرا ہے، سلوک رکھو اور جھگڑے کو ختم کر دو، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم حبیب الرحمٰن
۱۲ اگست ۱۹۲۹ء

(۳) از نظام الدین

مدرسہ کاشف العلوم عنایت فرما حافظ محمد سلیمان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پس از سلام مسنون آنکہ جو طلباء
آپکے مدرسہ میں اس لائق ہوں کہ وہ نماز پڑھا سکتے ہوں ان طلباء کو سہارن پور کی
مسجدوں میں مقرر کر دیا جاوے، جہاں پر نمازی اچھے ہوتے ہیں وہاں پر پانچوں
نمازیں پڑھا دیا کریں، اور جہاں پر زیادہ نہ ہوں وہاں پر کسی ایک دو وقت
کی پڑھا دیا کریں تو بہت ہی بہتر ہو، اس صورت میں دینی و دنیاوی دونوں منافع ہونگے
تمکو بھی اور عوام کو بھی، فقط والسلام ، محمد الیاس عفی عنہ، بقلم حبیب الرحمٰن غفرلہ ۶۵ھ

از نظام الدین

(۴) بخدمت میانجی قاری داؤد صاحب زادت فیوضکم
ومیاں عشرت زادت عنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ صاحبوں کی عنایت ومحبت کا میں شکر گذار ہوں، اللہ تعالیٰ ہماری محنتوں کو للّٰہی اور خالص فرماکر انکی برکات سے دارین میں منتفع فرمادیں، الحمد للہ میں خیریت سے ہوں، کچھ معمولی زکام ہے اپنے دوستوں سے دعاءِ خیر کا خواستگار ومحتاج ہوں، اور ترقیِ درجات اور پریشانی کے دفعیہ کے لئے دعا کرتا ہوں، فقط والسلام

محمد الیاس عفی عنہ

بقلم حبیبُ الرحمٰن عفی عنہ ۲۹ ستمبر

(۵) از نظام الدین

گوہر معدنِ سیادت عزیزی مولوی سید حسن صاحب مدّ فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آج سات دن ہوئے آپکا عنایت نامہ پہنچا، آپ کی کیفیت سے مسرت اور رمضان جیسے وقیع اور مبارک مہینہ کے اندر جماعتوں کی محرومی سے ملال اور رنج ہوا، لیکن آپ رحم اور قرابت کے صلہ کی وجہ سے چونکہ تشریف لے گئے ہیں اور تبلیغ کے واسطے بھی طبیعت راہ ڈھونڈھتی رہتی ہے، شاید یہ باتیں اس کا کسی قدر جبر نقصان کردیں، میرا بھی اپنے سب عزیزوں سے سلام فرمادیں، اب دن بہت ہوگئے ہیں، آپ کا انتظار ہے، شاید دوسرے پنجہ کا خط شب وروز میں آنے والا ہو،

اس میں شاید اپنے آنے کی تاریخ لکھیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ استقلال اور متانت اور اقتصاد کے ساتھ راہِ خدا پر مضبوط رکھتے ہوئے اپنی رضا کے ذروۂ عالیہ پر کامران فرمادیں، فقط والسلام بندہ محمد الیاس عفی عنہ

۱۹ر رمضان ۱۳۵۵ھ

(۶)

فوائد مکتوب ھذا ۱:- ف۱ جو قوم کلمۂ طیبہ اور نماز کی چیزوں کی تصحیح اور کلمۂ شہادت کے مضمون پر اب تک مطلع نہ ہوئی ہو اس کا اوپر کی چیزوں میں مشغول ہونا سخت غلطی ہے۔ ف۲ دلائل میں کمی اور دریغ نہ کرو مگر حریفوں کی اسلامی حرمت کو ہاتھ سے نہ جانے دو،

از نظام الدین

بندہ محمد الیاس

عنایت فرمایانم جناب حکیم رشید احمد و مولوی نور محمد صاحبان!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرض آنکہ بندہ نے موضع بیواں سے ایک متعلّم کے ہاتھ ایک عریضہ بنام حافظ عبد الحمید صاحب چربی والے اور ایک چمڑا حافظ موصوف صاحب کے پاس بھیجنے کے لئے روانہ کیا تھا نہ معلوم کس وجہ سے ابتک دہلی نہیں پہنچا، جہاں تک ہو سکے اہتمام کے ساتھ کسی آنے والے کے ہاتھ اہتمام سے روانہ فرمادیں،

ضروری اہم بات یہ ہے کہ میرے احباب اپنی خصوصی کوشش اور اصلی سعی اور اپنے خیالات اور قلوب کی توجہ کا رخ اپنے ان اصول کی نہایت پابندی کے ماتحت تبلیغ کے فروغ دینے ہی میں مشغول رکھیں،

یہ نیا کھڑا ہونیوالا فتنہ[1] انشاء اللہ اس رویہ سے خود بخود فرو ہو گا، ورنہ بہت خطرہ ہو کہ طبائع کے چھیڑ چھاڑ کے ساتھ خود طبعی مناسبت ہونے کی وجہ سے خدانخواستہ کہیں ضعیف نہ ہو جاتے، تجربہ ہو کہ مناظروں کے نتائج ہمیشہ بُرے رہے ہیں البتہ سب کی رائے کہیں صریح منکرات کے دلائل کے مطالبہ پر ہو جاوے تو کبھی کبھی ان دلائل میں قوت اور زور کے ساتھ مطالبہ کر لینے میں مضائقہ نہیں، ورنہ میرے خیال میں تو وہی بات ہو کہ تمام ملک کی جامعوں میں اور مجامع میں اس مضمون کی اشاعت کا اہتمام کر لیا جاوے کہ جو قوم کلمہ طیبہ اور نماز کے اندر کی چیزوں کی تصحیح اور کلمہ شہادت کے مضمون پر ابتک پوری طرح مطلع نہ ہوئی ہو جو اسلام کی بنیادی چیز ہے، تو بنیادی چیز کو چھوڑ کر اوپر کی چیز میں مشغول ہونا سخت غلطی ہو، اوپر کی چیز بغیر بنیادی چیز کے صحیح ہوئے درست نہیں ہوا کرتی،

دیگر ہر جگہ عموماً اور ان کے مجمع اور اجتماع والے گاؤں میں اور اس کے ماحول میں اپنے اصول کی نہایت پابندی کے ساتھ تبلیغی فروغ میں بہت زیادہ کوشش کو بڑھا دو، جہاں تک ہو سکے چھیڑ چھاڑ سے بہت بچتے ہوئے پھر بھی کہیں ضرورت پڑ جاوے تو دلائل کے مطالبہ سے ہرگز کمی اور دریغ نہ کرو، مگر حریفوں کی اسلامی حرمت کو ہاتھ سے نہ جانے دو بہر حال اخیر مضمون کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کے ساتھ سخت گیری کرنے پر اُن کے ہمیشہ کو نکل جانے کا خیال ہو تو میں منع نہیں کرتا،

---

[1] مناظرے جن کا اس زمانہ میں میوآت میں کچھ سلسلہ شروع ہو گیا تھا،

میرے دوستو! آپ مدرسہ کی ظاہری عمارت کی پختگی کے اسباب پر آرہے ہیں، میرا دل اندر سے کانپ رہا ہے اور ہَول رہا ہے کہ خدانخواستہ میرے احباب اس کی ظاہری فریفتگی میں باطنی تعمیر میں کچھ ہلکے نہ پڑ جاویں، میری دلی تمنا ہو کہ اس ظاہری پختگی کو بیہودگی کی نظر سے دیکھتے رہیں، دلی تمنا سے دیکھیں اور اپنی خوشی اور دل کی تازگی کا ذرا سا حصہ بھی اس میں مشغول نہ کریں،

فقط والسلام

(۷)

فوائد مکتوب ھٰذا:۔ ف۱ دین کی رغبت جس کی وجہ سے لوگ مکتبوں اور مدرسوں کی اعانت کرتے تھے ختم ہونے والی ہے اور آگے چل کر راستہ مسدود ہے، ف۲ علوم جن اغراض ومنافع کے لئے حاصل کئے جاتے تھے وہ اغراض ان علوم سے وابستہ نہیں ہیں اس لئے علوم بیکار ہوتے جاتے ہیں اور منافع ان سے حاصل نہیں ہوتے، ف۳ مدرسوں کا سست پڑ جانا یا بند ہو جانا اہلِ زمانہ کے لئے نہایت وبال اور بازپرسی کا خطرہ رکھتا ہے،

بخدمت شریف مکرم ومعظم ومحترم جناب حاجی رشید احمد صاحب متّعنا اللہ بطول بقائکم وفیوضکم وبرکاتکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت حاجی شیخ صاحب! اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے جو عزّت اور ثروت اور خصوصی دولتوں سے آپ کو مشرف فرما رکھا ہے اس پر نظر کرتے ہوئے جو کچھ آپ کے ساتھ یہ ناہنجار بے ادبی اور آپ کی شان کے خلاف گستاخی کرے وہ جس قدر بھی

قابلِ نفرین و ندامت اور توبیخ و سرزنش ہو وہ حق بجانب اور حق ہے لیکن جناب کی علو حوصلہ اور ہمّت مردانہ اور غریب پرور طبیعت نے ہم خدام کو آپ کی بارگاہ میں ایسا گستاخ بنا رکھا ہو کہ تعلق کی قوّت آپ کے اخلاق کی عادت ہمّت پیدا کرتی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض معروض کر لیتے ہیں، چاہے بعد میں ندامت ہو، اور چاہے اس وقت ندامت کے خلاف کوئی صورت ہو، اسی کے ماتحت ایک نہایت ضروری معروض نظام الدین کے مسئلہ حاضرہ کی بابت جناب کی توجہ مبذول کرنا ہے، اور وہ یہ ہے کہ اہلِ زمانہ کی طبائع کی سَیل کو اب سے پندرہ برس پہلے سے اپنی کوتاہ نظر سے لیکن اللہ کی توفیق سے دی ہوئی بصیرت سے یہ اندازہ لگا چکا تھا کہ یہ رفتار مکاتب اور مدارس کی جو چل رہی ہے اس میں دو خرابیاں ہیں، اوّل یہ کہ جس بنیاد سے چل رہی ہیں یعنی لوگوں کا میلان اور ان کی وہ رغبت جس کی وجہ سے مکتبوں اور مدرسوں میں مخلصانہ کوشش کرنے والے کھڑے ہوتے ہیں اور چندہ دینے والے چندہ دیتے ہیں یہ عنقریب ختم ہونے والی ہے، اور آگے چل کر راستہ اس کا مسدود ہے، دوسری وجہ یہ کہ علوم جن اغراض کے لئے اور اثرات اور منافع کے لئے حاصل کئے جایا کرتے ہیں، اور جن اغراض کے حصول کیلئے علوم تلاش کئے جاتے ہیں اُن علوم کے ساتھ وہ اغراض وابستہ نہ رہنے کے باعث علوم بیکار ہوتے چلے آتے ہیں، اب علوم سے وہ منافع اور اغراض حاصل نہیں ہوتے، جن کی وجہ سے علوم کی توقیر اور تحصیل تھی، ان دو باتوں پر نظر کرتے ہوئے میں نے اس طرز کی طرف اپنی توجہ

کو متوجہ کیا کہ جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور جان رہے ہیں، اور آپ جیسے سب احباب اور بزرگوں سے طالب رہا کہ آپ میرے معین اور مددگار بلکہ اس کے اندر ایسی ہمتِ مردانہ سے کھڑے ہوں کہ آپ ہی اصل ہوں، کیونکہ آپکی ہمت، آپ کا حوصلہ، آپکی قوت، آپکی طبیعت، آپ کا دماغ اس قابل تھا، اور اس کی اہلیت رکھتا ہے کہ کسی جاندار کام کو اٹھالیں، جاندار کام کیلئے جاندار ہی اہل ہیں، میں نے اس کام کے اندر جس قدر آپ جیسوں کی خوشامد اور ہمت اور تحریص اور اپنے منصب سے نہایت برخلاف گستاخی اور بے ادبی سے لگانے میں کوشش کی، اس میں بے نصیب اور ناکام رہ کر میں نے اخیر میں اس پر اکتفا کیا کہ میں جس کام میں لگ رہا ہوں اس میں لگے رہتے ہوئے مکاتب کی جو صورتیں پیدا ہوتی رہیں صرف اس کی سرسبزی کی ذمہ داری آپ لے لیں، چنانچہ جناب نے مکاتب کا سلسلہ اپنے ہاتھ میں لیا، اور آپ کے سایۂ عاطفت میں جتنا ہو سکا اس کی پرورش ہوتی رہی لیکن جو کچھ میں سمجھ رہا تھا وہی پیش آیا کہ پچھلے جو دینے والے تھے اُن کو دوام ہو ہی نہیں سکتا اور آئندہ کو رغبتیں پیدا نہیں ہو رہیں، ہوتی رغبتیں زوال پذیر تو بہت زیادہ ہیں اور نہ ہوتی رغبتیں بڑی بڑی کوششوں سے پیدا ہونی دشوار ہو رہی ہیں،

بہر حال جناب کی خدمت میں مکاتب کے فروغ کے لئے میرے نزدیک جو صورت بہتر ہے وہ جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں، بے کوشش کوئی کام نہیں ہوا کرتا آپ اپنی طبیعت کو مستقل فرمادیں، جھجک کو

پاؤں سے مسلں کرا لکشن کے زمانہ میں جن لوگوں کو آپ کی سعی سے مالی منفعت ہوئی اور بیکار لڑائیوں وغیرہ میں ان کا کثیر مال ضائع ہونے سے محفوظ رہا، ان کے ساتھ خیر خواہی اور ان کی ہمدردی صرف اس امر میں ہے کہ آپ ان کو اس امر خیر میں خرچ کرنے پر آمادہ کریں اور اس میں کوشش کریں کہ کار خیر میں خرچ کے اندر کوشش کرنے سے ان کی طبیعتوں کا بھی امالہ ہوگا اور مال کے اندر بھی طہارت اور پاکی پیدا ہوگی اور شروع شروع میں ان کو مائل کرنے میں کچھ دیر بھی لگے گی تو تھوڑے دنوں میں کوشش سے انشاء اللہ یہ راستے پھر جاری ہو جاویں گے، اور ان لوگوں کے یہ بات ذہن نشین کرنے میں آپ ہمت فرماویں کہ سینکڑوں مدرسوں کا سست پڑ جانا یا بند ہو جانا اہلِ زمانہ کے لئے نہایت وبال اور نہایت باز پرسی کا خطرہ رکھتا ہے کہ قرآن دنیا سے مٹتا چلا جائے اور ہمارے پیسوں میں اس کا کوئی حصہ اور ہمارے دلوں میں اس کا کوئی درد نہ ہو یہ سب خطرناک ہیں، آپ کی تھوڑی سی کوشش سے یہ کثیر مقدار قائم رہ سکتی ہے، اور یہ اگر تھوڑے دنوں سرسبز رہ گئے، خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، اگر یہ سرسبز ہو گئے تو اور بھی بہت سے لوگ جاری کریں گے، اور یہی مضمون باہر کے جو لوگ اہلِ ثروت کثرت سے آپ سے تعلق رکھتے ہیں اُن کو آنے پر زبانی ذکر کرنے کا اور ڈاک کے ذریعہ ان سے خطاب کرنے کا آپ عزم بالجزم فرمالیں، نواب چھتاری کے یہاں بہت سارا وقف ہے، میرے والد کے زمانہ میں سینکڑوں ماہوار حضرت والد نور اللہ مرقدہٗ کے واسطہ سے

بیوگان اور یتامیٰ اور مساکین کے مقرر تھے، میرے آنے کے بعد خود میرے بھی پانچ روپے آتے رہے، سلسلہ جنبانی نہ ہونے سے یہ پانچ تک جاتے رہے اہلِ ثروت سے خیر میں خرچ کرنے کا خطاب اور اُن پر زور دینے کی آپ مشق فرمائیں تو یہ تحریک شعبۂ دین کا ایک زبردست کام ہے، مرنے کے بعد دین کی کوشش میں جتنا حوصلہ بلند ہو چکا ہوگا اتنا ہی کارآمد ہوگا، فقط والسلام

(نوٹ) پھر مکرر عرض ہے کہ پہلی صورت جس میں کر رہا ہوں اس کو اختیار نہ فرماویں تب ہی یہ دوسری صورت، وہ نہ ہو تو یہی، کر و جو میں کر رہا ہوں وہ اصل دین ہے، الحمدللہ ثم الحمدللہ، ہمت کو اصل دین کے لئے بلند رکھو، کمرِ ہمت کو چست فرماؤ، جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک اس قدر سرسبز (خوش) ہوگی، کہ خیال وگمان وہاں تک نہیں پہنچ سکتا، اور اللہ چاہے ایسی کھلی ترقی دیکھو گے کہ کوئی طاقت اس کا ادراک نہیں، اور اگر آپ سے یہ تبلیغی کام نہ ہو سکے تو دُوسرا ہی کام کرو، یہ شعبۂ دین ہے اور زبردست شعبہ ہے، میرے اس خط کو ہمیشہ دیکھتے رہنے کے لئے اپنے پاس محفوظ رکھیں اور پھر ہمیشہ دیکھتے بھی رہیں،

(۸)

از مکتوب دوستوں اور عزیزوں کی خدمت میں (اواخر ۱۹۳۲ء)

فوائد مکتوب ھذا:۔ ف[۱] دار الکدورت (دنیا) میں ملنا جلنا کدورت سے خالی نہیں،

لہ جو میں کر رہا ہوں، سلہ اہل خیر کو دینی امور میں تحریض اور اس میں خرچ کرنے پر آمادہ کرنا،

سلام مسنون کے بعد یہ شعر ہدیۂ عید ہو اور میرا بدل ہے ؎

نہ دوری دلیلِ صبوری بود ٭ کہ بسیار دوری ضروری بود

وطن کی کشش، دوستوں کی عنایات کا جذبہ، عزیزوں کے دیدار کا تقاضا، اہل و عیال کا تعلق ایک ایک چیز مستقل مقناطیس تھا، مگر ان سب کے بعد کوئی ایسی چیز ان سب پر غالب ہو کر روک رہی ہے کہ جس کی وجہ سے میں آپ سے خواہاں ہوں کہ میرے اس مطلب کیلئے دعا فرمادیں اور ہمیشہ چین سے ملنے جلنے رہنے کی جگہ میں بعافیت پہنچا دے، کہ دار الکدورت میں کدورت سے ملنا جلنا کدورت سے خالی نہیں، یہاں کے عیش میں جلا اور صفائی نہیں، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

⑨

از مکتوب بنام جناب مولوی حکیم رضی الحسن صاحب تاریخ تحریر قبل از تیرہ سال

فوائد مکتوب ھٰذا :۔ ف اسلامی زندگی یہی ہو کہ مقاصد خدا و رسولؐ کو کامیاب بنانے میں ہر قوت جانی ومالی زور کے ساتھ مصروف رہے مسلمان اس سے نہایت غافل ہیں،

خاکسار کو تبلیغ کا جو ایک مدت سے خیال ہے جناب پر روشن ہو ہمیشہ جس سلسلہ کو چھیڑا اس سے اعلیٰ اور اس کی جڑ اور اصل کی طرف طبیعت راجع ہوتی چلی گئی جو آیت ”وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا، الآیہ“ کی حقیقت کو واضح کرتا رہا، اس وقت جو میرا خیال ہے، وہ یہ ہے کہ سب سے ضروری اور اہم ایک خاص بات ہے، اس کی طرف عام مسلمانوں

کو متوجہ کئے بغیر اسلامی کوئی کام دنیا میں نہیں ہو سکتا، میرا جی چاہتا ہے کہ حضرت عالی کی خدمت میں بھی عرض کروں، خدا کرے حضرت عالی کے یہاں مسموع و مقبول ہو کر میرے لئے تقویت بصیرت کا باعث ہو، وہ امر یہ ہو کہ مسلمان عام طور پر اپنی اسلامی زندگی بھول گئے، اسلامی زندگی یہی ہے کہ مقاصدِ خدا اور رسولؐ کو کامیاب بنانے میں ہر قوت جانی ومالی زور کے ساتھ مصروف رہے، مسلمان اس سے نہایت غافل ہیں، میرا جی چاہتا ہے کہ حضرت عالی اس وقت اس بات کا ارادہ فرمالیں تو اس کے متعلق مناسب معروضات عرض خدمت کروں گا، میرے خیال میں چند اصول ہیں جو نہایت مختصر ہیں اور نہایت ضروری ہیں، اُن کے کاربند ہونے سے سب کام سہل ہو سکتا ہے، اور دینی امور کو بھی بیحد سرسبزی ہو سکتی ہے،

فقط والسلام　　　بندہ محمد الیاس عفی عنہ

(۱۰)

(از مکتوب بنام صاحبزادی) ۲۶ رمئی ۱۹۳۶ء

میری بی بی اگر تو سلیقہ دار بیٹی ہے تو دین کی اور آخرت کے کاموں کے اندر اچھی طرح جی لگانے اور اُن کاموں کے ساتھ الفت اور محبت پیدا کرنیکی کوشش میں کمی نہیں کرے گی، جیسے نماز، قرآن، درود تسبیح اور غریبوں سے محبت، دلداری اور خدمت گذاری اور خوش کلامی، شیریں زبانی، اور دنیا کی زندگی سے جی نہ لگائے گی، اور اس کی تکلیف اور راحت کی پروا نہ کرے گی،

فقط والسلام

---

(۱۱) بخدمت پیکر صدق و وفا مجسمۂ جود و سخا متعنا اللہ بانفاسکم الطیبۃ آرائکم البہیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں اپنی غلط فہمی سے آٹھ سے نو اور نو سے ساڑھے نو تک منتظر رہا کہ کسی کی طلوعِ آمد کی شعاعوں سے اپنا یہ ظلمت کدہ منور ہو، لیکن بعد میں خیال ہوا اور اس پر غور کی نوبت آئی کہ وعدہ پرسوں کا تھا، (جو کل یعنی قیامت کے بعد کا دن ہے) اور میں اپنی غلطی سے آج منتظر رہا، میرا جی چاہتا ہے کہ اس جہان میں بھی آپکی تھوڑی سی زیارت ہو جائے، اور آپ کے وعدۂ ملاقات والے دن کے لئے صحیح سامان کے متعلق ہم خدام آپکی مبارک رائے سے مستفیض ہو جائیں، فقط والسلام بندہ محمد الیاس عفی عنہ

(۱۲) بقلم حبیب الرحمٰن عفی عنہ

فوائد مکتوب ھذا:- ف[۱] فتنوں کی رفتار ڈاک گاڑی سے بھی زیادہ تیز ہے اور اس کے مقابل کی رفتار چیونٹی سے بھی زیادہ سست ہے،

ف[۲] فتنہ کے زمانہ میں مشغول رہنے میں قربِ رضا کی اتنی ہی زیادہ امیدیں ہیں جتنی فتنوں کے اندر تاریکی زیادہ ہے،

مکرم محترم بندہ[۲] دام مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - کئی روز ہوئے آپ کا مادۃ الحیات مسمّٰی بہ گرامی نامہ جس کو چاہئے تھا کہ دل کو بڑی چین اور زندگی بخشے لیکن میرے بزرگ دوست! فتن مظلمہ مدلہمہ، ایمان سوز، جذبات کش کی رفتار ڈاک گاڑی سے بھی زیادہ تیز ہے اور اس کا مقابل جو حقیقت میں یہی ایک

---

[۱] مکتوب الیہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا، [۲] مکتوب الیہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا،

اسکیم ہی، اور ظلمت کو نور سے بدلنے والی ہے، اس کی رفتار کیڑی سے بھی زیادہ ضعیف ہی، فتنہ کی روانی دیکھ کر یہ مقداریں کچھ پیاس کے بجھانے کے لئے کافی نہیں ہیں، بہر حال اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھیں، ایسے فتنہ کے زمانے میں مشغول رہنے کے لئے ترقی درجات اور قربِ خداوندی اور خوشنودی ایزدی کی اتنی ہی زیادہ امیدیں ہیں کہ جس قدر فتن میں اظلام اور ادلہام ہے، اتنا ضرور زیادہ دھیان فرمادیں کہ اپنے احوال کا لکھتے رہنے میں میرے قصورِ جواب سے کمی نہ فرمادیں، یہ بندہ ناچیز آج ہی آگرہ اور ریاست جے پور کی ایک تحصیل ٹوڈہ بھیم وہاں کی نظامت ہنڈون وغیرہ سے واپس ہوا ہے، اس جگہ اللہ نے پبلک کو بڑے ذوق کے ساتھ متوجہ کیا، اور سب نے بہت استقلال سے کام کرنے کی لبیک کہی، مگر میرے بزرگو! ذوق کی لبیکیں سیرابی لانے والی نہیں ہیں، اور اس درد کے لئے مرہم نہیں کر سکتیں، عمل سے اس قدر اجنبی ہو چکے ہیں کہ ذوق کے ساتھ صرف ہاں کر لینا ہی ...... منتہائے عمل رہ گیا ہے، عمل کے واسطے اگر خصوصی جانبازی کے لئے اگر کچھ ہستیاں نمونہ نہیں بنیں گی تو لبیک کے میدان سے عمل کی سڑک پر پہنچنا نہایت دشوار ہوگا،

(۱۴) فوائد مکتوب ھٰذا۔ فــــ کلمہ اور نماز کی تصیح اس تحریک کا مقصود نہیں،

مخزنِ آمال و امانی[1] ارشدنا اللہ و ایاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے اس وقت تک ہمیشہ کام

---

[1] خاص تبلیغی کارکنوں کے نام،

کرنیوالوں سے ایک ایسی ذہنی ذہول کا تجربہ ہے کہ اس کے اندر تھوڑے سے
فرق کی وجہ سے کام کی نوعیت بالکل بکار سے بیکاری کی طرف منتقل ہوجاتی
ہے، بہت تھوڑا کرکے بہت کچھ کمانے کے بجائے "کوہ کندن وکاہ برآوردن" کا
نقشہ ہوجاتا ہے، میں بہت ہی متردد ہوں کہ میں اس کو کس طرح ذہن نشین
کردوں، زیادہ تر تو اس کو تکلم اور مخاطبت سمجھیں، بہر حال قیادت کتابت
میں بھی کوشش کرتا ہوں، کہ سمجھ میں آجاوے، خدا کرے کہ میری ناقص تحریر
سے آپ کی جودتِ خیال منتفع ہو،

وہ دو امر ہیں، ایک تو وہ جو نہ ہونا چاہئے اور وہ کرتے ہیں دوسرا
وہ جو ہونا چاہئے اور نہیں کرتے، امرِ اوّل کلمہ اور نماز کے صحیح کرانے کو گوارا
کرتے ہیں تو بمنزلہ مقصود کے کرتے ہیں کہ جیسا کہ اس تحریک کا مقصد ہو،
حالانکہ یہ مقصد نہیں، اور جو نہیں کرتے وہ یہ کہ اُن مخاطبین کے لئے یہ فیصلہ
کرلیں کہ جب تک اپنے مشاغل کو چھوڑ کر ترکِ وطن اختیار کرکے اس
تحریک کو لیکر باہر نہیں نکلیں گے، مشاغل کی ظلمت اور اس کا شدتِ
تکدّر توجہ کا اور قلب کے دھیان کا مشاغل کے ساتھ لزوجیت[1] کلمہ کے
صحیح کرنے اور ان کے انوار و برکات کے قبول کرنے کی اہلیت ہرگز پیدا
نہیں ہونے دیگی، اور نکلنے کے بعد بھی دوسروں میں کوشش کرنے کو
جب تک حق تعالیٰ کی رحمت کا ذریعہ نہیں بنائے گا اور دوسروں میں
محنت کرنیکے ذریعہ اللہ کی رحمت کا سہارا نہ ڈھونڈیگا تو بقاعدۂ سنتِ الٰہیہ

---

[1] چپک جانا۔

مَنْ لَّا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ اور بقاعدہ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ۔ اس نیت سے جب تک دوسروں میں کوشش کرکے حق تعالیٰ کی رحمت کا سہارا پکڑ کے پھر فراغت کے وقتوں میں محنت نہیں کریگا اس وقت تک یہ کلمہ اور نماز کی اصلی برکات جس سے ساری زندگی درست ہوتی چلی آوے حاصل نہیں ہوں گی،

میں بہت دل سے متمنّی ہوں کہ اس کی دعوت دینے کا باہم مشورہ کر کے سب ہمت کریں، شروع میں بہت دشواری ہوگی، لیکن مقصد اسی کا احیاء ہے، اور یُسر دین اسی کے زندہ کرنے سے وابستہ ہے، اور تمام ادارے جو مشکلات میں پڑے ہوئے ہیں وہ اسی کے فقدان سے، اس مضمون کا سب حضرات باہم مذاکرہ و مشورہ کرکے پھر اس کی دعوت کی ہمت کریں، سب جماعتیں کبھی کبھی اپنی کارروائی روانہ فرماتی رہیں،

(۱۴) بقلم قاضی معین اللہ ندوی

از نظام الدین اولیاء

بخدمت عنایت فرمایم جناب منشی نصر اللہ و نمبردار محراب و حافظ صدیق و حکیم رشید احمد و نمبردار عبد الغنی و دیگر احباب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ یکم تاریخ سے تبلیغی جماعتوں کی بڑی گرم خبریں اور بڑے بڑے وعدے ہو رہے تھے، لیکن اس وقت تک جماعت کی صورت میں ہو کر ایک جماعت بھی نہیں آئی، ایسے امر عظیم کے اندر پہلوتہی کرنی اور کوتاہی کرنی اللہ کی نعمت سے بڑی محرومی

اور خسران ہی، تمام مرکزوں کے اوپر ایک مستقل جماعت بہت جلد روانہ کردینی
چاہیے، جو ہر مرکز سے جماعت نکال کر ہٹیں خصوصاً نوح میں جو جلسہ ہو رہا ہے اس
جلسہ کی تقریب میں آجانیوالے دوستوں میں بہت کوشش کے ساتھ ایسی
جماعت بنادیں جو ہر ہر مرکز پر جاکر پوری کوشش کریں، اور جماعتیں نکالدیں
ہر جماعت میں تینوں قسم کے آدمی ملاکر جماعتیں روانہ کریں، صرف ایک
ہی قسم کے آدمی نہ ہوں، تینوں قسم کے آدمی ہوں،

فقط والسلام، بندہ محمد الیاس عفی عنہ

(۱۵) از نظام الدین

بخدمت جناب مولوی سلیمان صاحب و منشی بشیر احمد صاحب
زادت عنایاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے آپ صاحبان کو ایک خاص
امر کی طرف متوجہ کرنا ہے، ذرا آپ صاحبان دھیان کریں، میوات کے
اندر اس وقت اللہ کے فضل وکرم سے یہ قابلیت ہوگئی ہے کہ اگر مکاتب
کی طرف توجہ دلائی جاوے تو تھوڑی سی کوشش سے مکاتب ہو سکتے
ہیں، لیکن جو لوگ پڑھانے کے قابل ہیں ان میں سے اکثر زیادہ تر تو بیکار ہیں
اور جو پڑھنے پڑھانے میں لگ بھی رہے ہیں، اُن کی بہت سی باتوں کی نگرانی
اور خبر گیری نہ ہونے کی وجہ سے جتنا نفع ہو سکتا ہے وہ نہیں ہو رہا، ان
میں بعض آدمی تو ایسے ہیں کہ وہ تھوڑی سی توجہ سے بہت اچھا کام کرسکتے
ہیں، لیکن ان کی طرف توجہ بہت کم کی جارہی ہے اور ماہانہ امتحانات اور

نگرانی سے بہت غفلت ہورہی ہے، ایسا نہ ہونا چاہیئے، اپنے مرکز کے امتحانات کی سختی سے پابندی کی جاوے، اس کی سخت ضرورت ہی، اوران میں بعض ایسے بھی ہیں کہ وہ بہت بڑا کام سنبھال سکتے ہیں لیکن ان کی مفوضہ جگہ ان کی قابلیت کے قابل کام کرنیکی جگہ نہیں ہی، ان میں سے ایک قابل قدر اور اپنے اندر جوہر اور گوہر لینے والے حافظ محمد یوسف چندینی والے ہیں، میں جہانتک سمجھتا ہوں انھیں دنیاوی لالچ نہیں ہی، بلکہ پڑھانے سے خود شوق رکھنے والے ہیں، ایسے آدمی کم ہوتے ہیں، ان کے موافق چندینی میں طلبہ کی تعداد نہیں ہے، لہٰذا انھیں ایسی جگہ رکھنا چاہیئے، کہ جہاں پر ۵۰، ۶۰ طلباء سے کم نہ ہوں، وہ بڑی مقدار سنبھالنے والے ہیں، لہٰذا اگر خود چندینی میں ۶۰، ۷۰ کی تعداد نہ ہوسکے، تو قصبہ سہنہ والوں اور راتسینا والوں سے کہا جاوے، ان میں کوئی ۶۰، ۷۰ طلباء کی ذمہ داری کرلیں، تو حافظ یوسف ...... کی جگہ چندینی کے لئے وہاں کے لڑکوں کے مناسب آدمی تجویز کردینا چاہیئے، اوران کو ان دونوں جگہوں میں سے کسی جگہ تجویز کردینا چاہیئے، اس میں ایسے آدمیوں کو مقرر کیا جاوے کہ تبلیغی کاموں میں بال بھر فرق نہ آوے، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ۔ بقلم حبیب الرحمٰن

۹ر مارچ سنہ ۱۹۴۲ء (ہفتہ)

(۱۶)

۷۸۶

محترمانم دینداران میوات ثبت اللہ قلوبنا علی الدین والہمنا اللہ الرشد والایمان والیقین،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرے دوستو! ایک نہایت لطیف ضروری جو دینی اور ایمانی ترقیات کی باریک سی جڑ ہے، اس پر متنبہ کرنے کی نیت سے اس تحریر کا ارادہ ہے، خدا کرے اس کے فضل وکرم ورحمت سے موجب برکت ہو، آمین، مجھ سے ادائگی بھی ہو جائے، اور قلوب میں قبولیت بھی ہو اور اس کے مناسب زندگی پر پڑنے کی خدائے پاک سے توفیق نصیب ہو، اور پھر دین کی جڑوں کی سیرابی اور اللہ کی رضا اور خوشنودی اس پر مرتب ہو، اللّٰھم آمین ثم آمین،

میرے دوستو! یہ تبلیغ کے اندر صحیح اصول کے ساتھ کوشش کرنا جو ہے اس کو خوب غور کر کے سمجھ لو، کہ یہ کیا چیز ہے، خوب سمجھ لو اور خوب سمجھ لو کہ یہ دین کے ادارے اور جتنے بھی ضرورت کے امور ہیں ان سب دینی امور کے لئے تبلیغی صحیح اصول کے ساتھ ملک بہ ملک پھرتے ہوئے کوشش کرنا باقی سب امور کیلئے بمنزلہ زمین ہموار کرنے کے ہے اور بمنزلہ بارش کے ہے اور دیگر جتنے بھی امور ہیں وہ اس زمینِ مذہب کے اوپر بمنزلہ باغات کی پرورش کرنے کے ہیں، باغات کے ہزاروں اقسام ہیں، کوئی کھجوروں کا ہے، کوئی اناروں کا ہے، کوئی سیبوں کا ہے، کسی میں کیلے ہیں اور کوئی پھلواری کا باغ ہے، باغ ہزاروں چیزوں کے ہو سکتے ہیں، لیکن کوئی باغ دو چیزوں کے اندر پوری پوری کوشش کرنے کے بغیر نہیں ہو سکتا، پہلی چیز زمین کا ہموار اور درست ہونا ہے، زمین کے ہموار کرنے میں کوشش کے بغیر یا زمین میں کوشش کر کے خود اُن باغات میں مستقل پرورش کئے بغیر

سب قسم کے باغات پرورش نہیں پاسکتے، سو **ف** دین میں تبلیغی امور کی کوشش، یہ تو زمینِ مذہب ہے، اور سب ادارے باغ ہیں، ابتک زمینِ مذہب ایسی ناہموار اور ہر طرح کی پیداوار اور باغات سے اس قدر نامناسب ہورہی ہے کہ کوئی باغ اس زمین پر لگ نہیں سکتا، یہی وجہ ہے کہ جتنے بھی مذہبی ادارے ہیں وہ زمین کی خرابی کی وجہ سے سب خراب اور برباد ہوتے چلے آرہے ہیں، اور زیادہ تراس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری ابتلاء وآزمائش کے لئے ہمارا دشمن جو نفس اور شیطان مقرر کیا ہوا ہے وہ ہمارے ارادوں، ہماری نیتوں، اور ہمارے عملوں پر کچھ ایسا پورا پنجہ گاڑ کر قابو پائے ہوتے ہے کہ وہ ہمارے سب کاموں سے دین کے بگاڑ کا کام زیادہ لیتا ہے، ہم باغات کے سرسبز ہونے کے نشہ میں ایسے بیخبر ہوتے ہیں کہ نیچے کی جڑوں اور زمین کے برباد ہونے کی خبر بھی نہیں رکھتے اگر دونوں چیزوں کے اندر اپنی کوشش کو ہمت اور استقلال کے ساتھ جاری نہ رکھوگے تو نہ زمین ہی درست ہوگی، نہ باغات ہی سرسبز ہونگے

ف دین میں تبلیغی امور کی کوشش زمین مذہب ہے اور سب ادارے باغ ہیں، ابتک زمین مذہب ایسی ناہموار اور نامناسب ہے کہ کوئی باغ اس زمین پر نہیں لگ سکتا،

اس وقت میرا مقصد مدرسۂ نوح کے لئے غلّہ کی ضرورت کی طرف توجہ دلانا ہے، کہ اس وقت موقع دو چیزوں کا ہے، یعنی ایک زمین مذہب کی ہمواری کے لئے لوگوں کو باہر نکالنا، اور چمنِ مدارس کے لئے غلّہ کی فراہمی کرنی، اگر اس چمن کی جو تمھارے یہاں پہلے سے قائم ہے اُسے تم سرسبز نہ کرسکوگے اور غافل رہوگے تو پھر تمھارے اندر دیگر مدارس کے

پیدا کرنے کی قوتیں کہاں سے پیدا ہوں گی، اور یہیں سے ایک ضروری بات کہنی ہے، اور یہی ہے اصل اس خط کا مغز کہ ایمان کی جو جڑ ہے، اور ایمان کے صحیح راستہ پر اس وقت تک نہیں پڑ سکتا جب تک منافقانہ چال کا اپنے اندر رڈر نہ ہو، اور اُس کی صورت یہ ہے کہ یوں سمجھے کہ یہ دینی کام جو کہ میں کر رہا ہوں میرے سے شیطان کرا رہا ہے، میں بھلا ایسا کہاں تھا کہ اللہ کے راضی کرنے کے لئے یہ کام کرتا، اور اپنے نفس کے نفاق کے دلائل کو ڈھونڈھنے میں لگا رہے، اور تنہائیوں میں نفس کو قائل کرتا رہے، کہ تو جھوٹا ہے چنانچہ آپ کے ملک میں ابتک مدارس کے شوق ہی کی مثال کو لے لیجئے، میرے نزدیک مدارس کا شوق خلوص اور اللہ کے واسطے نہیں تھا، بلکہ شیطان ہماری گردنوں پر سوار ہو کر باہمی جنگ کا حیلہ ڈھونڈھ رہا تھا، تاکہ مدارس کے حیلہ سے مسلمانوں میں باہمی جنگ اور فتنہ و فساد کرنے کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کو برباد کرے، کیونکہ ابتک تبلیغ کی برکت سے اس کا یہ داؤ نہ چلا، اس لئے تم سے وہ گُر جو اس بات پر تمھیں آمادہ کرے تھا اس نے چھوڑ دیا، اور یہ رضائے الٰہی کے واسطے سرے ہی سے نہ تھا لہٰذا مدارس کا فروغ رُک گیا، اگر مدارس کی کوشش رضائے الٰہی کیلئے ہوتی تو مجھے بتلا دیں کہ کیا وجہ ہے کہ اس سال غلّہ کی فراوانی بھی بہت ہے، اور لوگوں کو دین کا شوق بھی پیدا ہو چکا ہے، لوگوں کے دین کا شوق ہونے اور غلّہ کی فراوانی ہونے کے باوجود غلہ کی وصولی اتنی بھی نہیں جتنی قحط اور دین سے جہالت کے زمانہ میں تھی، میرے نزدیک اگر رضائے الٰہی

کے لئے ہوتا تو اب سینکڑوں مدارس ہوتے، اس وقت دیندار لوگوں کا اس
میں کوشش نہ کرنا صاف بتلا رہا ہے کہ ہمارا دشمن فتنہ وفساد پر اُبھار رہا تھا
اس کو اپنی اغراض نظر نہ آئیں، لہٰذا اس نے چھوڑ دیا، رضوانِ الٰہی کی اتنی
طلب ہی نہیں کہ خالص اس کے واسطے جان توڑ کر کوشش ہو جاوے،
میرا مقصد محض الزام نہیں ہے، بلکہ ایک طرف متوجہ ہو کر اطمینان کے ساتھ
ذکر کی تکثیر اور نمازیں پڑھ پڑھ کر پھر از سرِ نو پُرزور کوشش کی ہمتیں
کریں، اور ان دونوں باتوں میں پوری سعی کریں، کہ آدمی بھی کثرت سے نکلیں،
تاکہ زمین تیار ہو اور مکاتب کی کثرت ہو، اور وہ روش زندگی کی ہو کہ ہر
مسلمان کی مسجد وہاں کے بچوں کے مکتب کی صورت ہو، اپنے دشمن کی گھات
سے ہوشیار رہو اور حق تعالیٰ جل جلالہٗ کی حصولِ رضا میں جان دیدینے کے
رواج میں پوری کوشش کرو، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم بشیر احمد

نوٹ :۔ اِس خط کی نقلیں مختلف احباب کی طرف روانہ فرما دیں،

(۱۷) ۸۶ء

محترمانم حضرات میاں صاحبان دامت فیوضکم وثبت اللہ علی
الدین اقدامکم وشرح للاسلام صدورکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ
تمھاری ہمتوں کو بلند فرمادے، اور تمھارے ہاتھوں ہی اپنے دین کو منصور
اور مظفر اور پائدار آبدار اور چمکتا ہوا اور ترو تازہ فرمادے، اس موضع نئی

کے جلسہ میں نہایت ضعف و سستی رہی اور آپ صاحبوں کی ہمت اور قوتوں سے جمع تو بہت بڑے بڑے لوگ ہوئے لیکن میری کوتاہ نظر میں اتنی باتوں کی کمی رہی ۱۔

علہ اپنے یہاں کے اصلی مقاصد کے چھتوں نمبروں میں سے ایک بھی خاطر خواہ نہیں بیان کیا گیا، صرف اجمالاً باہر نکالنے کو کہا گیا، حالانکہ چاہئے تھا کہ اپنے تمام نمبروں کو مع اس کی اندر کی فضیلتوں اور اس کی برکات اس کے اثرات اور ان پر جمنے کے ذریعہ تمام دین میں سمجھ کے پیدا ہونے اور جڑوں کے جمنے اور مسلمانوں کے پہلوؤں کو سرسبز کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہئے تھی، ہر ہر نمبر کی الگ الگ یہ سب باتیں تفصیل وار ذہن نشین کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہئے تھی، اور اس کے برخلاف ایک نمبر کی بھی کوئی خوبی نہیں بیان کی گئی،

۲ سب ذیلداروں اور سربرآوردہ لوگوں کو ہر موضع کے دیندار علماء اور میانجی لوگوں کے ساتھ الگ الگ جماعتیں کرکے ہر ایک جماعت سے الگ الگ "ہاں" کرانی چاہئے تھی، اور اس میں کوشش کا اقرار کرانا چاہئے تھا،

۳ ان سب جماعتوں سے اقرار کرانے کے بعد ہر ایک جگہ کے واسطے ان کو عمل میں مصروف کرنے کے لئے اپنے پرانے لوگوں کو تقسیم کرکے عمل میں اور گشت میں مصروف کر دینا چاہئے تھا،

۴ ہر ہر قوم کی الگ الگ جماعت بنانے کی ہیں بہت فن

سے تاکید کر رہا ہوں، اس جلسہ میں ضروری تھا کہ موضع نتی سے ہر ہر قوم سے
مستقل جماعت نکالنے کی پوری کوشش کرنے کے لئے ایک جماعت
دو چار دن کے لئے مقیم کر کے آنا تھا، جو ہر قوم سے الگ الگ جماعت
نکال کر آتی،

۵ صرف تعلیم کے لئے ایک جلسہ کی ضرورت تھی، جس میں
تمام مدرسین اور مبلغین جمع ہو کر محض تعلیم والے نمبر کے پہلوؤں پر غور
کر کے تعلیم کے فروغ میں پورا زور دیا جاوے، اس جلسہ کی کوئی تاریخ
مقرر کر دینی چاہئے تھی، یہ بھی نہ ہو سکا،

۶ یوپی میں جماعتیں بھیجنے کے لئے ہر ہر طبقہ سے الگ الگ اقرار
کرایا جاتا یہ بھی نہ ہو سکا، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

یہ میں نے اس واسطے تحریر کیا ہے کہ اس جلسہ میں ان ناکامیوں کی وجہ
سے ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کی کوشش کریں اور
آئندہ جلسوں میں ان سب نمبروں میں ہمت اور پابندی اور بیدار مغزی
کے ساتھ کوشش کرنے کی اللہ جل جلالہٗ سے دعاء کرتے رہا کریں،

فقط والسلام

محمد الیاس عفی عنہ

۱۸

فوائد مکتوب ھٰذا۔ ف۱۔ دین کے اندر کی کوشش حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کا مرہم ہے،

از نظام الدین اولیاء
بندہ محمد الیاس عفی عنہ ۲۴ شوال ۴۸ھ

بخدمت چودھری میاں جی چاند مل صاحب و چودھری امراؤ صاحب
ونمبر دار فتو صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے دوستو! انسان کو اپنے اللہ پاک کے راضی کرنے کی اپنے نفس اور اپنی زندگی کو باقی رکھنے سے زیادہ ضروری ہے، اور میرے دوستو! مرنے کے بعد کی زندگی کے سامان کی اس ناپائدار زندگی کے سامان سے بہت زیادہ ضرورت ہے، میرے دوستو، دین کی کوشش میں لگا ہوا شخص مرنے کے وقت تروتازہ اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرخروئی سے منہ کرسکے گا، اور محمدی دین سے غفلت میں مرنے والا روسیاہ اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے منہ نہ کرنے کے قابل اور بری موت مرے گا، دین کے اندر کی کوشش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درد کا مرہم ہے، اتنی بڑی ہستی کے مرہم کی فکر نہ کرنا بڑی جہالت اور سخت بری بات ہے، لہذا میں تمھیں نہایت تاکید کے ساتھ توجہ دلاتا ہوں کہ مردانہ ہمت کے ساتھ اِدھر اُدھر سے جن کو کوشش کرنے والا سمجھو اپنے ساتھ لے کر اپنے گاؤں میں فی گھر دو دو مہینے کے لئے ایک ایک آدمی دین کے پھیلانے کے لئے نکالنے میں ضرور پوری کوشش کرو، میرے دوستو! تم بھی سمجھو اور سب کو سمجھاؤ کہ گھر کے جتنے آدمی ہیں وہ سب تو اس تھوڑی سی زندگی کے

لہ میوات کے بہت قربانیاں دینے والے پرانے مبلغین۔ (ط)

سامان میں لگے رہیں، اور فی گھر ایک آدمی کا مرنے کے بعد کی اتنی بڑی زندگی کے سامان میں اور وہاں کا سرمایہ حاصل کرنے میں لگے رہنا ضروری ہے، آخر وہاں کے سامان کی بھی تو ضرورت ہے اگر ایسا کروگے تو تمھاری دنیا میں بڑی برکت اور بڑی ترقی ہوگی، تم خود نمبردار محراب کے کام کو دیکھ لو، وہ اپنے گھر میں جو باوجود اکیلا ہونے کے دین کے اندر کوشش کرتے رہے اس کی دنیا میں کچھ فرق نہیں آیا، بلکہ بڑی برکت ہوگئی،

میرے دوستو! مرنے کے بعد کا وقت بہت سخت وقت ہے، اور مرنے کے بعد کی گھاٹیاں بہت بھاری گھاٹیاں ہیں، ایسے بھاری وقت کے واسطے اتنی بات کی کوشش کرنا اس کے مقابلہ میں کچھ بھاری بات نہیں ہے، میرے دوستو! اس میں کوشش کرنے سے سینکڑوں حضورؐ کی سنتیں زندہ ہونگی، اور ہر ہر سنت پر سَو سَو شہیدوں کا ثواب ملے گا، تم خود دیکھو ایک شہید کا کتنا بڑا رتبہ ہوتا ہے،

میرے دوستو! اس کام کے لئے نکلنے والوں کے قدم میں امید کرتا ہوں کہ فرشتوں کے پَروں پر پڑتے ہیں، اور اللہ کے یہاں بہت بڑا درجہ نصیب ہوتا ہے، دنیا کی مخلوق اور آسمان کے فرشتوں کے دلوں میں اس کام کے کرنیوالوں کی محبت اور وقار جمتا ہے،

میرے دوستو! دین کے ہر کام میں تمھارا گاؤں آگے رہا ہے، اور سب سے زیادہ بہادر رہا ہے، فی گھر ایک آدمی نکالا جانا یہ نئی تحریک ہے۔ اس میں سب سے آگے رہو، اگر انشاء اللہ تم نے اس میں جم کے کوشش

کی اللہ کی نصرت سے ضرور کامیاب ہو گے اور پھر دوسروں کو بھی رغبت ہوگی اور پھر وہ بھی اس میں کوشش کریں گے اور ان کے ثواب میں تم شریک رہو گے، میرے کہنے کو غنیمت سمجھو، بھلی بات کہنے والے ملتے نہیں ہیں، دیکھو بھلے کام میں کوشش کرلو، مرنے کے بعد کوشش کا موقعہ نہیں ملے گا اور تمنائیں ہوں گی، فقط والسلام

۱۹

۷۸۶

بنام مولانا عمران خاں صاحب ندوی

مکرم محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'۔ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال کیا گیا تھا جس میں ۱۶ رجنوری کو علاقہ میوات میں مقام نوح میں ایک اجتماع چودھریوں اور سربرآوردگان کو تبلیغ کے لئے دعوت اور اس پر آمادہ کرنے کے لئے طے ہوا تھا، وہ ملتوی کر دیا گیا، چونکہ بندہ بیمار ہے اور معالج نے حرکت اور گفتگو کرنے کو منع کر دیا ہے، احباب کی رائے میں میری شرکت کو ضروری سمجھا گیا، اس لئے فی الحال ملتوی کر دیا گیا، اطلاعاً عرض ہے، مولانا منظور صاحب کو بھی اطلاع فرمادیں، مولوی عبدالغفار صاحب ادارۂ تعلیمات اسلامیہ کو بھی اس کی اطلاع فرمادیں،

فقط والسلام بقلم انعام الحسن،

از راقم سلام مسنون، بخدمت جناب مولانا عمران صاحب سلام مسنون، اگر مولانا ابوالحسن صاحب موجود نہ ہوں تو ادارۂ تعلیمات

اسلامیہ میں اس خط کو بھجوادیں،

(۲۰)

۸۶ء

بگرامی خدمت احباب با اخلاص خصوصًا مولوی سلیمان صاحب

زیدت عنایاتکم،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ پس از سلام واضح ہو کہ ایک نہایت ضروری امر کے لئے تکلیف دینے کے ارادہ سے رقعہ مزید تحریر میں لا رہا ہوں وہ یہ کہ ہماری تحریک ایمان جس کی حقانیت اہلِ جہان تسلیم کر چکے ہیں، اس کے عمل میں آنیکی صورت بجز اس کے کہ ہر آدمی لاکھ جان کے ساتھ قربان ہونے کو تیار ہو اور کوئی ذہن میں نہیں آتی، دنیا کا یہی فیصلہ ہے، اور فیض آسمانی کی ہزارہا مرتبہ آزمودہ ہو کر ہزاروں اقوام کو ترقی اور تنزّل کے نمونے دکھلا چکی، میں اپنی قوّت اور ہمت کو تم میواتیوں پر خرچ کر چکا، میرے پاس بجز اس کے کہ تم لوگوں کو اور قربان کردوں کوئی پونجی نہیں، میرا ہاتھ بٹاؤ، اس وقت فوری ضرورت یہ ہے کہ میں ہفتہ کو بارہ ٹونٹی سے اس لاری پر جو تقریبًا پانچ بجے چلے گی، دھولیت کے جلسہ کے لئے روانہ ہوں گا، آپ احباب کی ایک جماعت ایسی تیار ہو کر جلسہ میں پہنچ جانی چاہئے جو آنے والوں کو وعظ وغیرہ سے پہلے ہی آمادہ کر کے یوپی وغیرہ کے لئے تیار کر کے تمام اُن مقدمات کو جو اختتام پر کرنے پڑتے ہیں اور ان میں کھنڈت پڑتی ہے طے کر لے تاکہ جلسے کے ختم پر محض ان کا دعاء کر کے چلنا ہی باقی رہا کرے، مگر

استقلال کے ساتھ خط پر غور کیجیو، جلد فیصلہ نہ ہونے کا نہ کیجیو، ہمت، محنت، اور استقلال تین لفظوں کا دھیان رکھیو، فقط والسلام،

بندہ محمد الیاس غفرلہٗ

بنام کارکنانِ میوات

(۱) فوائد مکتوب ھٰذا۔ ف! تبلیغ میں نکلنے کا خلاصہ تین چیزوں کا زندہ کرنا ہے، ذکر، تعلیم، تبلیغ،

میرے دوستو اور عزیزو! تمھارے ایک ایک سال دینے کی خبر سے جو ابھی سے مسرت ہو رہی ہے، وہ تحریر سے باہر ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرماویں اور توفیق مزید عطا فرماویں، میں چند باتوں کی طرف آپ صاحبان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں:۔

(۱) اپنے اپنے علاقے کے اُن لوگوں کی فہرست جمع کر کے مجھے اور شیخ الحدیث صاحب کو لکھیں کہ جو ذکر شروع کر چکے ہیں یا اب کر رہے ہیں یا چھوڑ چکے ہیں،

(۲) دوسرے جو بیعت ہیں اور ان کو بیعت کے بعد جو بتلایا جاتا ہے اُن کو نباہ رہے ہیں یا نہیں؟

(۳) ہر مرکز میں جو مکاتب ہیں ان کی نگرانی اور جدید مکاتب کی جہاں جہاں ضرورت ہو،

(۴) تم خود بھی ذکر اور تعلیم میں مشغول ہو یا نہیں، اگر نہیں ہو تو

بہت جلد اب تک کی غفلت پر نادم ہو کر شروع کر دو،

(۵) نمبر اوّل سے مراد یہ ہے کہ جن کو بارہ تسبیح بتائی ہیں وہ پابندی سے پورا کرتے ہیں یا نہیں؟ اور انھوں نے ہم سے پوچھ کر کیا ہے یا خود اپنی تجویز سے ذکر کرنے والوں کو دیکھکر شروع کر دیا ہے، ہر ہر شخص سے دریافت کر کے نمبر وار تفصیل لکھو،

(۶) اپنے مرکزوں سے ہر ہر نمبر کے متعلق نمبر وار تفصیل کے ساتھ کارگذاری میرے اور شیخ الحدیث صاحب کے پاس روانہ کرنیکا اہتمام ہو،

(۷) جو ذکر بارہ تسبیح کر رہے ہیں اُن کو آمادہ کرو کہ وہ ایک ایک چلہ رائے پور[1] جا کر گذاریں،

(۸) حضرت تھانویؒ کے لئے ایصالِ ثواب کا بہت اہتمام کیا جاوے، ہر طرح کی خیر سے اُن کو ثواب پہنچایا جاوے، کثرت سے قرآن شریف ختم کرائے جاویں، یہ ضروری نہیں کہ سب اکٹھے ہو کر ہی پڑھیں، بلکہ ہر ہر شخص کا تنہائی میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے، تبلیغ میں نکلنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے، اس لئے اس صورت سے زیادہ پہنچاؤ،

(۹) حضرت تھانویؒ سے منتفع ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ان کی محبت ہو اور اُن کے آدمیوں سے اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منتفع ہوا جاوے، اُن کی کتابوں کے مطالعہ سے علم آوے گا اور ان کے آدمیوں سے عمل، اس وقت یہ چند ضروری باتیں عرض کر دیں،

---

[1] رائے پور (ضلع سہارنپور) حضرت مولانا عبد القادر صاحب خلیفہ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوری کی خدمت میں۔

آئندہ تمھاری کارگذاری آنے پر جو چیزیں بندہ کے نزدیک ضروری ہوں گی، انشاءاللہ عرض کرتا رہوں گا،

(۱۰) میرے دوستو! تمھارے نکلنے کا خلاصہ تین چیزوں کا زندہ کرنا ہے، ذکر، تعلیم، تبلیغ، یعنی تبلیغ کیلئے باہر نکلنا اور ان کو ذکر و تعلیم کا پابند کریں،

(۱۱) پُرانے آدمیوں کو خصوصاً جو میرے بھائی کے ملنے والے ہیں ان کو اہتمام سے اس کام میں اپنے ساتھ لگانے میں خصوصی کوشش کریں،

(۱۲) اپنے اوقات کی قدر کریں اور لایعنی سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی ترغیب دیں، تمھارا عمل دوسروں کے لئے نمونہ ہوگا،

(۱۳) شیطان کی کامیابی دو چیزوں میں لگا دینا ہے، اوّل لایعنی، دوسرے اپنی راحت و آرام کے فکر میں پڑ جانا،

(۱۴) اپنی کارگذاری کے ساتھ شیخ الحدیث صاحب کو اس کا شکریہ بھی لکھو، کہ تمھارا گھروں سے مکارہ کو برداشت کرتے ہوئے نکلنا محض آپ کی توجہ ہی کی برکت سے ہوا ہے، ہمارے تغافل سے جو آپ کو تکلیف پہنچی ہے اس کی معافی کے خواستگار ہیں، "وَلٰکِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ" سے نہ بنیں، بلکہ اپنے ناصحین کو زیادہ سے زیادہ خوش کرنے والوں سے بنیں،

(۱۵) سب سے زیادہ ضروری ان غلطیوں پر ندامت جس قدر بھی زیادہ ہوگی اس کے بقدر تم "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ" کے ماتحت اس کے محبوب ہو جاؤ گے، اور آخر شبوں اور فرض نمازوں کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعاء کا بہت زیادہ اس کام کے فروغ کے لئے اہتمام کیا جاوے، دعاء

تمام تمھاری عبادتوں کا مغز ہی، اس کے فروغ کے لئے یٰسین شریف کا ختم وغیرہ کرا کر اہتمام سے دعا منگواتے رہو،

(۲) ۷۸۶

میرے محترم دوست[1]!

اللہ تعالیٰ تمھارے دینی جذبات کو قبول فرمادیں، اور کسی ٹھکانہ سے لگادیں، آپ کے خلوص اور جذبات کی بلندی اور جوش سے طبیعت میں رشک آتا ہی، حق تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات میں کوشش کی توفیق نصیب فرمادیں، میرے بزرگ دوست! ہر کام ہر شخص نہیں جانتا، میرے نزدیک جذبات کی درستی اور دین کا صحیح سلیقہ تبلیغ کے بغیر آنا مشکل ہی اور یہ ہر وقت کے مسائل مقامی علماء اچھی طرح سے پہچانتے ہیں، ہاں تبلیغ اگر کرنی ہو تو ضرور آپ تشریف لادیں، مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۳۸ء

(۳) بخدمت فلاں و فلاں و جملہ محبان بندہ بلکہ محبانِ خدا و رسولؐ و دوستدارانِ مذہب ملت دام مجدکم،

السلام علیکم، مسلمان کی قطعاً اصل زندگی اور اللہ جل شانہ کی مخلوقات کے ساتھ خاص رحمت کے ساتھ متوجہ کرنیوالی زندگی اور مشغول ہونیوالے اور باقی مسلمین کی بلاؤں کی ہٹانیوالی اور مقاصد کو تر و تازہ کرنیوالی زندگی محض سراسر صرف ان امور میں کوشش کرنیکے بقدر رہی، اس طرز زندگی سے غافل ہوتے ہوئے بہبودی کا انتظار اور بلاؤں کے کم ہونے کا وہم ایک مجنونانہ اور غلط

---

[1] مکتوب الیہ کا نام معلوم نہیں ہوسکا،

خیال ہے، لہٰذا میں یہ رسالہ بھی روانہ کر رہا ہوں، اور اپنے دوستوں کو اور خدا اور رسولؐ کی دوستی کی تمنا رکھنے والوں کو تقاضے کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہر گز اس میں کوشش کے ساتھ لگے بغیر خدا کی رحمت کے منتظر نہ رہیں اور بلاؤں کے ہٹنے کا وسوسہ نکال دیں، ان چیزوں میں کوشش ہی دافع البلایا اور مفرج الکرب اور دافع غموم اور ہموم ہے، مجھے یہ مضمون لکھاتے ہوئے طبیعت بے چین ہوتی ہے، لہٰذا اسی پر اکتفاء کرتا ہوں،

(۴)

محترمانم و محبانِ صادقانم ارشدنا اللہ وایاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ۔ الورکا واقعہ ایک عبرت اور نہایت سبق دینے والا واقعہ ہے، ہمیشہ یاد رکھو، کام کرنیوالے کو ہر کام کرتے ہوئے ایک مشکل اور کسی پھساوڑے کا پیش آجانا یہ اللہ کی عادات میں سے ہے، اور وہ وقت جو ہے ایک کتاب ختم ہو کر اس سے اگلی کتاب کے شروع ہونے کے ہم معنی ہے، اور اگلی کتاب کے شروع ہونیکی صورت یہ ہے کہ بلبلا کر اور خلقت سے اور دنیا کی زندگی سے استغناء کرے اور مرضیاتِ خداوندیہ میں اپنی حیثیت اور ہمت کے موافق جم کر کوشش کرے تب تو ترقی میں اگلے درجہ پر چڑھ جاوے گا اور اگر ایسا نہ کیا تو اپنی پہلی حالت سے بھی نیچے گر جاویگا، سوا گر توفیقِ ایزدی شاملِ حال رہے، اور پھساوڑے کے اڑگڑے سے اللہ تعالیٰ شانہ، نجات بخشیں، تو اس کے شکریہ کے واسطے شکریۂ ایزدی حق تعالیٰ شانہ واجب ہے، شکریہ کی حقیقت یہ ہے کہ ابتک جو کچھ بھی پیش آیا ہے یا کامیابی ہوئی ہے اس کو اپنی کوشش کا نتیجہ ہر گز نہ سمجھے، یہ شرک ہے، صرف

فضلِ خداوندی سمجھے اور بذریعہ نماز کی کثرت اور تسبیحات کی کثرت خصوصاً ان دو دعاؤں کی تکثیر کے ذریعہ صرف اللہ کے فضل ہونیکا زبان سے اقرار کریں، وہ دو دعائیں یہ ہیں

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِعِزَّتِہٖ وَجَلَالِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ،

(۲) اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ شُکْرًا وَّلَکَ الْمَنُّ فَضْلًا،

اور دین کے کاموں میں بہت جم کر پہلے سے سو درجے زیادہ لگ جاوے، اس سنے کل کے بعد اگر یہ دونوں معاملے کئے تو بیشک شکر یہ ادا کیا، ورنہ کفرانِ نعمت ہوگا اور کفرانِ نعمت پر عذاب کی وعید ہے جس کو فرماتے ہیں "وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ" الخ اور جب عذاب ہوا تو پکڑ ہوگی اور اِنَّ بَطْشَ الخ،

سو میرے دوستو! یہ مشکل ہٹنے کا موقعہ آیا ہے لہٰذا دونوں طرح کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، اور تمام ملک میں اس طرز کے ساتھ جابجا شکریہ کی ادائیگی میں سعی کرنی چاہئے، فقط والسلام، ہر مرکز سے سینکڑوں کی مقداریں نکلنے کی سعی میں سب کو لگجانا چاہئے، اس سے اللہ راضی ہوں گے مرتبہ بلند ہوگا، دنیا میں بڑی بڑی عزت والوں میں تمھاری عزت ہوگی، اور مرنیکے وقت تمام بلاؤں سے چھوٹ کر گویا کہ ایک سلطنت کی شاہانہ زندگی کی ابتداء ہوگی، اس کام کے کرنیوالے کیلئے اور مرنیکے وقت تمام آلائش سے چھوٹنے کا وقت ہوگا، اور اگر ایسا نہ کیا تو یہ زندگی ہماری خنزیر کی زندگی سے بدتر چل رہی ہے، لہٰذا میری تحریر میں سعی کو ضروری سمجھکر اپنے کو سرسبز کرنیوالی زندگی کو دوڑ کر حاصل کرلو، اپنے جملہ مبلغین کی ایک باوقار اچھی جماعت لیکر گوالدہ پر تو خصوصاً اور دوسرے مرکزوں میں عموماً اپنی موجودگی میں کوشش کرکے جتنے ہوسکیں روانہ کردیں، اور آتے

ہوئے ایسا بندوبست کرکے آدیں کہ مرکز کی جماعت نکلنے والی جماعتوں کا تار نہ ٹوٹنے دیں، تبلیغ سے واپس ہونیوالی مقدار سے تبلیغ کے لئے نکالنے والی جماعت کی مقدار ہمیشہ چوگنی اور دس گنی ہونی چاہیئے، اس قسم کی میری تحریر مولوی نور محمد صاحب جیسوں کے پاس خصوصیت سے بھیجدیں، مولوی ابراہیم چند دن کے لئے میرے پاس آجاتے، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفی عنہ

(۵) ۸۶ء

فوائد مکتوب ھذا: ف! ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ نہ کسی کی دلآزاری کو پسند کرتی ہے نہ کسی فتنہ فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے،

ف۲ دوسروں کے عیب کی کوشش بے ہنری اور کام کو بے رونق کرنیوالی چیز ہے۔

کاشف العلوم، دہلی

محترمان، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مزاج گرامی: آپ حضرات کی تحریر سے سرگذشت تبلیغ اور واگذاشت ضروری معلوم ہوئی، آپ لوگ خوب یقین فرمالیجئے کہ ہماری تحریک اور اسلامی تبلیغ نہ کسی کی دلآزاری کو پسند کرتی ہے، اور نہ کسی فتنہ فساد کے الفاظ سننا چاہتی ہے، آپ لوگوں نے بدعتی کے لفظ سے بعض جگہ کے لوگوں کو یاد کیا ہے آئندہ سے ایسے الفاظ سے احتراز چاہیئے، جو اشتعال انگیز فتنہ خیز ہوں، بلکہ اس قسم کے مبہم الفاظ لکھنے چاہیں جس سے کسی خاص فرقہ یا جماعت پر طعن نہ ہو، مثلاً بعض جگہ کے لوگ ابتک شبہات و شکوک میں پڑے ہوتے ہیں۔ ہم اپنی کمزوری اور کوتاہی کی وجہ سے ان کے اشکالات حل نہ کرسکے اور شکوک دور نہ ہوسکے، اپنی عیب جوئی اور اس پر توبہ استغفار و ندامت اپنے عیب اور کوتاہیوں کا ازالہ اور جبر

نقصان ہے، دوسروں کے عیب کی کوشش بے ہنری اور کام کو بے رونق کرنیوالی چیز ہے، دوسروں میں عیب نکالنے سے اپنا مایہ بھی جاتا رہتا ہے، اور اپنے میں عیب ڈھونڈھ ڈھونڈھکر نکالنے سے پونجی میں کمی نہیں ہوتی، اور اگر اس پر ندامت کیساتھ استغفار و توبہ کی تو آئندہ کیلئے رحمت و برکت نازل ہوتی ہے، بہرکیف تحریر و تقریر میں ایسے الفاظ نکلیں جن سے اندیشہ و خطرہ ہو فساد کا اور نہ ایسے خیالات کا اظہار ہو جن سے بدگمانی اور بدظنی بڑھے، سارے مسلمان اپنے ہی بھائی ہیں جب نرمی اور طریقے سے لایا جائیگا تو خود ہی حق پر آجائینگے، نوح سے جماعت مانگتی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کو آپ لوگ خود ہی ابھاریں اور نگرانی اور جماعتوں کی کثرت کیجانب توجہ دلائیں، یہاں مولوی ابراہیم صاحب سے کہہ دیا گیا ہے کہ وہ جماعتیں لیجانیکی کوشش کریں، منشی بشیر احمد صاحب کے پچھلے خط کا جواب ہے جو بلفظہٖ نقل کیا جاتا ہے، "اے میرے دوست بشیر! جس خدائے پاک نے انبیا علیہم السلام کو اس راستہ پر جانے کیلئے بھیجا ہے اسکی حکمت نے شیطان کو اسے پھسلانے اور ہٹانیکے لئے بھیجا ہے، جبتک تم دعا، اور توجہ کیساتھ اس راستہ پر کے موانع کو مغلوب کرنے کی کوشش نہ کروگے، سوقت تک اس راستہ پر چل نہ سکوگے"
حضرت والا بہت نازک حالت میں ہیں دعا کیجئے اور کرائیے، فقط والسلام

بندہ محمد الیاس عفرلہٗ۔ بقلم محمد عبید اللہ بلیاوی

یہ خط منشی بشیر احمد صاحب کو بھی دکھلایا جائے،

(۶) ۷۸۶

فوائد مکتوب ھذا:۔ ف۱۔ امت محمدیہ کے امراض کہنہ میں علمی چیزوں کا بے محل اور بے ضرورت تقریر پر اکتفا ہے۔

از نظام الدین
دھلی

مکرم محترم الحافظ مولانا القاری محمد طیب صاحب!
متعنا اللہ بطول حیاتکم الطیبۃ و افاض علینا فیوضکم السرمدیۃ

دا کرمکم اللہ کما اکرمتمونا بالذات القدسیۃ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت عالی کوئی کام بغیر اصول اور بنا کے نہیں چلتا، اسوقت یہ تبلیغ اسقدر عظیم الشان کام ہونیکو پہنچ گیا ہے کہ تفصیلات ظاہریۃ باطنیۃ اصولیۃ فروعیۃ اسقدر کثیر اور وافر ہیں کہ وہ بیان تحریر یا غور کرکے فہم کے احاطہ سے بہت بالاتر ہوچکی ہیں اور جیسا کہ میں شروع میں عرض کرچکا ہوں یہ سب تفصیلات بہر حال بناؤں پر چل رہی ہیں ان بنائی امور پر کسی آدمی کو دفعۃً چلانا بہت دشوار ہے اس لئے میرے نزدیک جو کام چلنے کیلئے اسوقت ضرورت ہے وہ مشائخ طریقت و علمائے شریعت ماہرین سیاست کے چند ایسے حضرات کی جماعت کے مشاورت کے ماتحت ہونے کی ضرورت ہے، ایک نظم کیساتھ حسب ضرورت مشاورت کا انعقاد خاطر خواہ مداوم ہے، اور عملی چیز سب اس کے ماتحت ہو سو ایک تو اول ایسی مجلس کے منعقد ہوجانیکی ضرورت ہے اور دوسرے اسوقت جوامت محمدیہ کے امراض کہنہ میں سے ہے وہ عملی چیزوں کا بیحل اور بے ضرورت تقریر کی کثرت پر اکتفا ہے اور اس کے بالمقابل قول پر عمل بڑھنے کی ضرورت ہے لہذا آگے جو تبلیغ میں کوشش کریں وہ اس تبلیغ کے میدان میں نکل چکنے والوں کیساتھ زندگی گذار رہے، اس وقت مولانا کی تشریف آوری سے دہلی والوں نے تبلیغ سے وحشت کے بجائے اُنس کا اثر لیا ہے اور کار خیر سے اُنس پیدا ہوجانیکی ابتداء یہ بہت اچھی علامت ہے، اس لئے اگر جناب عالی جملہ مبلغین کو میوات بھیجدیں اور کم سے کم مولوی عبدالجبار کو بھیجدیں، تو امر ثانی کے لئے معین و ممد معلوم ہوتا ہے ۔

ادارہ اشاعت دینیات (پرائیویٹ) لمیٹڈ

سید ابوالحسن علی ندوی ۱۹۸۳ء